نام کتاب ——— رسائل میلاد نور مجسم ﷺ
ازقلم ——— حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی
مرتب ——— محمد نعیم اللہ خاں قادری (بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)
تعداد ——— 1000
صفحات ——— 560
ہدیہ ———

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرماں والہ بک شاپ
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نعیمیہ بک سٹال ○ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- شمس و قمر ہال آئٹ لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفےٰ ○ مکتبہ قادریہ ○ مکتبہ غوثیہ
- مکتبہ الفرقان ○ مکتبہ غوثیہ ○ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت ملتان
- مہریہ کاظمیہ ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- مکتبہ اہلسنت ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن ○ امام احمد رضا راولپنڈی
- مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

فہرست
ایک نظر میں

تفصیلی فہرست ہر رسالہ کے شروع میں درج ہے

تعارف مصنف

نام:.....محمد فیض احمد

کنیت:.....ابوالصالح

نسبت:.....قادری اُویسی رضوی

ولدیت:.....مولانا نور احمد صاحب اویسی

خطابات:.....شیخ الحدیث‘ استاذ العلماء‘ مفسر اعظم پاکستان‘ عمدۃ المحدثین‘ فیض ملت‘ فیض مجسم۔

مقام وسن پیدائش:.....بستی حامد آباد تحصیل خانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خان‘ 1932ء میں پیدا ہوئے۔

ذات:.....لاڑ (جام)

خاندانی پیشہ:.....زراعت / کاشتکاری

شجرہ نسب:.....آپ کا شجرہ نسب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم:.....اپنے والد ماجد مولانا نور احمد صاحب سے حاصل کی۔

اساتذہ کرام

حفظ قرآن:.....استاد جان محمد‘ حافظ سراج احمد‘ حافظ غلام یٰسین صاحبان

درس نظامی:.....علامہ حضرت خورشید احمد فیضی‘ مولانا عبد الکریم اعوان فیضی‘ مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

دورۂ حدیث:.....محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

درس وتدریس:.....آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1952ء میں اپنی بستی حامد آباد میں ایک چھوٹے سے مدرسے کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بہاولپور آمد:.....1963ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور تشریف لائے اور قطعہ اراضی 5 کنال خرید کر سیرانی مسجد اور مدرسہ جامعہ اُویسیہ کی بنیادیں استوار کیں۔ آج یہ عالیشان مسجد اور مدرسہ محکم الدین سیرانی روڈ پر دکھائی دیتا ہے۔

تراجم‘ تصنیف وتالیف:

مشہور اُردو کتب:.....تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان‘ فضل المنان (قرآن پاک کی عربی تفسیر) سفرنامہ شام وعراق‘ فتاویٰ اُویسیہ‘ شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدیں‘ ذکر سیرانی‘ ترجمہ وتشریح صحاح ستہ‘ ترجمہ کیمیائے سعادت‘ ترجمہ احیاء العلوم‘ ترجمہ مکاشفۃ القلوب‘ ترجمہ شرح الصدور‘ ترجمہ البدور السافرہ فی احوال الآخرہ، ترجمہ الساعۃ (قیامت کی نشانیاں)‘ الزواجر عن اقتراف الکبائر (اردو جہنم سے بچانے والے اعمال۔)

مشہور سرائیکی کتابیں:.....تاریخی کتاب ’ابن جریر طبری‘ کا سرائیکی ترجمہ، سرائیکی نعتوں کا مجموعہ شرح دیوان فرید‘ ترجمہ کریما سعدی‘ سرائیکی ترجمہ تنویر الملک مع حواشی‘ سائنس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے قدماں وچ۔

سندھی زبان میں کتب:.....بدعت چا آھی، کاروکاری جو تباہ کاریاں۔

کتابوں کی کل تعداد:.....آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے۔

اولاد:.....اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے مفتی محمد صالح اویسی رحمۃ اللہ علیہ، محمد عطاء الرسول اویسی‘ محمد فیاض احمد اویسی‘ علامہ محمد ریاض احمد اویسی ہیں اور ایک بیٹی پیدا سے نوازا تھا۔

شاگرد:...... علامہ اُویسی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے پوری دُنیا میں اُن کے تربیت یافتہ علماء موجود ہیں۔

سیر وسیاحت:...... سعودی عرب، شام، عراق اور انگلینڈ (وہاں ۳ ماہ قیام کے دوران ترجمہ فیض القرآن مکمل کیا)

وصال:...... ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ بروز جمعرات بعد نماز فجر

مدفن:...... آپ کو جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا، آپ کا مزار پرانوار مرجع خلائق ہے۔

عرضِ مرتب

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار تصنیفی ورثہ چھوڑا ہے، جن میں سے خاص میلاد شریف کے حوالے سے 'قرآن پاک کی سات منزلوں کی نسبت سے سات رسالوں کا انتخاب کر کے انہیں مجموعے کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ جو عام وخاص کے لئے عملاً اور عقیدے کی پختگی کے حوالے بہت ہی مفید رہیں گے۔ اس کام کی تکمیل کے لئے علامہ ریاست علی مجددی اور محمد علیم خاں مجددی مالک مکتبہ مجددیہ امینیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کی مشاورت شامل حال رہی۔ اس کو شائع کرنے کی سعادت شیخ محمد سرور اویسی مالک اویسی بک سٹال حاصل کر رہے ہیں، جو کہ قبلہ اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ارادت نسبت بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے...... آمین۔

طالب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه وزینت فرشه محمد وآله اصحابه اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین

ہر خاص وعام شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا خالق حقیقی ہے۔ دن، رات ہوں یا ماہ وسال اسی نے تخلیق فرمائے۔ اور ان میں بعض پر بعض کو فضیلت وبزرگی سے سرفراز فرمایا۔ لیکن ہر دن، رات اور ماہ اپنے اندر کوئی ایسی جزوی فضیلت رکھتا ہے جو اسے دوسرے سے ممتاز ومنفرد کرتی ہے۔ اسی طرح شب ولادت مصطفیٰ ﷺ تمام راتوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ اس رات کی فضیلت کو نہ شب عاشورہ، نہ شب برأت اور نہ ہی شب قدر پاسکتی ہے۔

کیونکہ لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا اور فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ مگر شب میلاد میں جمیع مخلوقات الٰہیہ کے نبی اور اللہ (عزوجل) کی رحمت خاص اور نعمت کبریٰ، حضور شفیع المذنبین ﷺ تشریف لائے۔ جن کے طفیل تمام جہان بنایا گیا۔ اگر حضور نبی پاک ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نہ زمین پیدا ہوتی نہ آسمان، چاند وسورج، دن ورات، ماہ وسال کچھ بھی نہ ہوتے۔ ہر شی کی تخلیق کا باعث آپ کی ذات مقدسہ ہے۔ آپ ہی ہر شی اور جملہ نعمتوں کی اصل ہیں۔ آپ نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ اسی بات کی عکاسی مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیٰحضرت (علیہ الرحمہ) المتوفی ۱۳۴۰ھ یوں فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

احادیث قدسیہ بھی اس پر شاہد ہیں:

﴿۱﴾......لولاک لما خلقت الافلاک. ﴿۲﴾لولاک لما خلقت الارض.

﴿۳﴾......لولاک لما خلقت الدنیا .

نیز حضرت آدم (علیہ السلام) سے ارشاد ہوا:

﴿۴﴾......لولا محمد ما خلقتک ولا ارضاء والسماء.

ان احادیث قدسیہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ہی کے لئے تمام کائنات مخلوقات کو تخلیق فرمایا گیا۔ لیلۃ القدر کو جو فضیلت حاصل ہوئی وہ ولادت مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش ہی کا صدقہ ہے۔ تو شب قدر، شب ولادت سے افضل کیسے ہو سکتی ہے؟

﴿۱﴾...... شب قدر میں قرآن نازل ہوا۔ ﴿۱﴾...... شب میلاد صاحب قرآن جلوہ گر ہوئے۔

﴿۲﴾......شب قدر میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

﴿۲﴾......شب میلاد کل کائنات کے نبی تشریف فرما ہوئے۔

(تو جس رات امتی نازل ہوں، وہ افضل یا جس شب امت کا نبی تشریف لائے!)

﴿۳﴾......شب قدر میں صرف امت مسلمہ پر اللہ (عزوجل) کا فضل وکرم ہوتا ہے۔

﴿۳﴾......اور شب ولادت میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم اور اس کی تمام مخلوقات پر اپنا فضل وکرم فرمایا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:......

وما ارسلنک الا رحمة للعلمين .

(سورۃ الانبیاء، ۲۱/۱۰۷)

مختصر یہ کہ مشائخ عظام و محدثین کرام نے فرمایا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا وقت ولادت باسعادت لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ

۵ جنوری ۲۰۰۵ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
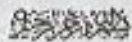
الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على افضل الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين واصحابه الطاهرين.

امّا بعد! نبی کریم شفیع معظم ﷺ کی محبت ایمان کی جان مغز قرآن روح اسلام ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ محبوب کی ہر نسبت سے پیار ہوتا ہے اور وہی شے ہر شے سے افضل واعلیٰ نظر آتی ہے۔ یہی طریقہ قرآن سکھاتا ہے قرآن مجید میں ہے:

والعصر ان الانسان لفی خسر.

اور فرمایا:...... لااقسم بهذا البلد

اور فرمایا:...... لعمرك انهم لفى سكرتهم.

اور فرمایا:...... والضحى والليل اذاسجى.

اور فرمایا:...... والليل اذايغشى.

اور فرمایا:...... والفجر وليال عشر.

اور فرمایا:...... والعاديات ضبحاo فالموريات قدحاo فالمغيرات صبحاo فاثرن به نقعاo فوسطن به جمعا.

اور یہ تو سب کو یقین ہے کہ عرب تمام ممالک سے افضل ہے اس لئے حضور نبی پاک ﷺ عربی ہیں اور آسمان سے زمین افضل ہے اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ زمین میں رونق افروز ہیں اور بعض ائمہ کے نزدیک مدینہ پاک مکہ شریف کے شہر سے افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اس شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔

محدثین کرام نے فرمایا:......

لیلة المولد افضل من لیلة القدر۔

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔ چنانچہ علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

سوال:...... فان قلت: اذا قلنا بانه علیه الصلاة والسلام ولد لیلا فایما افضل لیلة القدر أو لیلة مولده ﷺ ؟

اگر تم سوال کرو کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ رات کو پیدا ہوئے تو ان میں کون افضل ہے شب میلاد یا شب قدر؟

جواب:...... اجیب: بان لیلة مولده افضل من لیلة القدر من وجوه ثلاثة احدها: ان لیلة المولد لیلة ظهوره ﷺ ولیلة القدر معطاة له وما شرف بظهور ذات المشرف من اجله اشرف / مما شرف بسبب ما اعطیه ولا نزاع فی ذلك فكانت لیلة المولد، بهذا الاعتبار افضل۔

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے اس کی تین وجہیں ہیں:

﴿۱﴾...... شب میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر وہ رات ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عطیہ عطا ہوا تو اس سے وہ افضل ہو جسے یہ عطیہ ملا۔

اس معنی پر شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

﴿۲﴾...... الثانی: ان لیلة القدر شرفت بنزول الملائكة فیها، ولیلة المولد شرفت بظهوره ﷺ فیها۔ ومن شرفت به لیلة المولد افضل

ممن شرفت بهم لیلة القدر عل الاصح المرتضى، فتكون لیلة المولد افضل فتكون لیلة المولد افضل۔

شب قدر ملائکہ کے نزول سے مشرف ہوئی۔ اور شب میلاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے مشرف ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ سے افضل ہیں فلہٰذا شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

﴿۳﴾...... الثالث: ان لیلة القدر وقع التفضل فیها علی امة محمد ﷺ ولیلة القدر الشریف وقع التفضل فیها علی سائر الموجودات فهو الذی بعثه الله عزوجل رحمة للعالمین، فعمت به النعمة علی جمیع الخلائق فكانت لیلة المولد اعم نفعاً فكانت افضل:

لیلۃ القدر میں صرف امتِ حبیب ﷺ کو فضیلت ملی اور شب میلاد میں جملہ موجودات کے ذرہ ذرہ کو شرف ملا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل کائنات کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئے تو یہ نعمت جملہ مخلوق کے لئے عام ہوئی اس معنی لیلۃ المیلاد نفع کے اعتبار سے افضل ہوئی۔

فائدہ:...... مدة الحمل واختلف ایضاً فی مدة الحمل به، فقیل تسعة اشهر وقیل ثمانیة وقیل سبعة و قیل ستة۔

آپ کے مدتِ حمل کے متعلق اختلاف ہے بعض نے کہا نو ماہ بعض نے کہا آٹھ ماہ بعض نے کہا سات ماہ۔

مکان الولادۃ:

وولد علیه السلام فی الدار التی كانت لمحمد بن یوسف اخی

الحجاج ویقال بالشعب ،ویقال بالردم ویقال بعسفان۔

اور نبی پاک ﷺ کی ولادت مبارکہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کی دار الملکہ میں ہوئی جسے شعب کہا جاتا بعض نے کہا ردم میں بعض نے کہا عسفان میں۔

فائدہ:...... الرضاعة عندالولادة :

ولادت کے وقت کس نے دودھ پلایا۔

وارضعته ﷺ ثویبه ،عتیقة ابی لهب اعتقها حین بشرته بولادته علیه السلام وقد رؤی ابولهب بعد موته فی النوم فقیل له ماحالك ؟ فقال: فی النار الا انه خفف عنی كل لیلة اثنین ،وامص من بین اصبعی هاتین ماء واشار براس اصبعه وان ذلك باعتاقی لثویبة عند مابشرتنی بولادة النبی ﷺ وبارضاعهاله.

قال ابن الجزری فاذاكان هذاابولهب الكافر ،الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده ویبذل ماتصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یكون جزاؤه من الله الكریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم.

خلاصہ یہ کہ ولادت کے وقت آپ ﷺ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا اس کے بعد ابولہب نے اسے آزاد کیا اس سے ابولہب کو جو انعام ملا وہ مشہور ہے۔

الاحتفال بالمولد

میلاد کی محافل کا حال یہ ہے کہ

ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأة مولده الكریم ویظهر علیهم من بركاته كل فضل عمیم ومما جرب من خواصه ان امان فی ذلك العام ابشری عاجلة بنیل البغته والمرام فرحم الله امرأاتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیاداً لیكون اشدعلة علی من فی قلبه مرض وداء ولقدرطنب ابن الحاج (فی المدخل) فی الانكار علی ماحدثه الناس من البدع والا هواء والغناء الآلات المحرمة عند عمل المولدالشریف فالله یثیبه علی قصده الجلیل ویسلك بناسبیل السنة فانه حسبنا ونعم الوكیل.

ترجمہ:...... اہل اسلام ہمیشہ ماہ میلاد میں محفلیں اور ان راتوں میں صدقات وخیرات کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں اور پہلے سے زیادہ خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد شریف کی نعتیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ انہی ایام میں برکات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ خواص کا تجربہ ہے کہ سال بھر امان اور نقد انعام ایزدی نصیب ہوتا ہے۔ ان امراء کو مبارک ہو جو ان ایام کو عید مناتے ہیں تاکہ اس پر یہ کوہ گراں ہو جو میلاد کا منکر ہے۔ ابن الحاج نے المدخل میں ان لوگوں کی باتیں بری بتائی ہیں جو میلاد شریف کو بُرے طریقے سے کرتے ہیں مثلاً باجے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ اسے ثواب دے گا

جو احسن طریق سے محفل میلاد سجاتا ہے۔

﴿۲﴾.....حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فان قلت اذاقلنا بانه عليه السلام ولد البلا (على القول المرجوح (فايما أفضل ليلة القدر أوليلة مولده عليه السلام) قلت (أحيبب بان ليلة مولد عليه السلام أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة أ احدها أن ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وما) أى والذى (شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف ماشرف بسبب ماأعطيه ولا نزاع فى ذلك) الذى ذكرناه من أن ماشرف الخ وحيث لانزاع (فكانت ليلة المولدافضل من ليلة القدر) بهذا الاعتبار (لثانى) من الوجوه الثلاثة (أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها)على أحد الاقوال فى سبب تميتها بذلك والثانى لنزول القرآن فيها والثالث أن الذى يراها يصير ذاقدر والرابع لمايكتب فيها من الاقدار فيها يفرق كل أمرحكيم (وليلة المولد شرفت بظهوره ﷺ ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن شرفت بهم ليلة القدر)وهم الملائكة (على الاصح المرتضى) عندجمهور أهل السنة من أن النبى أفضل من الملك فأمانبينا صلى الله عليه وسلم فأفضل من جميع العالمين اجماعاحكا الامام الرازى وابن السبكى والسراج البلقيني قال الزركشي واستثنوه من الخلاف فى التفضيل بين الملك والبشر فهوأفضل حتى من أمين الوحى خلافا لما وقع فى الكشاف ولذا قال بعض المغار بة جهل الزمخشرى مذهبه فقدأجمسع المعتزلة على استثناء المصطفى من الخلاف انتهى نعم زعم أن طائفة منهم كالرمانى

خرقوالمصنف وأقر متعقب قال الشهاب الهيتمى فيه احتمال واستدلال بمالا ينتج المدغى لانه ان أن اريد أن تلك اللية ومثلها من كل سنة الى يوم القيامة أفضل من ليلة القدر فهذه الادلة لا منتج ذلك كماهو جلى وان أريد عين تلك لليلة فليلة القدر لم تكن موجودة اذذاك وانما أتى فضلها فى الاحاديث الصحيحة على سائر ليالى السنة بعد الولادة بمدة قلم يمكن اجتماعهما حتى يأتى بينهما تفضيل وتلك انقضت وهذه باقية الى اليوم وقدنص الشارع ولم أفضليتها ولم يتعرض ليلة مولده ولالا مثالها بالتفضيل أصلافو جب علينا أن نقتصر على ماجاء عنه ولانبتدع شيأ من عند نفوسنا القاصر عن ادراكه الا بتوقيف منه صلى الله عليه وسلم على انا وسلمنا أفضلية لة مولد ،لم يكن فائدة اذلا فائدة فى تفضيل الازمنه الابفضل العمل فيها وأما تفضيل ذات الزمن الذى لايكون الصل فيه فليس له كبيرفائدة الى هناكلا مه وهو وجيه ثم اذاقلبا بما قال المصنف وفلما ان الولاد تها فهل الافضل يوم المولد أو يوم البعث والاقرب كماقال شيخنا ان يوم المولد أفضل لمن الله به فيه على العالمين ووجوده يترتيب عليه بعثه فالوجود أصل البعثة طارئة عليه وذلك قد يقتضى تفضيل المولدلا دالته (فيها شهراماأشرفه) بالفاء (وأوفرحرمة لياليه كانها)لشدة لمعانها وضوئها (لالئى)جمع لؤلؤ(فى العقود) جمع عقد (ياوجها ما أشرقه) بالقاف (من) وجه(مولود فسبحان من جعل مولده للقلوب ربيعا وحسنه بديعا) وأنشد المصنف لغيره بستن ها(يقول لنالسان الحال منه) صلى الله عليه وسلم(وقول الحق يعذب) يحلو(للسميع)ان سألت عن صفاتى وأحوالى(فوجهى والزمان وشهروضعى)فالفاء جواب

شرط مقدر (ربيع) المراد به وجهه صلى الله عليه وسلم شبهه بالربيع فى اعتداله وحسنه وورونقه (فى ربيع) أى من الربيع (فى ربيع) أى شهر ربيع المولود فيه صل الله تعالىٰ عليه وسلم وقد قال أهل المعانى كمافى السبل كان مولد،فى فصل الربيع وهوأعد الفصول ليلة و نهاره معتد لان بين الحر والبرده يسميه معتدل بين البيوسة والرطوبة وشمسه معتدلة فى العلوم والهبوط وقره معتدل فى أول درجة من الليالى البيض وينعقد فى سلك هذاالنظام ماهيا الله تعالىٰ من أسماء مربيه فى الوالدة والقا بله الامن والشفاء وفى اسم الحاضنته البركة وانما وفى المرضعة الاتى ذكرهما الثواب والحلم والسعد.

(زرقانی شرح المواہب الدنیہ صفحہ ۱۳۶ جلد ا مطبوعہ مصر)

اگر تم سوال کرو جب ہم یہ تسلیم کریں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت (قول مرجوح پر) شب کو ہوئی تو پھر بتاؤ کہ لیلۃ القدر اور شب میلاد میں سے کون افضل ہے تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کئی وجوہ سے لیلۃ القدر سے شب میلاد افضل ہے۔

﴿۱﴾......شب میلاد حضور پاک ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر ایک عطیہ ہے جو آپ کو عطا ہوئی اور ظاہر ہے کہ ذات اشرف ہوتی ہے اس شے سے جو اسے عطا ہو اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ اسی لئے ثابت ہوا کہ شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

﴿۲﴾......لیلۃ القدر کی شرافت اس لئے ہے کہ اس میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام بھی لیلۃ القدر یعنی قدر اور شانوں والی رات اور یہ فضیلت لیلۃ القدر کو حاصل ہے کہ اس میں قرآن کا نزول یکبارگی ہوا کہ اسے لوح محفوظ میں اتارا گیا نیز جو اس شب کے برکات کو دیکھتا ہے وہ بھی بڑی شان والا ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر لیلۃ القدر کی فضیلت یہ ہے کہ اس میں تقدیریں اور اہم امور لکھے جاتے ہیں۔

لیکن شب میلاد کو سب سے بڑی فضیلت یہ نصیب ہے کہ اس میں رسول اکرم ﷺ کا ظہور ہوا اور قاعدہ ہے کہ جو چیزیں لیلۃ القدر کی وجہ سے مشرف ہوئیں ان سے وہ

زیادہ فضیلت رکھتی ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی وجہ سے شرف یاب ہوئیں اور نزول ملائکہ کی فضیلت سے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی فضیلت بڑھ کر ہے کیونکہ کہاں ملائکہ اور کہاں امام الانبیاء ﷺ۔ جمہور کا مذہب ہے کہ نبی پاک ﷺ نہ صرف ملائکہ سے افضل ہیں بلکہ جملہ عالمین سے افضل ہیں اس پر اہلسنت کے علاوہ معتزلہ کا بھی اتفاق ہے۔ بلکہ ان کے مذہب پر بھی جو ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام سے افضل مانتے ہیں لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ تمام ملائکہ سے افضل ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام سے بھی۔ وہاں زمخشری سے خطا ہوئی کچھ دوسروں سے بھی لیکن یہ غلطی پر ہیں کہ اجماع کے خلاف کر رہے ہیں۔

بہر حال شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے یہی ہمارا مدعا ہے۔ تیسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ لیلۃ القدر صرف امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ایک لطف وکرم ہے اور یہ صرف اسی امت کو نصیب ہوئی۔ جمہور علماء نے فرمایا کہ سابقہ امم میں کسی کو لیلۃ القدر نصیب نہ تھی اور لیلۃ المیلاد کی برکات جمیع موجودات کو نصیب ہوئیں یعنی امت مصطفیٰ ﷺ بھی اور دوسری مخلوق بھی کہ سب کو اسی شب میں عذاب اور خسف ومسخ سے امن نصیب ہوا کیونکہ حضور نبی پاک ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اسی معنی پر یہ نعمت جمیع مخلوق کو عام ہے۔ جو شے نفع میں ہمہ گیر ہو وہ افضل ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر شب قدر سے افضل ہے۔ یہ وجہ صاحب مواہب لدنیہ نے بتائے اس پر کسی کو انکار بھی نہیں۔ حضرت علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں احتمال ہے اور استدلال بھی نتیجہ خیز نہیں کیونکہ اگر استدلال ہر لیلۃ المیلاد کے لئے ہے کہ ہر سال لیلۃ المیلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے یہ قول کسی قطار میں نہیں اور نہ کوئی اس کا قائل ہے اور اگر یہ اسی متعین شب میلاد کی بات ہے تو بجا لیکن اس وقت تو شب قدر کا وجود بھی نہ تھا کیونکہ یہ عطاء تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعلان نبوت کے بعد ہوئی چاہئے کہ ہم اس بارے میں توقف کریں۔ علاوہ ازیں اس بحث

سے کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ فضیلت کی بات کل سے ہوتی ہے اور یہ زمانہ کل کا نہ تھا۔

جواب:...... یا ابن حجر رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے۔ ایک محدث کی رائے کو تو ترجیح نہیں دی جا سکتی جب کہ ان کے مقابلے میں دیگر محدثین اکابر فضیلت کے قائل ہیں۔

ماہ ربیع الاول کے فضائل

یہ وہ مہینہ کہ جس کی ہر رات موتیوں کی طرح ہے اور تیری چمک کیسی ہے کہ اس ذات نے ظہور فرمایا کہ جس کی وجہ سے جملہ قلوب میں بہار ہے اور گویا رسول اکرم ﷺ نے لسانِ حال سے فرمایا کہ میرا قول میٹھا جو سننے والے کو میٹھا لگے تم اگر میری صفات واحوال پوچھتے ہو تو میرا چہرہ میرا زمانہ میرا مہینہ میرا آنا، رونق در رونق اور علماء نے فرمایا یہ اس لئے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول موسم بہار میں ہوئی۔ جن کے دن رات اعتدال پر ہوتے ہیں کہ نہ گرم اور نہ سرد۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام بھی اس طرح بنا دیا کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ اور آپ کی دودھ پلانے والی شفاء اور حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ عنہن)۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:...... شارح امام احمد قسطلانی رحمہ اللہ نے دلائل سے واضح فرمایا کہ لیلۃ المیلاد شب قدر سے افضل ہے۔

اور علامہ ابن حجر کا احتمال بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اگرچہ فضیلت صرف اسی شب متعین کی ہے اور اس وقت شب قدر کا وجود نہیں تھا لیکن سوال اس کے اس وجود سے نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے کے بعد ہے اور بوقتِ سوال اس کا وجود ہے یعنی نفس مسئلہ کی حیثیت سے شے کے وجود و عدم سے بحث نہیں ہوتی۔

﴿۳﴾...... اسی بحث کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی مشہور تالیف "ماثبت بالسنۃ" میں بیان فرماتے ہیں کہ

ثم اذا قلنا انہ ولد لیلا فتلک اللیلۃ افضل من اللیلۃ القدر

بلاشبھۃ لان لیلۃ المولد لیلۃ ظھورہ صلی اللہ علیہ و سلم ولیلۃ القدر معطاۃ لہ وما شرف بظھور الذات المشرف من اجلہ اشرف مما شرف بسبب مااعطاہ ولان لیلۃ القدر شرف بنزول الملئکۃ فیھا ولیلۃ المولود شرف بظھورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ القدر وقع التفضل فیھا علے امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولان لیلۃ المولدا الشریف وقع التفضل فیھا علیٰ سائر الموجودات فھو الذی بعثہ اللہ رحمۃ للعلمین وعمت بہ نعمتہ علے جمیع الخلائق من اھل السمٰوت والارضین وارضعتہ صلی اللہ علیہ وسلم ثویبۃ عتیقۃ ابی لھب اعتقذاحین بشرتہ بولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم رأی ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ماحالك قال فی النار الاانہ خفف کل لیلۃ اثنتین وأمُصّ من بین اصبعی ھاتین ماء واشار الی راس اصبعیہ وان ذالك باعتا فی الثویبۃ عند مابشرتنی بولادۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبارضاعھا لہ قال ان الجوزی فاذاکان ھذابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولدالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فماحال المسلم من امتہ یستربمولدہ ویبذل ماتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما کان جزاء ہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ لہ العمیم جنات النعیم ولایزال اھل الاسلام یختلفون بشھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولا ولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السروروبزیدون فے المبرات ویعتنو ن بقراء ۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من مکانہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ ان امان فی ذلك العام وبشری عاجل بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرۃ التخذ لیالی شھر مولدہ المبارك اعیاداً لیکون اشدغلبۃ علی من فی قلبہ مرض

وعناد عدن ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی من احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله تعالیٰ یثیبه علی قصده الجمیل ویسلك بناسبل السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل.

(ماثبت بالسنۃ مطبوعہ لاہور۔ص ۵۹،۶۰)

ترجمہ:...... پھر جب ہم کہیں کہ ولادت مبارکہ شب کو ہوئی تو پھر وہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے کیونکہ لیلۃ القدر آپ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر آپ کو ایک عطیہ عطا کردہ ہے کیونکہ ذات پاک افضل ہے عطا سے۔ علاوہ ازیں لیلۃ القدر میں ملائکہ کا نزول ہوا اور لیلۃ المیلاد میں حضور نبی پاک ﷺ کا ظہور ہوا اور ظاہر ہے کہ آپ کا ظہور ملائکہ کے نزول سے افضل ہے۔ پھر یہ کہ لیلۃ القدر سے صرف امۃ مصطفیٰ ﷺ کا فائدہ ہوا اور لیلۃ المیلاد سے جملہ کائنات بہرہ ور ہوئی۔ جس کا نفع عام ہے وہ خاص نفع والی شے سے افضل ہوتی ہے۔

فائدہ:...... آپ ﷺ کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔ اسے ابولہب نے آزاد کر دیا۔ جب اس نے ابولہب کو حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ جب ابولہب مرا تو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے حال پوچھا گیا اس نے کہا شب پیر مجھے پر تخفیف ہوتی ہے اور انگلی سے مجھے پانی پینا نصیب ہوتا ہے اس لئے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا جب اس نے مجھے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشخبری سنائی۔ ابن الجوزی نے فرمایا جس کافر کی مذمت قرآن میں ہے ولادت کی خوشخبری پر ثویبہ کو آزاد کرنے پر انعام ملا تو مومن کو کتنا فائدہ نصیب ہوگا جو ولادت کی خوشی کرتا اور مال لٹاتا ہے اس کی جزاء یہ ہے اسے اللہ عزوجل جنت میں داخل کرے۔ اسی لئے اہل اسلام میلاد کی محفلیں سجاتے ہیں اور اس مہینے میں اور اس میں قسم قسم کے کھانے پکا کر خیرات کرتے ہیں اسی لئے انہیں میلاد کی برکات نصیب ہوتی ہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ میلاد سے سال بھر امان ہوتی ہے اور فضل عمیم بھی۔ مبارکباد کا مستحق ہے وہ مومن جو میلاد اور ان راتوں

میں عیدوں کی طرح خوشی کرتا ہے تاکہ بغض کرنے والے کا دل جلے۔ ہاں ابن الحاج کا مدخل میں انکار دوسری وجہ سے ہے وہ یہ ہے کہ اس میں گانے باجے بجاتے اور غلط کام کرتے ہیں اور جو نیک نیتی سے میلاد کرتا ہے اسے اللہ عزوجل ثواب عطا کرتا ہے۔

بہرحال شیخ محقق قدس سرہٗ نے بھی لیلۃ المیلاد کو شب قدر سے افضل مانا ہے اور وہی دلائل دیئے ہیں جو اسلاف رحمہم اللہ نے دیئے۔

﴿۴﴾...... فتاویٰ عبدالحئی لکھنوی:

انہیں مخالفین کے بعض اہل علم صدی چودہویں کا مجدد مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اور بعض دیوبندی مجدد نہ سہی محقق ضرور مانتے ہیں۔ ان کی درس نظامی کی کافی کتب پر حواشی ہیں اور درجنوں عربی تصانیف کے مصنف مشہور ہیں وہ لکھتے ہیں:

نوٹ:...... سوال وجواب فارسی میں ہیں فقیر اس کا ترجمہ عرض کر رہا ہے۔

ترجمہ:...... (سوال)...... شب قدر کی فضیلت قرآن مجید میں منصوص ہے لیکن بعض محدثین شب میلاد کو لیلۃ القدر سے افضل مانتے ہیں ہم ان دونوں میں سے کیا سمجھیں۔

(جواب) فضیلت شب قدر یعنی لیلۃ القدر تمام راتوں پر منصوص اور ثابت ہے اس کے چند وجوہ ہیں۔

﴿۱﴾...... اسی رات میں ملائکہ اور ارواح زمین پر اترتے ہیں۔

﴿۲﴾...... اسی رات میں شام تا صبح تجلی آسمان اول پر ہوتی ہے۔

﴿۳﴾...... نزول قرآن مجید اور لوح محفوظ آسمان اول میں اسی شب میں ہوا اور احادیث میں بھی اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اسی رات کی عبادت کا ثواب

ہزار ماہ سے زیادہ ہے۔اس میں امت محمدیہ ﷺ کی تسلی کے لئے فرمایا ہے:

لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔

نیز احادیث میں اس رات میں عبادت میں مصروف رہنے کی ترغیب وارد ہے وغیرہ وغیرہ۔محدثین نے جو شب میلاد کو لیلۃ القدر سے افضل بتایا ہے وہ عبادت کے اعتبار سے نہیں کیونکہ ثواب کا بیان توقیفی ہے قیاسی نہیں اور ہمیں اس بارہ میں کوئی روایت نہیں ملی کہ شب میلاد میں بھی عبادت کا وہی ثواب ہے جو لیلۃ القدر میں ہزار ماہ سے بہتر۔ہاں لیلۃ المیلاد کی فضیلت لیلۃ القدر پر اس کی ذاتی ہے جو اسے اللہ عزوجل کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

''العقیدۃ الھمزیہ فی احوال خیر البریہ'' میں ہے:......

تتباھی بك العصور

تیری وجہ سے زمانہ نازاں ہیں۔یہ وہ کرم بالائے کرم ہے جو بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

اس کے بعد مولانا لکھنوی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ماثبت بالسنۃ کا حوالہ لکھا ہے وہ اس سے قبل فقیر حوالہ مع ترجمہ لکھ چکا ہے۔ہاں علامہ ابن حجر قدس سرہ کا ارشاد خوب ہے، فرمایا زمان ومکان کی فضیلت اس ذات کی وجہ سے جو اس میں ہے پھر اس ذات کی شرافت وبزرگی کے پیش نظر وہ زمان ومکان مکرم ومعزز ہوتے ہیں۔اس قاعدہ پر شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

انتباہ: اس سے بڑھ کر اور حوالہ جات کیا چاہئیں اہل محبت کے لئے اتنا کافی ہے۔

افضلیت شب میلاد بر لیلۃ القدر

یہ مسئلہ نہ اعتقادی نہ اس پر کوئی حکم مرتب ہوتا ہے۔باب فضائل میں سے ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے فضائل کے قائل ہیں ان کے لئے یہ مسئلہ کوئی دشوار نہیں، منکر اگر بغض وعداوت کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔اگر تحقیق متلاشی ہے تو اس کے لئے محدثین کرام کا بیان کافی ہے۔علماء کرام کی آراء اس کے لئے دلیل کافی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کے منکر کو کافر یا فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔ہاں اگر بغض وعداوت کا مظاہرہ کرتا ہے تو جو حکم مبغض کا ہے وہی اس کے لئے۔

باقی رہا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت قرآنی نص ہے تو اس کا جواب مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے سمجھا دیا ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت عبادت کے ثواب کے متعلق ہے اور وہ حق ہے۔ہم لیلۃ المیلاد کی عبادت لیلۃ القدر کی طرح نہیں کہتے بلکہ لیلۃ المیلاد ذاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نسبت کی برکت ہے اور رسول اکرم ﷺ کی نسبت کے برکات کا مقابلہ لیلۃ القدر سے نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ اہل علم کے سامنے اظہر من الشمس ہے۔چند نمونے فقیر لیلۃ المیلاد کی برکات کے عرض کرتا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:......شب میلاد بکثرت معجزات کا ظہور ہوا ان کے مقابلے میں ہزاروں لیلۃ القدر کی برکات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔چند معجزات ملاحظہ ہوں۔

معجزات

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بطن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو زمانہ حمل میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی برکت سے وہ عجیب وغریب اور نادر ونایاب واقعات پیش آئے جو سیرت کی کتابوں اور احادیث میں مذکور ہیں۔ان بحور ذخار میں سے ہم صرف وہی امور جو حقیقی حالات کی وضاحت کرتے ہیں اور وہ احادیث لکھیں گے جو صحیح کتب کی احادیث میں مشہور ومعروف اسناد کے ساتھ مرقوم ہیں۔اللہ تعالیٰ اس

کام کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔

قحط سالی ختم:

روایت ہے کہ حمل مبارک سے پہلے قریش سخت قحط اور تنگی دستی کے عالم میں مبتلا تھے لیکن بطن آمنہ رضی اللہ عنہا میں رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی سرزمین مکہ سرسبز اور درخت بارآور ہو گئے اور قریش کو ہر سمت سے آمدنی ہونے لگی۔ اسی لئے قریش نے اس سال ۵۷۰ء کا نام جس میں رسول اکرم ﷺ بطن مادر میں تشریف لائے تھے "سال فراخی و مسرت" رکھا۔

پیٹ نہ پھولا:

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی تھیں "جب محبوب رب العالمین ﷺ میرے پیٹ میں آئے تو ایک دن میں نیند و بیداری کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک غیبی آواز آئی اے آمنہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے پیٹ میں امت کا سردار ہے اور مجھے مطلق علم نہ تھا کہ میں حاملہ ہوں کیونکہ مجھے کسی قسم کی گرانی نہ تھی اور میری وہ حالت نہ تھی جو دوسری خواتین کی ہوتی ہے البتہ ایام بند ہو جانے پر تعجب تھا۔

پیٹ میں نور:

ایک حدیث میں مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دوسری خواتین کی بہ نسبت میری والدہ ماجدہ کے پیٹ کے اندر میں بھاری محسوس ہوا تو انہوں نے اپنی سہیلیوں وغیرہ سے اس کی شکایت کی۔ پھر اسی شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اس پیٹ میں جو ہیں وہ نور ہیں (آخر حدیث تک) اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو زمانہ حمل میں "ثقل محسوس ہوا" اس حدیث کے سوائے باقی۔ تمام دیگر احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو زمانہ حمل میں کوئی ثقل اور بوجھ محسوس نہیں ہوا۔

حافظ ابو نعیم نے مذکورہ بالا احادیث میں یوں مطابقت دی ہے کہ ابتدائی دنوں میں تو آپ کو ثقل محسوس ہوا لیکن حمل کے زیادہ سے زیادہ مہینوں میں آپ کو کوئی ثقل اور بوجھ معلوم نہیں ہوا اور یہ دونوں حالتیں عام عادت کے بالکل خلاف وقوع پذیر ہوئیں۔

ابو ذکریا یحییٰ بن عائذ کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ اپنی والدہ کے پیٹ میں پورے نو ماہ رہے۔ اس زمانے میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں درد، مروڑ اور ریاح وغیرہ کی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور دوسری حاملہ خواتین کی مانند آپ کو کوئی عارضہ نہیں ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں بخدا میں نے کسی کو بھی اپنے سے زیادہ ہلکا حمل نہیں دیکھا اور یہ حمل بڑا ہی برکت والا ہے۔

ابو نعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے لکھا ہے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں "جب حمل کو چھ ماہ ہو چکے تو کسی آنے والے نے خواب میں آکر مجھ سے کہا اے آمنہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے پیٹ میں دو عالم کے بہترین سردار ہیں۔ وضع حمل پر آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ رکھنا! اور اپنا حال پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، دوسری خواتین کی مانند میرے وضع حمل کا زمانہ بھی قریب آگیا۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہا) نے جو عجیب و غریب امور دیکھے تھے بیان کئے مثلاً پرندے دیکھے جن کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے اور کچھ مرد وزن ہوا میں اس طرح پرواز کرتے دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے اور میں نے مشرق و مغرب کی زمینیں دیکھیں۔ اس کے علاوہ تین پرچم اس طرح دیکھے کہ ان میں سے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت میں نصب تھا۔

پھر مجھے درد زہ ہوا اور رسول اکرم ﷺ کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ ﷺ سجدہ میں تھے اور جیسے کوئی عاجزی گریہ وزاری کرتا ہے ویسے ہی آپ ﷺ کی حالت تھی اور آپ ﷺ انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد میں نے

ایک سفید ابر دیکھا کہ جس نے آسمان سے آکر آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور پھر آپ ﷺ میرے پاس سے غائب ہو گئے۔ اسی دوران میں نے ایک آواز سنی، منادی یہ بانگ دہل کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ کو سرزمین مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ تا کہ وہ آپ ﷺ کے متبرک نام سے متعارف ہو جائیں۔ آپ ﷺ کی نعت وصفات اور صورت سے واقف ہو جائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کا متبرک نام "ماحی" ظلم وشرک وغیرہ کو مٹانے والا ہے۔ اب کسی قسم کی بت پرستی کا وجود باقی نہ رہے گا اور آپ ﷺ کے عہد میں شرک وبت پرستی محو ہو جائے گی۔ اس اعلان کے بعد ہی وہ چھایا ہوا بادل آپ ﷺ پر سے چھٹ گیا۔

بوقتِ ظہورِ نور:

محمد بن سعد نے جماعت محدثین حضرت عطاء عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کے ذریعہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب کی زبانی لکھا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن دکھائی دی۔ اور آپ ﷺ کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کے سہارے زمین پر آئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی مٹھیاں زمین سے اٹھائیں اور سر مبارک آسمان کی جانب بلند فرمایا۔ طبرانی کی تحریر ہے کہ رسالت مآب ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی مٹھیاں بند نہ تھیں البتہ انگشت شہادت اس طرح اٹھائے ہوئے تھے گویا سبحان اللہ پڑھ رہے ہوں۔

عجائبات ولادت:

رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے عجائبات کے منجملہ امام بیہقی وابونعیم نے یہ روایت تحریر کی ہے وہ یہودی جو بحیثیت تاجر مکہ معظمہ میں مقیم تھا اس نے اس رات جس میں رسالت مآب ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما ہونے والے تھے کہا کہ اے گروہ یہود! احمد مجتبیٰ ﷺ کا ستارہ طلوع ہوا ہے اور آج کی شب وہ تولد ہوں گے۔

کرشمۂ ولادت:

رسالت مآب ﷺ کی ولادت کے وقت شاہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا۔ فارس میں آتش پرستوں کی وہ آگ جو عرصہ سے مسلسل جاری تھی آپ ﷺ کی ولادت کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ روایت اکثر لوگوں نے لکھی ہے۔

ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گرنے میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ فارس کے صرف چودہ بادشاہ ہوں گے۔ چنانچہ چار سال کی مدت میں دس بادشاہ ہوئے اور بقیہ چار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بادشاہت کی۔

(مواہب لدنیہ)

علاوہ ازیں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے سبب آسمانی خبروں کی حفاظت کے لئے شہاب ثاقب مقرر کیے گئے اور شیطان کی کمین گاہیں مسدود کر دی گئیں۔ نیز شیطانوں کی چوری چھپے آسمانی باتیں سننے کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرما دی۔

مختون وناف بریدہ:

ابوہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

(اوسط از طبرانی)

علاوہ ازیں ابونعیم، خطیب اور ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ میرے رب کی جانب سے میری بزرگی وکرامت یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔ اسے مختار نے بھی صحیح لکھا ہے۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں تحریر کیا ہے کہ متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ

رسول اکرم ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ متواتر احادیث سے حاکم کی مراد یہ ہے کہ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بکثرت درج ہے یہی مشہور بھی ہے اور تواتر احادیث سے ان کا مقصد ائمہ محدثین کی اصطلاح "طریقہ اسناد" نہیں ہے۔ اس روایت کی خصوصیت کو بعض محدثین نے ضعیف بھی لکھا ہے جس کی صراحت کرتے ہوئے ابن قیم نے تحریر کیا ہے کہ ختنہ شدہ ہونا صرف رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگ ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں۔ معجزہ ناف بریدہ پر منکرین حدیث اور دیگر ملحدوں نے اعتراضات اٹھائے۔ فقیر نے ان کے جوابات عقلیہ و نقلیہ لکھے اور وہ رسالہ "معجزہ ناف بریدہ کی تحقیق" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

نور ازلی کا ظہور:

شب میلاد اس نور کا ظہور ہوا جس کے طفیل کائنات و جملہ برکات (انہی میں برکات لیلۃ القدر بھی ہیں) جملہ عوالم کو نصیب ہوئیں چنانچہ احادیث میں ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا۔ تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک وہ کہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حوا کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب کی تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی)

پیدا ہوتا رہا۔ اس طرح یہ نور پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا اور ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

نور النبی کا کمال:

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہو گئی اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے بہا ہوئیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خراج عقیدت

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے قصیدہ نعمانیہ میں فرمایا:......

انت الذی لولاک ماخلق امرء	کلا ولا خلق الوریٰ لو لاکا
انت الذی من نورك للبدر السنا	والشمس مشرقة بنوربها کا
انت الذی لما توسل آد	من زلة بك فاز وهو اباکا
وبك الخليل دعافعادت ناره	برداوقد خمدت بنورسنلکا

ودعاك ايوب لضر مسه	فازيل عنه الضر حين دعاكا
وبك المسيح اتى بشيرامخبرا	بصفات حسنك مادحا لعلاكا
كذلك موسٰى لم يزل متوسلا	بك فى القيمة محتما بحماكا
والانبيآء وكل خلق فى الورىٰ	والرسل والا ملاك تحت لواكا

ترجمہ:......آپ ﷺ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ ﷺ وہ ہیں کہ آپ ﷺ کے نور سے چاند کی روشنی ہے اور سورج آپ ﷺ ہی کے نور ضیا سے چمک رہا ہے۔ آپ ﷺ وہ ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کے سبب سے آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپ ﷺ کے باپ ہیں۔ آپ ﷺ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ ﷺ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی اور ایوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت میں آپ ﷺ ہی کو پکارا تو اس پکار نے پر اُن کی مصیبت دور ہو گئی اور مسیح علیہ السلام آپ ﷺ ہی کی بشارت اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی صفاتِ حسنہ کی خبر دیتے اور آپ ﷺ کی مدح کرتے ہوئے آئے، اسی طرح موسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے والے قیامت میں آپ ﷺ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ترجمانی فرمائی:......

وصلی الله علیٰ نور کزوشد نورها پیدا　زمین از حب اوساکن فلك درعشق او شیدا

محمدٰ احمدٰ محمود وے را خالقش بستود　کزوشد بودهر موجود زوشد دیدها بینا

اگرنام محمدرا نیاوردے شفیع آدم　نه آدم یافتے توبه،نه نوح از غرق نجینا

نه ایوب از بلا راحت نه یوسف حشمت وجلعت　نه عیسیٰ آں مسیحا دم نه موسیٰ آں یدبیضا

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ اس نور پر صلوٰۃ بھیجے جس سے تمام نور پیدا ہوئے۔ اس کی محبت میں زمین ساکن اور فلک اس کے عشق میں شیدا ہے۔

اس کے خالق نے اسے محمد، احمد، محمود سے تعریف فرمائی ہے اس کی وجہ سے ہر وجود موجود ہوا اور ہر دیکھنے والے کو بینائی نصیب ہوئی۔

اگر محمد ﷺ کو آدم علیہ السلام شفیع نہ بناتے تو نہ آدم علیہ السلام کو توبہ نصیب ہوتی نہ نوح علیہ السلام کشتی میں نجات پاتے۔

نہ ایوب علیہ السلام بلا سے راحت پاتے، نہ یوسف علیہ السلام کو حشمت اور جاہ وجلال نصیب ہو۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی ملتی، نہ موسیٰ علیہ السلام ید بیضا سے نوازے جاتے۔

یہی عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف یوسف وزلیخا میں لکھتے ہیں۔

چو آدم دراه هستی قدم زد
زمهرآنی صبح آراش دم زد
جودش گرنگشتے راه مفتوح
بجودے کے رسیدے کشتیٔ نوح
خلیل ازوے نسیمے یافت کاتش
بروشد چوں گلستان خرم وخوش
مسیح از مقدم اومژده گونی
کلیم ازمشعل از شعله جوی
بمصر جاهش از کنعان رسید
غلامی بود یوسف زر خرید
دران وادی که صالح ناقه کش بود
بیاد محملش فرحان وخوش لود

ترجمہ:...... ﴿۱﴾ ...... جب آدم علیہ السلام نے عالم ہستی میں قدم رکھا تو حضور علیہ السلام کی محبت کا دم بھرا۔

﴿۲﴾ ...... اگر حضور علیہ السلام کے جود وسخا کا دروازہ نہ کھلتا تو جودی پہاڑ پر نوح علیہ السلام کی کشتی نہ پہنچتی۔

﴿۳﴾ ...... ابراہیم علیہ السلام نے بھی آپ کی نسیم کی خوش بو پائی تو ان پر نار گلزار ہوئی۔

﴿۴﴾ ...... موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے نوری شعلہ سے مشعل کی تلاش میں تھے۔ وہ بھی آپ کی آمد کا مژدہ سناتے رہے۔

﴿۵﴾ ...... یوسف علیہ السلام اگرچہ زر خرید غلام تھے لیکن آپ کی وجہ سے وہ کنعان سے نکل کر مصر میں بادشاہ بنے۔

﴿۶﴾ ...... صالح علیہ السلام وادی میں ناقہ کش تھے تو آپ کی خوشی سے فرحاں و شاداں تھے۔

فائدہ...... حضرت علامہ صفوری رحمہ اللہ نے لکھا کہ:

روایت ہے کہ آپ جب شب معراج سدرہ سے آگے تشریف فرما ہوئے تو بارگاہ ایزدی سے ندا آئی، اس میں راز جو تھے سو تھے۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مدح بیان فرمائی کہ یا اللہ! تو نے جنت میں بسایا اور فرشتوں سے سجدہ کرایا...... اللہ تعالیٰ سے ندا آئی۔

یامحمد لولانه شوق علیه نورسرك الذی تقادم ماقلنا للملئكة اسجد ولآدم.

ہم نے تیرے ہی نور کو دیکھتے ہوئے تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا،

ابلیس بھی تیرے نور پاک کی بے ادبی سے ملعون ہوا۔ محبوب ﷺ سب تیرے لئے تھا۔

پھر آپ نے حضرت ادریس کے مناقب بیان فرمائے یا اللہ! تو نے آسمان پر بلالیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ندا آئی:

انمارفع ادریس الی السماء ینظر الیك ویسیر فی هذه اللیلة بین یدیك.

محبوب ﷺ ادریس کو تیرے ہی انوار دکھانے کی خاطر آسمان پر بلایا گیا ہے وہ تو تیرا خادم بن کر آج کی رات تیرے آگے چلے گا۔ محبوب ﷺ سب کچھ تیرے لئے ہی کیا تھا۔ پھر آپ نے حضرت نوح کے فضائل بیان فرمائے۔ یا اللہ! تو نے ان کو طوفان سے نجات دی۔

اللہ تعالیٰ سے ندا آئی:......

لولانه اقسم علینا بجمالك مانجاومن معه من المهالك

محبوب ﷺ نوح نے تیرے نور و جمال پاک کی قسم دی، پھر میں نے تیرے نور کے سبب سے اس کو نجات دیدی۔ محبوب ﷺ سب کچھ تیرے ہی لئے کیا تھا۔ پھر آپ نے حضرت ابراہیم کے مناقب بیان فرمائے۔ یا اللہ! تو نے ان کو نار نمرود سے نجات دی اور ان کی قربانی منظور فرمائی......

اللہ تعالیٰ سے ندا آئی:......

لولا انه أشرق علیه نوروجهك الكریم مانجا من نار النمرود ولافدیٰ انبه بذبح عظیم.

(نزہۃ المجالس)

ترجمہ:...... اگر آپ کا نور ان کے ہاں نہ ہوتا تو وہ نار نمرود سے نجات نہ پاتے اور نہ ہی اس کے بیٹے کے لئے ذبح عظیم فدیہ ہوتا۔

رونقیں ہی رونقیں :

امام حلبی وامام سیوطی رحمہما اللہ نے لکھا کہ:

وكانت تلك السنة التی حمل فیها برسول الله ﷺ یقال لها سنة الفتح والا بتهاج فان قریش كانت قبل ذلك فی جذب وضیق

عظیم ،فاحضرت الارض ،وحملت الأشجار وأتاهم الرغد من كل جانب في تلك السنة ۔

”جس سال نورِ محمدی (ﷺ) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح و نصرت، تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔اہلِ قریش اس سے قبل معاشی بدحالی ، عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا۔اہلِ قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔“

(السیرۃ الحلبیہ ۱: ۷۸ ۔ الخصائص الکبریٰ ۱: ۴۷)

عطائے اولادِ نرینہ:

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے سالِ ولادت اتنا فضل و کرم اور بے پایاں بخشش فرمائی کہ اس سال دنیا کی ہر خاتون کے ہاں اولادِ نرینہ ہوئی۔

چنانچہ علامہ نبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

عن عمر بن قتيبة قال سمعت أبي وكان من أوعية العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالىٰ للملائكة افتحوا أبواب السماء كلها وابواب الجنان وألبست الشمس يومئذ نوراعظيماً وكان قد أذن الله تعالىٰ تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكوراً كرامة لمحمد ﷺ

عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو۔اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لئے یہ مقدر کر دیا کہ وہ حضور (ﷺ) کی برکت سے لڑکے جنیں۔

(۱۔ انوارِ محمدیہ النبہانی: ۲۲، السیرۃ الحلبیہ ۱: ۷۸)

شبِ میلاد نورِ ازلی کی آمد:

پورا سال ولادتِ مصطفوی (ﷺ) کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعے جشن منایا، لیکن جب ظہورِ قدسی کی وہ سعید گھڑیاں قریب آئیں جن کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور گردشِ ماہ و سال کا وہ لمحہ جس کے دامن میں خداوند قدوس نے ساری ازلی و ابدی سعادتیں سمیٹ کر اسے رشکِ کون و مکان بنانا تھا اور گلشنِ ہستی کو بہارِ جاوداں سے نوازنے کے لئے اس کی کائنات حسن کا بہترین شاہکار منصۂ عالم کو اپنی نورانی ضیا پاشیوں سے مزین و منور کرنے کے لئے جلوہ گر ہونے والا تھا تو خود خالقِ موجودات جل جلالہ نے اس خلاصۂ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی ، مسرت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالمِ امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا۔اور واقعی محبِ حقیقی نے اپنے محبوب ﷺ کے استقبال پر دنیائے محبت میں اپنی محبت کے شایانِ شان وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی محب اپنے محبوب کو اس طرح خوش آمدید کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔بلکہ یوں کہا جائے تو بالکل مناسب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد پر کل کائناتِ پست و بالا کی ہر چیز کو اس موقع پر مزین کر کے استقبال فرمایا۔مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے اتنا چراغاں کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی اور نورِ نبوی ﷺ نے اسے اپنے جلوے میں لے لیا۔چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جن کی آغوشِ سعید کو اللہ تعالیٰ نے اس نورِ پاکِ نبوی ﷺ کی پہلی جلوہ گاہ بنایا اور اس نورِ نبوت کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک لاکھوں سعادت مند صلبوں اور پاک طینت رحموں سے ہوتا ہوا آخری بار جن کے صدفِ رحم میں متمکن ہوا اور جنہیں نبی آخر الزماں، ہادیٔ انس و جاں، شہنشاہِ ہر دو جہاں ﷺ کی والدہ ماجدہ ہونے کا عدیم النظیر شرف حاصل ہوا۔آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس عظیم جگر گوشہ کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فلما فصل مني خرج معه نوراضاء له بين المشرق الى المغرب ۔

"جب سرور کائنات کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہو گئے۔"

(۱۔ طبقات ابن سعد: ۱۰۲/۱) (سیرۃ الحلبیہ: ۹۱/۱)

فائدہ..... ایک روایت یوں مروی ہے:

انه خرج منی نوراضالی به قصور من ارض الشام وفی روایة: أضاء له قصور الشام واسواقها حتی رأیت اعناق الابل ببصری.

"بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملک شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔"

(سیرۃ ابن ہشام، ۱۱۱، طبقات ابن سعد، ۹۱/۱)

اسی نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے محترم چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے ایک نعتیہ قصیدہ میں جو انہوں نے آنحضور ﷺ سے اجازت لے کر غزوہ تبوک سے لوٹتے ہوئے سنایا، فرماتے ہیں:

وانت لماولدت اشرقت الارض وضاء ت بنورك الافق

فنحن ذالك الضیاء فی النور سبل الرشاد تخترق

"جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے پس ہم اسی نور وضیا میں رشد و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں۔"

(سیرۃ الحلبیہ: ۹۳)

شب میلاد نور ہی نور:

﴿۱﴾..... حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ملک شام اور دیگر عجائبات حالت بیداری میں ملاحظہ فرمائے نہ کہ خواب میں مثلاً

وهذاظاهر فی أنهارات ذلك النور یقظة.

(سیرۃ الحلبیہ: ۹۳)

﴿۲﴾..... ایک دفعہ حضور نبی پاک ﷺ کے گرد صحابہ رضوان اللہ علیہم اس طرح جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:.......

انادعوة ابی ابراهیم وبشرىٰ عیسىٰ ابن مریم ورأت امی أنه خرج منها نور أضاء ت له قصور الشام.

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ ابن مریم کی بشارت ہوں، میری والدہ ماجدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے محلات شام روشن ہو گئے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین)

﴿۳﴾..... جب نور محمدی ﷺ بطور امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا وہ رات جمعۃ المبارک کی رات تھی۔ اس رات اللہ جل مجدہ نے رضوان جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم دیا اور ایک منادی کو یہ ندا دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آ گئی ہے جس میں بشیر و نذیر ہادی کائنات اور نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس کے بعد عالم ملکوت و جبروت میں یہ ندا کی گئی کہ مقامات مقدسہ و مشرفہ کو معطر اور نہایت خوشبودار بناؤ اور مقربین ملائکہ جو اہل صدق و صفا ہیں وہ مقامات مقدسہ میں عبادت کے مصلے بچھائیں۔ اس لیے کہ آج وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اصلاب

طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک بطن میں منتقل ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انتقال نور کی اس رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور آپس میں اس ظہور قدسی کے متعلق باتیں کرتے تھے اور بشارتیں دیتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۰۵۔۱۰۸)

کعبہ جھکا اور منور ہو گیا اور ستارے زمیں پر

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لما حضرت ولادة رسول الله ﷺ رأيت البيت حين وقع قد امتلأ نوراً ورايت النجوم تدنوحتى ظننت انها ستقع على.

(سیرۃ الحلبیہ، ص ۹۴)

جب آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں خانہ کعبہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

پرچم لہرائے گئے:

یہی فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فكشف الله عن بصرى فرأيت مشارق الارض ومغاربها ورأيت ثلاثة اعلام مضروبات علما بالمشرق وعلما علىٰ بالمغرب وعلما ظهر الكعبه.

ترجمہ:...... پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ نیز میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے، ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا، دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ (انوار محمدیہ، ص ۳۳۔ سیرۃ الحلبیہ، ص ۱۰۹)

مشروب پلایا گیا:

اللہ جل مجدہٗ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی میں یہاں تک اپنے کرم وانعام فرمائے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دیگر تفصیلات کے ساتھ یہ بھی صراحت سے بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت مجھے ایک ایسا مشروب دیا گیا جسے پی کر میں نے بے انتہا فرحت محسوس کی۔ وہ شربت شہد سے بھی میٹھا اور فرحت بخش تھا۔

حوران بہشت کا استقبال:

ظہور قدسی کے وقت حوروں نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہما کی قیادت میں آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث میں مندرجہ بالا عجائبات کا یوں تذکرہ ملتا ہے:

قالت ثم أخذني ماياخذ النساء فسمعت وجيه عظيمة ثم رأيت كان جناح طائر ابيض قد مسح على فوادى فذهب عنى الرعب وكل وجع ثم التفت فاذاأنابشر بة بيضاء فتنا ولتها فاذاهى احلى من العسل فاصابنى نور عال ثم رايت نسوة كالنخل طوالا كانهن من بنات عبدمناف يحدقن بى فبينما أناأتعجب واقول واغوثاه من اين علمن بى فقلن بى نحن آسية امراة

فرعون ومريم ابنة عمران وهولاء من الحور العين.

آپ فرماتی ہیں مجھے عورتوں کی طرح جب دردِ زہ شروع ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس رہا ہے جس سے میرا تمام خوف اور درد جاتا رہا۔ پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جسے میں نے پی لیا وہ شہد سے بھی میٹھا تھا۔ پھر ایک بلند نور کے ہالے نے گھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسین وجمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا۔ میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آ گئیں اور انہیں اس (ولادت) کی خبر کس نے دی۔ تو انہوں نے کہا ہم آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔

(انوار محمدیہ یوسف بن اسماعیل النبھانی: ص ۲۳)

شب میلاد نوری مخلوق کی آمد

ولادت مصطفوی کے وقت نہ صرف جنت کی حوریں اور فرشتے آپ ﷺ کے استقبال اور خوشیاں منانے آپ ﷺ کے جائے ولادت پر آئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق حیوانات، چرند اور پرند بھی حکم ربی سے رحمۃ اللعالمین ﷺ کے استقبال کے لئے آئے اور یہ سب کیوں نہ خوشی مناتے کہ آج تو وہ ہستی بزم کائنات کو سعادتوں سے نواز رہی تھی جسے خود اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کہا اور چونکہ عالمین میں کائنات ہست و بود کی ہر ذی روح اور غیر ذی روح شجر و حجر غرض یہ جملہ خشک و تر مخلوق شامل

ہے۔ لہٰذا یہ مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت خدا کی جملہ مخلوق جس میں انسانوں، فرشتوں، جنوں، چرندوں اور پرندوں کے علاوہ غیر ذی روح مخلوق بھی شامل ہے سب نے اظہار مسرت وانبساط کیا۔

چنانچہ مندرجہ بالا روایت ہی کے بقیہ الفاظ اس طرح اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فبينما أنا كذالك اذا بديباج ابيض قدمدبين السماء والارض واذا بقائل يقول خذوه عن أعين الناس قالت رايت رجالا قدوقفو افى الهواء بايديهم اباريق من فضة ثم نظرت فاذا انا بقطعة من الطير قد غطت حجرتي مناقيرها من الزمرد واجنحتها من الياقوت.

میں اسی حال میں تھی کہ ایک ریشمی پردہ آسمان وزمین کے درمیان لٹکایا گیا اور پکارنے والا ندا دے رہا تھا کہ اس کو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کر لو۔ فرماتی ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو خلاء میں دیکھا ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے تھال ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا غول ہے جس نے میرے کمرے کو ڈھانپ لیا۔ عالم کے ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے۔

شبلی نعمانی:

یہ صاحب ہے تو بے ادب لیکن میلاد کی شب کا بہترین نقشہ کھینچا ہے وہ اپنی تصنیف ''سیرۃ النبی'' میں لکھتا ہے کہ:

"چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

ولادت:

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لیے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔

کارکنان قضا وقدر کی بزم آرائیاں، عناصر جدت طرازیاں، ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں، ابروباد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیم علیہ السلام، جمال یوسف، معجز طرازی موسیٰ، جان نوازی مسیح سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی جان نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم، اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے، آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتش کدۂ کفر، آذر کدۂ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستان سعادت میں بہار آگئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی

کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔ یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہ حرم، حکمران عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین۔ عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت واجلال ہوا۔

شمسۂ نہ مسند ہفت اختران
ختم رُسل خاتم پیغمبران
احمدمُرسل کہ خرد خاکِ اوست
ہر دوجہاں بستۂ فتراکِ اوست
اُمی وگویا بہ زبان فصیح
ازالف آدم ومیم مسیح
رسم ترنج است کہ در روزگار
پیش دہد میوہ پس آرد بہار

شامی راہب کا بیان:

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ظہران میں ایک شامی راہب رہتا تھا۔ جو عیصا کے نام سے مشہور تھا وہ اکثر بیشتر کہا کرتا تھا اے مکہ والو تم میں عنقریب وہ شخصیت پیدا ہوگی جس کا مذہب تمام عرب قبول کر لے گا اور وہ عجم کے بھی مالک ہوں گے اور ان کی پیدائش کا یہی زمانہ ہے۔

اندرون مکہ میں جو لڑکا پیدا ہوتا لوگ اس راہب سے جا کر پوچھتے تھے۔ لیکن ایک دن جس کی صبح میں رسول اکرم ﷺ رونق افروز عالم ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ

رواج کے موافق عیصا کے پاس گئے اور اسے آواز دی۔ چنانچہ اس نے ملاقات کر کے کہا عالم کو منور کرنے والے کی ولادت آپ کو مبارک ہو۔ آپ کے فرزند ہی وہ نومولود ہیں جن کی پیر کے دن کی پیدائش کے بارے میں اعلان کرتا تھا۔ یہ پیر کے دن ہی تاج نبوت سے سرفراز ہوں گے اور پیر کے دن ہی وفات پائیں گے۔ پھر عیصا نے پوچھا ان نومولود کا کیا نام رکھا ہے؟ حضرت عبداللہ نے جواباً کہا محمد ﷺ یہ سن کر عیصا نے کہا بخدا میری خواہش یہی تھی کہ یہ فرزند ارجمند تمہارے گھر پیدا ہو اور میرے حد تک ان میں تینوں باتیں میری خواہش کے موافق موجود ہوں اور یہ سب یک جا ہیں۔ ایک یہ کہ ان کا ستارہ بہترین شب طلوع ہوا۔ دوسری یہ کہ پیر کے دن پیدا ہوئے اور تیسرے یہ کہ ان کا نام نامی محمد ﷺ ہے۔

فائدہ...... اس قسم کے بیانات بیشمار ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شب میلاد کا چرچا ہر دور میں رہا اور اسے ہر صاحب علم و دانش عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ اس کا چرچا بھی اس کی فضیلت کافی ہے کیونکہ لیلۃ القدر ادوار سابقہ میں گوشۂ گمنامی میں تھی اور اب بھی اس کا صرف نام ہے لیکن متعین نہیں، کسی خوش بخت کو آگاہی ہو جائے تو زہے نصیب اور لیلۃ المیلاد کا چرچا ادوار سابقہ کے علاوہ خود اسی شب عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک اٹھارہ ہزار عالم کے ذرہ ذرہ میں اسی کی دھوم تھی۔

اعلیٰ نسب والاحسب:

نبی پاک ﷺ نے اپنا حسب ونسب بیان کرتے ہوئے اپنی ولادت کے زمانہ کو

تمام زمانوں سے بہتر و برتر بتایا ہے۔ یہی لیلۃ المیلاد کی شب قدر سے افضلیت کی دلیل کافی ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں ہے:

احادیث مبارکہ:

﴿۱﴾...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کے زمانوں میں سے سب سے بہتر زمانے میں مبعوث فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں ہوں جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

﴿۲﴾...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم من خیر قرنھم ثم تخیر القبائل فجعلنی من خیر قبیلہ ثم تخیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتھم فاناخیرھم نفسا وخیرھم بیتا.

بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہتر لوگوں اور بہتر زمانے میں رکھا۔ پھر قبائل پر نظر انتخاب ڈالی تو بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا۔ پھر گھروں پر نظر انتخاب ڈالی تو مجھے بہتر گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر اور گھر کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہوں۔

﴿۳﴾...... حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چنا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(المتوفی ۲۷۰ھ) کی روایت میں ہے جسے امام ابوجعفر بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۰ھ) نے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

ان الله عزوجل اختار خلقه فاختار منهم بنی آدم ثم اختار بنی ادم فاختارمنهم العرب ثم اختار العرب فاختارنی منهم قریشا ثم اختار قریشا فاختار منهم بنی هاشم ثم اختا ر بنی هاشم فاختارنی منهم فلم ازل خیاراً من خیارٍ الامن احب العرب فبحبی ومن ابغض العرب فببغضی ابغضهم۔

﴿ترجمہ﴾...... بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے بنی آدم کو چن لیا، پھر بنی آدم سے عرب کو چن لیا، پھر عرب سے قریش کو چن لیا، پھر قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا، پھر بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔ پس میں ہمیشہ بہتر سے بہتر گروہ میں رہا ہوں۔ سن لو جو عرب والوں سے محبت رکھتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث۔

﴿۴﴾...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا:

ان قریشا کانت نورابین یدی الله تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالك النور وتسبح الملئكة بتسبیحه فلما خلق الله آدم القی ذالك النور فی صلبه فقال رسول الله ﷺ فاهبطنی الله الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراهیم ثم لم یزل الله تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والارحام الطاهرة حتی اخرجنی بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔

بے شک یہ قریشی نبی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بارگاہ خداوندی میں نور تھا۔ یہ نور اللہ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کے صلب میں رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اتارا۔ پھر صلب نوح علیہ السلام میں، حتیٰ کہ صلب ابراہیم علیہ السلام میں ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کریمین سے پیدا فرمایا۔ میرے آباؤ اجداد کبھی زنا کے نزدیک بھی نہیں گئے۔

فائدہ:...... ان روایات سے واضح ہوا کہ جہاں حضور سرور عالم ﷺ نے اپنا میلاد بیان فرمایا وہاں اپنے علم کی وسعت سے آباء و امہات کی پاکدامنی اور ان کے ایمان و اسلام کا ذکر بھی فرما دیا۔

دلائل:

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ لیلۃ القدر سے شب میلاد افضل ہو اس لئے کہ منسوب کی قدر و منزلت منسوب الیہ پہنچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ہر نسبت اپنی ہم جنس سے افضل و اعلیٰ ہوتی ہے مثلاً

﴿۱﴾...... حضور سرور عالم ﷺ جس جگہ پر رونق افروز ہیں وہ جملہ عالم کی ہر شے سے افضل ہے۔ عرش و کرسی سے لوح و قلم سے یہاں تک کہ کعبہ و بیت المعمور سے وغیرہ وغیرہ۔

﴿۲﴾...... جس پانی کو نبی پاک ﷺ کی انگشتان اقدس سے ظاہر کا شرف ملا وہ تمام

پانیوں سے افضل یہاں تک آب زمزم سے حوض کوثر سے وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "آب زمزم افضل ہے یا حوض کوثر"

﴿۳﴾......آپ ﷺ کی زندگی کے لیل ونہار اور صبح وشام بلکہ ہر لحہ جملہ اوقات سے افضل واعلیٰ۔

﴿۴﴾......آپ ﷺ کی آل واولاد جملہ انبیاء علیہم السلام کی آل واولاد سے افضل۔

﴿۵﴾......آپ ﷺ کے یارواصحاب جملہ انبیاء علیہم السلام کے یارواصحاب سے افضل۔

﴿۶﴾......آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید جملہ انبیاء علیہم السلام پر نازل کردہ کتب وصحف سے افضل۔

﴿۷﴾......یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو دنیا میں تشریف لانے کے لئے ماہ ربیع الاول شریف کا انتخاب فرمایا ہے ورنہ آپ کی زندگی بزرگی وشرافت کا تقاضا تھا کہ آپ کی پیدائش رمضان شریف میں ہوتی صرف اس لئے کہ کوئی دل میں تصور بھی نہ کرے کہ آپ رمضان کی وجہ سے مشرف ہیں بلکہ یہ تصور ہو کہ رمضان کو شرف ملا تو آپ کے صدقے، پھر پیدائش کا دن پیر کا منتخب ہوا نہ کہ جمعہ مبارک تا کہ یقین ہو کہ آپ جمعہ کی برکات کے محتاج نہیں بلکہ جمعہ کی برکتیں آپ کے طفیل ہیں۔

﴿۸﴾......اور آپ کا مدفن شریف کعبہ معظمہ نہ ہوا کہ بلکہ مدینہ منورہ وہ بھی اس لئے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ کی بزرگی کعبہ شریف کی وجہ سے ہے بلکہ یہ یقین ہو کہ کعبہ معظمہ کی شرافتیں وبرکتیں حضور نبی پاک ﷺ کی مرہون منت ہیں۔

سوال!......قاعدہ ہے کہ جہاں کا خمیر ہو وہیں پر مدفن ہوتا ہے اور یہاں اسکے خلاف

کیوں؟ احادیث مبارکہ میں ہے کہ آپ ﷺ کا خمیر شریف کعبہ شریف ہے؟

جواب!......اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون تو بدل دیا لیکن حبیب کریم ﷺ کی شان میں آنچ نہیں آنے دی۔ وہ ہوا یوں کہ طوفان نوح کے دوران اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ خمیر رسول اللہ ﷺ کو کعبہ سے اٹھا کر مدینہ پاک پہنچا دیں تا کہ آپ ﷺ کا مزار کعبہ میں نہ ہو پھر لوگ یہ تصور نہ جمائیں کہ آپ کی عزت کعبہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ کعبہ کو عزت ملی تو تیرے در سے۔

(جواہر البحار)

اس سے مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ اہل فہم کے لئے اتنا کافی ہے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری، الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۳۰ محرم ۱۴۲۳ھ

آمدِ روحانی و میلادِ جسمانی

﴿پیش لفظ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

یہ رسالہ ادارہ تاجدار حرم پبلشنگ کمپنی، کراچی باب المدینہ میں شائع ہوا۔ دوبارہ اسمیں ترمیم واضافہ کر کے عزیزم حاجی محمد احمد قادری عطاری اور حاجی محمد اسلم اویسی قادری کے سپرد کیا گیا۔ اور اب تیسری بار سیرانی کتب خانہ (ادارہ تالیفات اویسیہ بہاولپور) سے شائع کیا جارہا ہے۔ مولیٰ عزوجل فقیر کی مساعی مشکور فرما کر میرے لئے اور ناشرین کے لئے زادِ راہ آخرت اور قارئین کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے (آمین)

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کے بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

عالم بالا میں:

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے "من حیث النبی" "عالم بالا میں تشریف فرما رہے۔ ان عوالم بطون میں پھر عوالم ظہور میں نبوت کے امور سرانجام دیتے رہے یہ بہت بڑی تفصیل اور ضخیم تصنیف کی متقاضی ہے۔ اسے فقیر نے اپنی تصنیف "نور کی سیر" میں جمع کیا ہے۔ یہاں اجمالی خاکہ حاضر ہے۔

کنزِ مخفی:

حدیث قدسی میں ہے۔ کنت کنزا مخفیا احببت ان اعرف میں مخفی خزانہ تھا ارادہ

ہوا کہ پہچانا جاؤں۔ بنا بریں حُسنِ حقیقی کا جلوۂ قدیم اپنی شانِ احدیت سے بزمِ شہود کی طرف منعکس ہوا اور آئینۂ محمدی بن گیا۔ انوارِ صمدیہ کی تابشوں سے آئینۂ محمدی نورِ ازلی کا مظہرِ اتم ہو گیا ہے۔ حقیقتِ محمدیہ میں نورِ خداوندی کے جلوے چمکے اور اس کی ضوبار کرنوں سے کن فیکون کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ لوح، قلم، عرش، کرسی، جنت، دوزخ، جن، بشر، ملائکہ، زمین، آسمان غرض بزمِ کونین کی ہر شے اسی نورِ محمدی کی آئینہ دار ہے۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

حدیث جابر:...... ہمارے مذکورہ بالا اجمالی بیان کی تفصیل میں ہے جو مسند عبدالرزاق میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اول ما خلق اللّٰہ نوری من نورہ یا جابر۔ اے جابر سب سے اول جو چیز اللہ عزوجل نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے جس کو اس نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر اس نور سے جملہ کائنات ظاہر ہوئی۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "حبل متین" میں ہے۔

فائدہ:...... جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کا نور پیدا فرمایا تو اس صورت پر پیدا فرمایا جو صورت آپ کی عالم شہادت یا عالم دنیا میں تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ نور محض تھا۔ اور یہاں عالم امکان میں وہ نور بشریت سے جمع ہوا کہ اس کے سبب سے آپ کی بشریت بھی نور مجسم تھی۔

نورانی بشریت

﴿۱﴾......یہی وجہ تھی کہ آپ کا سایہ نہیں تھا۔﴿۲﴾......آپ کے جسم پر کھی نہیں بیٹھی۔

﴿۳﴾......آپ کے جسم اور آپ کے پسینے سے خوشبو مہکتی تھی

﴿۴﴾......آپ کے رخسار میں جو چیز ہوتی اس کا عکس اور پرتو دیکھا جاتا

﴿۵﴾......جب آپ ہنستے تو دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا

﴿۶﴾......آپ کئی کئی دن رات کو افطار کے بغیر روزہ رکھتے تھے اور جسم پر اضمحلال و ضعف کا اثر نہیں ہوتا تھا۔

نورِ خدا کی زمین کی طرف روانگی وسیر

وہی نور سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا جسے ملائکہ دیکھنے کے لئے ہر وقت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد گھومتے تھے چنانچہ تفسیر بحر العلوم نسفی میں ہے کہ جب وہ نور مبارک آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا گیا ملاءِ اعلیٰ میں ان کی تعظیم وتوقیر ہونے لگی جس طرف گزر فرماتے پرے کے پرے ملائکہ ان کے پیچھے برائے اکرام واحترام جاتے۔ ایک روز جناب باری عزوجل سے سبب اس ...ینت کیا، خطاب آیا کہ آدم جو نور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے اس کی تعظیم و ...یر کا یہی سبب ہے۔ عرض کی الٰہی اسے میرے کسی عضو میں منتقل فرما کہ میں اسے دیکھوں اور اس کے دیدار فیض آثار سے اپنے قلب کو مسرور اور آنکھوں کو منور کروں چنانچہ باستدعائے آدم وہ نور ان کی سبابہ دستِ راست میں منتقل فرمایا گیا۔ جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دیکھا انگلی اٹھا کر کلمہ شہادت ادا کیا اور قرۃ عینی

بک یا محمد ﷺ کہہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا اور اس انگلی کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اسی وجہ سے ہم اذان میں نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومتے ہیں جس کی تفصیل کتب کلامیہ میں ہے۔ پھر وہ نور پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا جیسا کہ صحاح کی روایت میں ہے۔

قصیدہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴿ اجمالی اشارہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ مبارکہ میں ہے جسے مواہب لدنیہ و دیگر سیر کی کتب میں نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ وَمِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق. اس سے پہلے آپ پاک تھے۔ جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام درختوں کے سایہ میں اور امانت گاہ میں لپٹ رہے تھے

ثم هبطت البلاد وَ لا بَشَرٌ ☆☆☆ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ شہروں میں اترے اور آپ بشر نہ تھے اور آپ نہ گوشت تھے اور نہ آپ خون بستہ تھے۔

بل نطفته ترکب السفین وقد ☆☆☆ الجسم نسر او اهله الغرق

بلکہ آپ بشری اوصاف میں نہیں آئے تھے جبکہ کشتی میں سوار ہوئے اور نسر نامی بت کو لگام دی گئی اور اس کے پجاری غرق ہو گئے۔

تنتقل من صالب الیٰ رحم ☆☆☆ اذا مضیٰ عالم بدا طبق

اور پشتِ پدر سے شکمِ مادر میں تشریف لاتے تھے۔ جبکہ ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا شروع ہوتا۔

وَاَنْتَ لَمَّا وَلِدتْ اَشْرَقَتْ ☆☆☆ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُق

اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین میں روشن ہوئی اور آپ ﷺ کے نور کی ضیاء سے یہ جہاں جگمگایا!

حتّٰی اِحْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُهَیْمِنُ مِن ☆☆ خِنْدِفٍ عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُق

حتیٰ کہ آپ کی خاندانی شرافت سب کو حاوی ہو گئی۔ عمدہ نسب خندف اور ادنیٰ نسب نطق کو آپ سے شرف ملا۔

فَنَحْنُ فِیْ ذَالِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّور ☆☆ وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِق

پھر ہم اس روشنی میں ہیں اور نور میں ہیں۔ اور ہدایت کے راستے پر ہم بجلی کی طرح ترقی کر رہے ہیں۔

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا ☆☆ فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ کَیْفَ تَحْتَرِق

آپ آگ میں اترے جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے امانت دار تھے تو پھر بہر حال یہ نور پشت بہ پشت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا۔

عالم بالا میں مشاغل مصطفیٰ ﷺ

چونکہ حضور سرورِ عالم ﷺ جملہ عالمین کے نبی و رسول ہیں اس لئے آپ ہر عالم میں تبلیغ توحید میں مصروف رہے۔ وہ عوالم بطون ہوں یا عوالم ظواہر۔ ہر ایک کی تفصیل کے ضخیم مجلدات درکار ہیں بالاجمالی چند جھلکیاں ہدیہ ناظرین ہیں۔

عالم انسانیت کے وجود سے پہلے

سب کو معلوم ہے کہ انسان و بشر اور آدمی باوجود حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے وابستہ ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی آدمیت و بشریت بھی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت محمدیہ اس سے قبل پہلے موجود تھی اور صفت نبوت سے موصوف۔

چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث

روایت کرتے ہیں "تحقیق میں اللہ کے نزدیک اس حال میں خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اور بدن کے درمیان تھے (یعنی ان کا پتلا زمین پر بے جان موجود تھا اور اس میں روح داخل نہیں ہوئی تھی) ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آب و گل کے درمیان تھے یعنی ان کا پتلا بن رہا تھا ابھی مکمل طور پر تیار نہ ہوا تھا اور اس میں روح نہ پھونکی گئی تھی) میں اسوقت بھی نبی تھا۔ ملخصا

فائدہ:..... اس حدیث سے حضور ﷺ کی روحانی ولادت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ تخلیق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل خاتم النبیین لکھے جا چکے تھے اور آپ کی نبوت فرشتوں اور روحوں میں ظاہر کر دی گئی تھی جیسا کہ وارد ہے کہ آپ کا اسم مبارک عرش، آسمان، محلات بہشت اور اسکے بالا خانوں، حور عین کے سینوں، جنت کے درختوں کے پتوں، شجر طوبیٰ، فرشتوں کی آنکھوں اور بھوؤں پر لکھا ہوا تھا، بعض عرفاء کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک عالم ارواح میں روحوں کی اسی طرح تربیت کرتی تھی جس طرح دنیا میں تشریف لانے کے بعد جسم مبارک کے ساتھ اجسام کی مربی تھی ارواح کا ابدان سے پہلے پیدا ہونا بلاشبہ ثابت ہے۔

سب سے اول ﴿ احادیث۔ سے یہ بھی ثابت ہے کہ:

﴿1﴾..... آپ ﷺ کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا۔

﴿2﴾..... جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ نے اپنی تخلیق کے بعد کیا دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہر ستر ہزار سال بعد ستر ہزار مرتبہ ایک نور دیکھا۔ ارشاد ہوا یہ میرا ہی

نور تھا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز سے بنایا؟ فرمایا ''مجھ سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں کی گئی تھی'' لہٰذا کسی چیز سے میری پیدائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، سب سے پہلے اللہ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات کو بنایا۔ عرض کیا گیا جب اللہ نے آپ کو اپنے نور سے بنایا تو اتنا نور اللہ کے نور سے کم ہو گیا جس میں کمی و بیشی ہو وہ اللہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا ''یہ سورج جو اللہ کی مخلوق ہے یہ جب سے بنا ہے اپنے نور سے دنیا کو منور کر رہا ہے روزِ اول سے نکل رہا ہے کیا اس طرح اس کے نور میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ عرض کیا گیا نہیں۔ فرمایا جب اللہ کی ایک نورانی مخلوق کا یہ مقام ہے تو اللہ کے نور میں کمی بیشی کیسے ہو سکتی ہے۔ (مفہوم از حدیث جابر رضی اللہ عنہ)

عالمِ میثاق میں ایک نورانی جلسہ کی روئیداد

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ہ (پ۳، آل عمران)

ترجمہ...... اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اُس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے

اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:...... اس آیت پر امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل ایک تصنیف لکھی ہے اسکی تلخیص حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ میں فرمائی اور نہایت جامع طریقہ پر امام احمد رضا خان، فاضل بریلوی قدس سرہ نے ''تجلی الیقین'' میں بیان فرمایا ہے۔ فقیر نے ان بزرگوں کے فیض سے مفصل طور پر ''آیۂ میثاق النبیین'' میں عرض کیا ہے۔ آیت کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

خلاصہ

اس آیت میں حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام سے جس میثاق کا ذکر ہے یہ عہد خاتم المرسلین ﷺ کے لئے عالم ارواح ہی میں لیا گیا تھا۔ اس میثاق سے بھی حضور ﷺ کی روحانی ولادت کا پتہ چلتا ہے کہ سب سے اول آپ کا روحانی وجود ہی معرض وجود میں آیا اور پھر تمام انبیاء کے روحانی وجود سے یہ عہد لیا گیا کہ دنیا میں جانے کے بعد تم میں سے اگر کسی کے زمانے میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئیں ان پر ایمان لانا اور ان کے ممد و معاون بننا سارے نبیوں اور رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا کرنے کا عہد کیا اسی طرح حضور پر ایمان لا کر جملہ انبیاء و رسل آپ کے امتی بن گئے۔ ہر نبی اور ہر رسول نے دنیا میں آنے کے بعد یہی عہد اپنی اپنی امت سے لیا اور اسے تاکید کی کہ اگر وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پائے تو آپ ﷺ پر ایمان لانے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف

سے یہ وعید بھی سنائی کہ جو اس معاہدہ سے پھر جائے گا تو وہ فاسق یعنی نافرمان اور گنہگار ہوگا۔

مضمون کی نزاکت

اس نورانی مجلس کا بیان بے مثال خالق کائنات کا جسے کسی طریقہ سے مثال نہیں دی جاسکتی اور ظاہر ہے کہ میر مجلس حضور سرور عالم ﷺ کے سوا اور کون ہوسکتا ہے گویا اس نورانی مجلس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و معاہدہ کے بعد انہیں نبوت و دیگر مراتب و کمالات سے نوازا۔ سچ ہے

تو اصلی و باقی طفیل تواند ☆ تو شاہی و مجموع خیل تواند

اسکے مزید لطائف و نکات فقیر کی تصنیف ''تفسیر آیہ میثاق النبیین'' میں موجود ہے۔

عالم انسانیت میں نزول اجلال

ہم حضور سرور عالم ﷺ کو عالم بشریت میں بشر مانتے ہیں لیکن نہ اپنے جیسا بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حقیقت اصلیہ تو نور ہے یہ نور جس بشری وجود میں آیا اس نے اسے بھی نورانی بنا دیا جس کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ آپ جسم و روح سمیت آسمانوں کی سیر کے لئے تشریف لے گئے یہ سیر معراج کے نام سے مشہور ہے۔ مادی جسم سے اس قسم کی پرواز ناممکن ہے۔ بہرحال آپ ﷺ عالم بشریت میں تشریف لائے آپکی آمد کا ذکر خیر ملاحظہ ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت میں

مروی ہے کہ جب وہ نور محمدی ﷺ پیشانی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں

چمکا تمام عرب میں ان کے حسن و جمال کا شہرہ بلند ہوا۔ جوق در جوق یہود آتے اور دیکھ کر کہتے کہ یہ نور عبداللہ کا نہیں ہے۔ بلکہ محمد ابن عبداللہ خاتم الانبیاء کا نور ہے جو ان کی پشت سے پیدا ہوں گے۔ اب تو تمام یہود کے سینہ میں آتش حسد شعلہ زن ہوئی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی فکر کرنا شروع کی۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شکار میں جانے کی خبر پاکر نوے شخص تلواریں زہر آلودہ ہاتھوں میں لے کر بارادہ قتل حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور ایک جگہ انہیں اکیلا پاکر گھیر لیا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کا خود حافظ و نگہبان تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اسے اپنے نور کو کامل کرنا منظور تھا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ لہٰذا فوراً سوارانِ غیبی بھیج کر دم زدن میں اُن ناہنجاروں کو قتل کرایا اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے نور کو ضائع ہونے سے بچایا۔ الغرض جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن بلوغ کو پہنچے تو بڑی زنانِ عرب صاحب ثروت و جاہ رشک مہر و ماہ ان کا حسنِ دلربا و جمال جہاں آرا دیکھ کر عاشق و متوالی ہوئیں اور نکاح کی خواہش ظاہر کرنے لگیں یہاں تک کہ بہت سی ان پر فریفتہ ہو کر سر راہ مثل زلیخا بیٹھ جاتیں اور ان کے نور و نور السرور کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا اور قلب کو مسرور کرتیں۔ اور برمزو کنایہ اپنی خواہش دلی ظاہر کرتیں انھیں اپنی جانب بلاتیں مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتائید غیبی و برکت نور محمدی انکی جانب ذرا بھی میل نہ فرماتے نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے جن کی بابت روایات کثیرہ کتب سیر میں مسطور ہیں منجملہ ان کے روایت ہے کہ ایک عورت کاہنہ فاطمہ بنت مرہ نہایت حسین و جمیل و نیک سیرت کتب سماویہ کی عالمہ تھیں جب اسے حسن و جمال عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر پڑا اور انکی پیشانی میں نور آفتاب فلک

رسالت تاباں و درخشاں دیکھا بہ اشتیاق تمام حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلا کر استدعاء مواصلت کی اور سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اس طرح لیلیٰ عدویہ نامی عورت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طالبِ قربت ہوئی آپ نے انکار کیا جب آپکا نکاح حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے ہوا اور وہ نور کرامت ظہور ان سے منتقل ہو کر بی بی آمنہ کے شکم اطہر میں جا گزیں ہوا۔

قحط دور

مواہب لدنیہ و دیگر کتب سیر میں ہے کہ قبل حمل میں آنے اُس نور پاک صاحب لولاک کے دہر میں قحط عظیم پڑا تھا زمین پر سبزہ کا نام نہ رہا تھا تمام درخت سوکھ گئے تھے حیوان و انسان میں جان کے لالے پڑ گئے تھے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو بطن مادر میں خلق فرمایا اور انکی برکت سے پانی برسایا قحط دفع فرمایا زمین سرسبز و شاداب ہوئی، سبزہ اگا، غلہ پیدا ہوا، اشجار پھولے پھلے، میووں سے لدے مردہ تنوں میں جان آئی، مشرق و مغرب کے تمام چرند و پرند اور قریش کے جملہ چوپاؤں نے خوشی منائی اور آپس میں ایک نے دوسرے کو اس رحمت عالم آفتاب عرب و عجم کے شکم مادر میں جلوہ فرما ہونے کی خوشخبری سنائی۔ داروغہ بہشت و مالک دوزخ کو فرمان الٰہی پہنچا کہ درِ جنت کی بہشت کشادہ اور ابواب دوزخ بند کرے اور آسمان و زمین میں ندا دے کہ آج وہ نور مخزون اور گوہر مکنون شکم مادر میں رونق افروز ہوا کوئی عورت اس سال لڑکی نہ جنے ہر ایک نے اس نور پاک کے صدقے میں لڑکے جنے۔

بطن آمنہ میں

مروی ہے کہ جب زمانہ تولد حضور پر نور شافع یوم النشور قریب آیا اور بشارات غیبیہ پے در پے ہونے لگیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہ تقاضائے بشریت خائف ہو کر قریش کی عورتوں سے حال ظاہر کیا ان ناقصات عقل نے آسیب و خلل تجویز کیا اور ایک طوق آہنی موافق اعتقاد جاہلی انھیں بنوا کر پہنایا۔ رات کو خواب میں نظر آیا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں اے آمنہ تمہارے شکم میں سید الانبیاء سند الاصفیا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تشریف فرما ہیں اور تم نے طوق آہنی گلے میں ڈالا ہے اور اس طوق کی طرف انگلی سے ارشارہ فرمایا جس سے وہ طوق کٹ کر گر گیا: آپ نے عرض کیا میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہوں۔ الغرض جب نو ماہ کامل مدت حمل کے پورے ہوئے اور وقت ظہور نور موفور السرور قریب آیا عرش سے فرش تک بساط فرحت و سرور بچھایا گیا عرش و کرسی کو لباس نور پہنایا گیا ملائکہ آسمان و حور و غلمان کو آراستہ پیراستہ ہونے کا حکم سنایا گیا درہائے جنان و آسمان مفتوح ہوئے ابواب دوزخ بند کئے گئے، ستارے مائل بزمین ہوئے گویا فلک اخضر نے اس شہنشاہ ذی جاہ پر اطباق زر و جواہر نچھاور کئے، چوپائے قریش کے خوشی خوشی بولنے لگے مشرق و مغرب کے چرند و پرند خوشیاں منانے ترانہ فرحت انبساط گانے اور آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے، تخت سلاطین و شیاطین اوندھے اور بت روئے زمیں کے سرنگوں ہوئے، بادشاہان روئے زمین ایک دن کامل لب نہ ہلا سکے چپکے عالم سکوت میں رہے۔ ابلیس پر تلبیس کو ایک فرشتہ چالیس شبانہ روز دریاؤں میں غوطہ دیتا رہا جس کے صدمہ سے وہ روسیاہ ہوا، ایوان کسریٰ کانپ کر پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرہ کا نقصان ہوا اور دریائے ساوہ خشک ہوا، آگ فارس کی جو ہزار سال سے روشن

تھی بجھ گئی، نہر ساوہ جو ایک مدت سے خشک تھی جاری ہوئی۔ کعبہ معظمہ خوشی میں آکر جھوما اور مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور بزبانِ فصیح یہ کہا۔ اَللّٰهُ اَکبر اَللّٰه اکبر رب محمَّدِنِ الْمُصطفٰی اَلْاٰنَ قَدْ طَهرنی رَبی من انجاس اِلا صنام وار جاس المشرکین۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے پروردگار محمد مصطفی ﷺ اب بے شک پاک کیا مجھکو میرے رب نے بتوں کی ناپاکی اور مشرکین کی پلیدی سے۔ تین علم ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا، تمام عالم نور و سرور سے بھر گیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی ہر شے نور سے معمور ہوئی، درد ومصیبت ان سے دور ہوئی۔ ملائکہ آسمان وحوران جنان حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اور حضور ﷺ کی حفاظت کے واسطے آئیں اور حضرت مریم و آسیہ رضی اللہ عنہن بھی ان کے ہمراہ تشریف لائیں۔

ولادت مبارک کی برکات

مواہب لدنیہ میں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو آپکے ہمراہ ایسا نور پیدا ہوا کہ مشرق سے مغرب تک روشن ومنور ہو گیا اور میں نے اسکی روشنی میں بصرہ وشام کے مکانات دیکھے۔ جب آپ پیدا ہوئے پہلے بارگاہ الٰہی میں سجدہ فرمایا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰه پھر ہم گنہگاران امت کی یاد آئی اور ان کے واسطے اس طرح مغفرت فرمائی یَا رَبِّ هَبْ لِی اُمَّتِیْ، اے رب میری گنہگار امت مجھے دے ڈال اے عزیز وایسے رحیم وشفیق نبی پر ہزار جان ودل سے قربان ونثار ہونا چاہیے کہ بعد

ولادت واداے کلمہ شہادت واظہار شانِ رسالت تمہاری ہی یاد آئی اور تمہاری رستگاری کی دعا فرمائی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اس طرح جواب عطا فرما کر حضور کی دلجوئی فرمائی کہ وَهَبْتُکَ اُمَّتَکَ بِاَعلٰی هِمَّتِکَ ہم نے تمہاری امت اعلیٰ ہمت وبلند حوصلہ کے باعث تمہیں دے ڈالی۔ پھر فرشتوں سے خطاب ہوا۔ اَشْهِدُوْا یَا مَلٰئِکَتِیْ اَنَّ حَبِیْبِیْ لَا یَنْسٰی اُمَّتَهٗ عِنْدَ الْوِلَادَةِ فَکَیْفَ یَنْسَاهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ اے میرے فرشتوں گواہ ہو جاؤ۔ میرے محبوب (ﷺ) جب ولادت کے وقت امت کو یاد فرمارہے ہیں تو قیامت میں انھیں کب بھول سکتے ہیں۔

فقیر اُویسی غفرلہ کی عرض

اُویسی قادری رضوی فقیر غفرلہ اپنے آقا کریم رؤف الرحیم ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ۔

اک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
میری تقدیر بری ہے تو بھلی تو کر دے
مَحْوُ واِثْبَاتُ کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

نور بشریت کے نمونے

ہر انسان اپنی بشریت کو ذہن میں رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت پر غور کرے مثلاً آپ ﷺ کا جسد مبارک کیسا طیب وطاہر تھا۔ خود فرمایا، خرجت من

اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات ۔ میں پاک صلبوں سے ہوتا ہوا پاک رحموں میں آیا ہوں۔ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ نور محمدی ﷺ اصلاب وارحام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا جو ہر دور میں پیشانیوں میں چمکتا رہا اور جب دنیا میں حضور ﷺ کی جسمانی ولادت ہوئی تو اس نور کا پیرہن ہی جسم اطہر بنا جس نے آپ کے طیب وطاہر وجود کو سراپا نور بنا دیا۔ یہی وہ نور تھا کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا تھا۔

حدیث شریف

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں "وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرَ الشَّام" اور تحقیق میری ولادت کے وقت میری والدہ کے لئے ایک نور ظاہر ہوا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے" یعنی انہوں نے اپنی جگہ (مکہ) ہی سے شام کے محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ حضور ﷺ کی جسمانی ولادت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ اسی طرح پیدا ہوئے ہیں جس طرح ہر انسان پیدا ہوتا ہے درست نہیں بلکہ سوء ادبی ہے۔

قول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں "باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او ﷺ باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلی مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہ۔

ترجمہ...... "جاننا چاہئے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ

میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔" استاد الفقہا حضرت علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "جس شخص نے حضور ﷺ کی فضیلت بیان کرنے کے دوران یہ کہا کہ حضور ﷺ مخرج بول سے نکلے ہیں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائیگی۔ اور اگر آپ ﷺ کا ذکر صلحا کے ذکر میں کیا یا ارادہ کیا کہ آپ بشر ہیں پھر ایسی بات کہی تو اسے قتل تو نہیں کیا جائیگا مگر سخت مار پیٹ کی جائے گی اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنے کلام میں کہا تو وہ قتل کیا جائیگا اور اسکی توبہ کو قبول نہیں کیا جائیگا اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "گستاخی کس چیز کا نام ہے" یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔

احادیث مبارکہ:

﴿1﴾...... حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تم میں میری مانند کوئی نہیں۔

﴿2﴾...... فرمایا تم میں کون میری مانند ہے امیں رات کو اپنے رب کا مہمان ہوتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

﴿3﴾...... فرمایا تم میں کوئی میری طرح نہیں، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کھلانے پلانے والا مقرر کیا جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

﴿4﴾...... فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ملاقات کا ایک ایسا وقت مقرر ہے کہ اس میں کسی نبی یا رسول یا مقرب فرشتے کی رسائی نہیں۔

﴿۵﴾.....فرمایا کہ میں جسم کی ساخت میں بھی تم جیسا نہیں ہوں"۔

فضلات طیبہ طاہرہ و دیگر خصوصیات

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے بول و براز کا نشان زمین پر نظر نہیں آتا تھا زمین اسے جذب کر لیتی تھی۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن سے کھارا پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔ بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان وضو کے وقت آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کے کنکھار اور لعاب کو ہاتھوں پر لے لیتے تھے اور جسم پر مل لیتے تھے جن سے مشک و عنبر جیسی خوشبو آتی تھی۔ آپ ﷺ جس طرح اپنے سامنے دیکھتے تھے اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ جیسے قریب سے دیکھتے اسی طرح دور سے بھی دیکھتے تھے۔ تاریکی اور روشنی میں آپ ﷺ یکساں دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی انگشت مبارک کے اشارے سے سورج پلٹنا، چاند دو ٹکڑے ہوا، انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے بہے۔

ولادت مبارکہ کی خصوصیات

آپ کی جسمانی پیدائش کے بارے میں ارباب سیر نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ ناف بریدہ، ختنہ شدہ، سرگیں آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوئے۔

اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اپنی غذا ناف کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ ماں جو کچھ کھاتی ہے اس کا کچھ حصہ ناف کے راستے بچے کی غذا کا کام دیتا ہے۔ اور اس غذا سے اس کی نشوونما ہوتی ہے پیدا ہونے کے بعد یہ ناف کاٹ دی جاتی ہے۔ پھر بچہ منہ کے ذریعہ سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے لیکن نبی پاک ﷺ کیلیے ایسا

نہیں اطباء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حمل کے دوران عورت کی ماہواری ختم ہو جاتی ہے اور یہ خون بھی بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایسا تصور؟ توبہ توبہ۔

ناف بریدہ ﴿ حضور ﷺ جب ناف بریدہ پیدا ہوئے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکم میں آپ ﷺ کی پرورش اور بچوں کی طرح نہیں ہوئی اور کوئی ایسی غذا ماں کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو نہیں ملی جو بطن مادر میں بچوں کو ملا کرتی ہے۔ یہاں بھی آپ کے جسم کی نشوونما ایسی روحانی غذا سے ہوئی جس میں کوئی بچہ آپ ﷺ کا شریک نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ ﷺ کی جسمانی ولادت بھی ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی مثال ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ میں ان تمام کیفیات سے دوچار نہیں ہوئی جن کا عام طور پر تمام عورتوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور نہ آپ کی جسمانی ولادت کے وقت میں نے کوئی آلائش دیکھی جیسے کہ بچوں کی ولادت کے وقت دیکھنے میں آتی ہے۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کے رسائل "فضلات طیب و طاہر" میں "خوشبوئے رسول" وغیرہ وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

ھذا ما رقمہ قلم الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ

اضافہ و ترمیم ۴ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

التجاء بارگاہِ رسول ﷺ

اے سبز گنبد والے آقا ﷺ منظور دُعا کرنا
جب وقت نزع آئے ' دیدار عطا کرنا
اے نور خدا ﷺ آکر آنکھوں میں سما جانا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
محبوب الٰہی ﷺ سا نہ کوئی حسیں دیکھا
یہ شان ہے اُن کی کہ سایہ بھی نہیں دیکھا
اللہ نے سایے کو چاہا نہ جدا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا
امداد میری کو تم آ جانا میرے آقا
روشن میری تربت کو للہ ذرہ کرنا
جب وقت نزع آئے. دیدار عطا کرنا
چہرے سے ضیاء پائی ان چاند ستاروں نے
اس در سے شفا پائی دُکھ درد کے ماروں نے
آتا ہے انہیں صابر ہر دکھ کو روا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محفلِ میلاد کے فضائل و برکات

از قلم

فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی

فہرست

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْد!

عینی مشاہدہ اور سب کا ذاتی تجربہ ہے کہ فرائض میں صدقہ زکوۃ موجب صد برکات اور دافع البلیات فی الاموال ہے۔ ایسے ہی ہزاروں سے سنا اور سینکڑوں کو دیکھا کہ نفلی صدقات میں میلاد شریف اور گیارہویں شریف کا التزام افلاس وتنگدستی کا بہترین علاج ہے۔ بہت سے کنگال اس کے عامل صاحب ثروت اور اہل دولت مالدار بنے' دیکھے بلکہ بہت سے بے اولاد میلاد شریف کی منت ماننے پر صاحب اولاد ہوئے۔

تحریک وہابیت سے پہلے میلاد شریف کی محافل ومجالس کا عرب وعجم میں خوب چرچا تھا یہاں تک کہ شادی بیاہ' خوشی اور فرحت ومسرت کے موقع پر اور بچوں کی پیدائش اور نئے مکان میں سکونت پر' ایسے ہی دیگر اکثر مواقع پر مجلس میلاد کا انعقاد موجب برکت و باعث صد فرحت تصور کیا جاتا اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ اس مجلس پاک کا انعقاد عرب وعجم میں اسی طرح ہوتا ہے اور ان شاء اللہ تا

قیامت ہوتا رہے گا۔ اگرچہ چند معدودے فرقے وہابیت سے متاثر ہو کر اس کے انعقاد میں روڑے اٹکاتے ہیں لیکن ان کی رکاوٹ عشاق مصطفیٰ ﷺ کو نہیں روک سکتی۔ اس کے جواز سے قطع نظر فقیر اس رسالہ میں صرف اور صرف برکات میلاد شریف سے بحث کرے گا تاکہ اس مجلس مبارک منعقد کرنے والوں کو نوید جاودانی نصیب ہو اور فقیر کے لئے زاد راہ اور موجب نجات۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الرَّؤُفُ الرَّحِیْمِ

الفقیر القادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاول پور

جمعۃ المبارک یک محرم ۱۴۱۰ھ ۴؍اگست ۱۹۸۹ء

مقدمہ

میلاد شریف کے برکات لکھنے سے پہلے مقدمہ یعنی شروع میں چند ضروری امور عرض کر دوں جس سے میلاد شریف کی اہمیت پر کسی معترض کا اعتراض ہو تو وہ خود بخود ختم ہو جائے۔

میلاد النبی ﷺ یا عشاق کی عید

روحانی طور تو ہے ہی اور دنیوی زندگی میں انسان کو جس سے فائدہ ہو وہ اسے عید سے کم نہیں سمجھتا' چونکہ اُمت کو اس محفل سے روحانی سرور کے علاوہ بہت سی مشکلات آسان ہوتی ہیں اسی لئے نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دن کو عید میلاد النبی ﷺ کہا جاتا ہے کیونکہ ہر وہ دن جس میں بندوں کو خدا کی کوئی نعمت نصیب ہو عید یعنی خوشی و مسرت کے اظہار کا دن ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی:

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا ۔ ﴿پ ۷ سورۃ مائدہ: ۱۱۴﴾

ترجمہ: - اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے خوان (نعمت) نازل فرما جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے عید ہو جائے۔

فائدہ!

بنی اسرائیل کے لئے آسمان سے تیار شدہ کھانا ''من وسلوا'' اُترنے کا دن عید ہوگیا کیونکہ یہ خدا کی ایک نعمت ہے تو پھر نبی رحمت ﷺ کی پیدائش کا دن مسلمانوں کے لئے عید کیوں نہ ہو جبکہ وہ تمام نعمتوں کی جان اور سب سے بڑی نعمت ہیں' اسی لئے علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''جواہر البحار'' میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جس نے حضور ﷺ کے ماہِ میلاد کی راتوں کو عید کے طور پر منایا۔

(اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کی کتاب ''میلاد النبی ﷺ عید کیوں؟'' کا مطالعہ کریں)

عشق ومحبت کے کرشمے

محفل میلاد روکنے والوں کے پاس سے بڑا حربہ بدعت ہے۔ حالانکہ بدعت بے چاری کو عشق ومحبت نبوی ﷺ کے گلستان کی بہار نصیب کہاں' ادھر کا رُخ کرنے کا امکان ختم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ عشاق کے اطوار ومعمولات اور آئمہ ومشائخ کے دلائل کی تصریحات سے واضح ہے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا:

کیف کان حبکم لرسول اللہ ﷺ قال ا کان و اللہ أحب الینا من اموالنا واولادنا و آبائنا و امھتنا من الماء الباردۃ علی الظماء

﴿شفاء شریف﴾

رسول اللہ ﷺ تمہیں کس طرح محبوب تھے؟' آپ نے فرمایا: سخت پیاس کے

وقت جتنا ٹھنڈا پانی محبوب ہوتا ہے' حضور ﷺ ہمیں اس سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے۔

فائدہ!

اپنے والدین' اپنے بیٹے' اپنے مال' اپنی عزتیں' اپنی جانیں حضور ﷺ پر قربان کر کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ثابت کر دیا کہ

محمد ﷺ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر' مادر' برادر' جان و اولاد سے پیارا

یہی وجہ ہے کہ ہزاروں اُمور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ آئمہ مشائخ اور علماء و فقہاء سے سرزد ہوئے جن پر بقول مخالفین ''کل بدعۃ و کل ضلالۃ فی النار'' کا حکم لاگو ہو جاتا ہے' لیکن حاشا وکلا' انہیں بدعت ضلالۃ کہنے والا خود جہنمی وناری ہو جاتا ہے۔

معمولات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وآئمہ مجتہدین اور مشائخ وفقہاء وعلماء اور محدثین کی تفصیل مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''باادب بانصیب'' کا مطالعہ فرمائیں اور کل بدعت ضلالہ کے جوابات فقیر کی کتاب ''العصمہ عن البدعۃ اور تحقیق البدعۃ'' کو دیکھیں۔

معمولاتِ صحابہ کے نمونے

حضور نبی اکرم ﷺ کے وضو کے پانی اور غسالہ شریف اور فضلات مبارکہ کا استعمال و دیگر متبرکات کا تبرک بنانا اور بعض تبرکات اپنی قبور میں لے جانا وغیرہ وغیرہ عشق ومحبت نہیں تھا تو اور کیا تھا اور ان کا ان تبرکات کو ساتھ لے جانا کیوں؟

ایسے ہزار واقعات میں سے ایک ملاحظہ ہو:

خوشبو قبر میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مشک تھی، وصیت فرمائی کہ یہ مشک میری قبر میں رکھنا کیونکہ یہ مشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا خوشبو ہے۔

(رواہ المستدرک عن حمید بن عبد الرحمن)

ایسے واقعات کی تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب ''البرکات فی البرکات'' پڑھئے

میلاد شریف کے فائدے

امام ابو الشامہ امام نووی محی الدین کے اُستاد محترم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دور کا نیا مگر بہترین اختراع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے، جس سے چند فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) خوشی کی مناسبت سے صدقہ خیرات کیا جاتا ہے جس سے فقراء و مساکین کا فائدہ ہوتا ہے۔

(۲) محفلوں کی زیبائش و آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) ان مبارک تقریبات سے اُمتیوں کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کا پتہ چلتا ہے۔

(۴) اس طرح اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت کا شکر ادا ہوتا ہے اور اہل

محفل کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و عظمت پختہ ہوتی ہے۔

(۵) عاشق میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کفار و مشرکین جلتے بجھتے اور لیغیظ بحکم الکفار کا مصداق بنتے ہیں۔

علمائے کرام کے فرمان

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس منعقد کرنے سے اللہ تعالیٰ کا عام فضل و کرم ہوتا ہے۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کر دوں۔

سیدنا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو میلاد شریف میں شامل ہوے اور اس کی تعظیم کی، تحقیق وہ کامیاب ہوگیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے کھانا تیار کیا، مسلمانوں کو جمع کیا اور روشنی کی، نیا لباس پہنا، خوشبو اور عطر لگایا، میلاد کی تعظیم کے لئے تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت انبیاء کرام کے ساتھ حشر کرے گا اور وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور احسان کیا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اُٹھائے گا اور وہ جنات نعیم میں پہنچے گا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو اس نے گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا، کیونکہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی میں ایسا کیا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نمک، گیہوں یا کھانے کی ایسی ہی کسی اور چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھوایا تو اس شئے میں برکت ظاہر ہو گی جو اس کو حاصل ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کی مغفرت کر دے گا۔

اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا جائے تو جو اس پانی کو پئے گا اس کے قلب سے ہزار کینے اور بیماریاں نکل جائیں گی جس دن دل بھی مر جائیں گے اس کا دل نہیں مرے گا

جس نے نقدی پر میلاد پڑھوایا اور رقم کو دوسری رقم میں ملایا تو اس میں برکت ہو گی اور نہ ہی یہ شخص محتاج ہو گا اور نہ اس کا ہاتھ خالی ہو گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

جس گھر یا مسجد یا محلہ میں میلاد شریف پڑھا جائے گا تو فرشتے اس پر چھا جائیں گے اور ان کے حاضرین پر دعائے رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و خوشنودی سے نوازے گا۔ جو مسلمان اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے گا اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط و وباء، جلنے ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض و حسد اور بد نظری اور چوری سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مر جائے گا تو اللہ اس پر منکر نکیر کے جواب آسان کرے گا اور وہ سچائی کی جگہ میں حضور الٰہی میں رہے گا۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکابر بزرگانِ دین کے ارشادات مبارکہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ جس کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا ارادہ نہ ہو اس کے لئے اگر تو دنیا بھر کی تعریفیں لکھ ڈالے تو بھی اس کا دل محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں متحرک نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان میں رکھے جو تعظیم کرنے اور قدر پہچاننے والے ہیں۔ آمین۔ (النعمۃ الکبریٰ علی العالم ص:۸تا۱۲)

شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کی رات چند من چاول پکا کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانہ پیش کرتے، لطف یہ کہ چاول کے ہر دانہ پر تین مرتبہ سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) شریف پڑھا ہوتا تھا اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایامِ مولد میں ہر روز ایک ہزار تنکہ (ایک بڑا پیمانہ) زیادہ کرتے رہتے حتیٰ کہ بارہ ربیع الاول شریف کی رات بارہ ہزار تنکہ خرچ فرماتے۔ ﴿اخبار الاخیار﴾

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ ایام مولود شریف میں نبی پاک ﷺ کی نیاز کا کھانا تیار کیا کرتا تھا میلاد شریف کی خوشی کا۔ پس ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا' میں نے وہی چنے لوگوں میں تقسیم کروائے تو رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا تو وہی چنے حضور ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش اور مسرور ہیں۔ (درثمین ص:۸)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان آیت کریمہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تحت فرماتے ہیں کہ میلاد کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جبکہ وہ منکرات سے خالی ہو۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (روح البیان)

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اس میں میلاد کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ آنحضور ﷺ کی شب میلاد خوشیاں مناتے اور مال لٹاتے ہیں۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص:۲۶)

مولود شریف کے خواص و برکات میں سے ایک یہ بھی مجرب چیز ہے' یہ اس میلاد شریف سے سال بھر امن وامان قائم رہتا ہے اور میلاد کرنے والی کی حاجتیں' مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جو مولود مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عید مانتے ہیں تا کہ جن بد بخت لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی دشمنی اور بدعقیدگی کی بیماری ہے ان کے لئے شدت کی بیماری ہو۔

(ماثبت بالسنہ)

فائدہ:- سنا آپ نے شیخ محقق نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو بغض رسول ﷺ کی بیماری ہوتی ہے تو میلاد شریف سے ان کی بیماری بڑھاؤ' اسی لئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا:

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجئے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن حضور ﷺ کی مولود میں حاضر تھا۔ لوگ حضور ﷺ پر درود پڑھتے اور معجزے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اور بعثت سے پہلے ظاہر ہونے والے وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار ورحمت سے ملے ہوئے ہیں۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن' قصیدے' نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (مکتوبات جلد سوم ص:۱۱۶)

فائدہ!:- امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اس قوم کے منہ پر طمانچہ ہے جو آپ کی عبارات مکتوبات کو توڑ مروڑ کر کے غلط مفہوم بیان کیا کہ (معاذ اللہ) سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی میلاد کو بدعت لکھتے ہیں۔

ان کی ایسی بہتان تراشیوں کا حضرت پیر طریقت میاں جمیل احمد صاحب

شرق پوری مدظلہٗ نے اپنی تصنیف میں خوب قلع قمع فرمایا ہے۔

ہاں اس محفل میلاد کو آپ نے بدعت لکھا جو خلاف شرع اُمور پر مشتمل ہو۔ بفضل تعالیٰ ہم بھی ایسی محافل کے نہ صرف منکر بلکہ سختی سے ان اُمور کو روکتے ہیں جو محفل میلاد میں سرزد ہوں اور یہ نہ صرف میلاد شریف سے مختص ہے بلکہ ہر کار خیر کے لئے قاعدہ ہے کہ کار خیر پر وہ اُمور اضافی جو خلاف شرع ہوں روک دیئے جائیں۔ نہ یہ کہ سرے سے کار خیر کو ہی خیر باد کہا جائے۔ اسی قاعدہ پر ہمارا اور مخالفین کا اختلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کار خیر کو باقی رکھ کر غیر شرعی اُمور جو اس پر عارض ہوں تو انہیں ختم کیا جائے۔ مخالفین محض بے ثبات کے ضد کہتے ہیں' کہ سرے سے کار خیر ہی ختم کر دیا جائے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر تک امن و عافیت رہتی ہے اور یہ مبارک عمل ہر نیک مقصد میں فوری کامیابی کا سبب بنتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے میلاد شریف کرانا علماء متقدین کا پسندیدہ عمل رہا ہے۔

علامہ سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت طیبہ کے واقعات سننے کے لئے جمع ہونا بڑی نیکی ہے' کیونکہ یہ (محفل) نیکیوں اور درود شریف پر مشتمل ہے اور آپ پر درود و سلام کی کثرت آپ کی محبت کا سبب ہے اور

یہ آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

حافظ الحدیث ابوالخیر علامہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کو جس کی مذمت میں سورہ لہب نازل ہوئی۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا جہنم میں یہ بدلہ ملا کہ اس کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہے جس سے وہ تسکین پاتا ہے اور ہر پیر کو اس کا عذاب کم ہو جاتا کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تا۔ تو اس مسلم موحد کا کیا عالم ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔

ابولہب کو فائدہ:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد) پیدا ہوئے ہیں۔ ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا ثویبہ جا آج سے تو آزاد ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا۔ قرآن پاک میں پوری سورۃ "تبت یدا ابی لھب" اُس کی مذمت میں موجود ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے:

فلما مات ابولهب ارية بعض اهله بشر حيبة قال له ماذالقيت قال ابولهب لم الق بعد كم خير انى سقيت فى هذه بعتاقتى ثويبه

(بخاری شریف جلد دوم)

ترجمہ:۔ جب ابولہب مرا تو اُس کے گھر والوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا

کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کیا۔

شارح بخاری حضرت علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے زیر تحت شرح بخاری ''فتح الباری'' صفحہ ۱۱۸ جلد ۹ میں لکھتے ہیں:

نکر السهيلي ان العباس قال لمامات ابو لهب رائته في منافي بعد حول في شرحال فقال مالقت بعد كم راحته الا ان العذاب بخفف عني في كل يوم الاثنين وكانت ثوبية بشرت ابالهب بمولده فاعتقها۔

ترجمہ:- امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اُس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

فائدہ:- غور فرمایئے ابولہب کافر تھا ہم مومن' وہ دشمن تھا ہم غلام' اُس نے بھتیجا سمجھ کر بطور رسم خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ہونے کی وجہ سے اور ہم

رسول اللہ ﷺ سمجھ کر ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو خوش کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

امام الہند سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''دریں جا سند است مر اہل مولید را کہ در شب میلاد آں سرور ﷺ کنند و بذل اموال نمایند' یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور آنحضرت و بذل شیر جاریہ وے بجہت آنحضرت ﷺ جزا دادہ شد تا حال مسلمان مملواست بہ محبت و سرور بذل درو ے چہ باشد ولیکن باشد کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از غنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد۔

(مدارج النبوت)

ترجمہ:- اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ ابولہب کافر تھا جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے۔ میلاد شریف گانے بجانے حرام کام یعنی خلاف شرع کاموں سے خالی ہو۔

علامہ جزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ابولہب کے اس واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں:

فما حال المسلم الموحد من امة عليه السلام الذى يسر بمولده و يبذل ماهل اليه قدرته محبة ﷺ لعمرى انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم

ترجمہ:- جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام پایا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ ﷺ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں میری جان کی قسم! اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہو گی۔ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

ولازال اهل السلام مخلفون سمر مولوده عليه الصلوة والسلام يعلمون الولائم و يسدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيدون فى المبرات ى يعسون بقراة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاة كل فضل عميم و مما جرب من خواصه انه امان فى ذلك العام و بشرى عاجله بنيل البغيه والمرام فرحم الله امرا اتخذ ليالى ثمر مولوده المبارك اعيازا ليكون اشد عدسه على من فى قلبه مرض۔

ترجمہ:- اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے مہینہ میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے اور انواع صدقات، ولادت

کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں اور اظہار سرور کرتے ہیں اور مبرات کی زیادتی کرتے ہیں اور آپ کے مولد کریم کے قصہ کے پڑھنے میں توجہ کرتے ہیں اور ان مسلمانوں پر آپ کے اس مولد شریف کے برکات سے ہر ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کے مولد شریف کے خواص سے جو چیزیں آزمائی گئی ہیں اُن میں سے یہ ہے کہ جس سال مولد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ مولد مسلمانوں کے لئے آفات زمانی سے امان ہوتا ہے اور مطلوب اور دلی خواہشات پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس مرد پر رحم کرے جس نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عیدین اختیار کیا ہے تاکہ اُس کا یہ اختیار کرنا ان لوگوں پر سخت تر بیماری ہو جن کے دلوں میں سخت مرض ہے اور عاجز کرنے والی لا دوا بیماری آپ کے مولد شریف کے سبب ہے۔

فائدہ!:- امام قسطلانی کی عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کو منعقد کرنے، ذکر میلاد کرنا، کھانے پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقہ و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان اُمور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں امام قسطلانی پر جنہوں نے بلاشبہ حق اور سچ

فرمایا۔ باقی فوائد وفضائل فقیر کے رسالہ ''میلاد'' میں ہیں۔

اس سے حسب ذیل اُمور ثابت ہوئے:

(۱) (میلاد شریف' ربیع الاول) میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

(۲) کھانا پکانے کا اہتمام انواع واقسام کے خیرات وصدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں۔

(۳) ماہ ربیع الاول میں خوشی ومسرت کا اظہار شعار مسلمین ہے۔

(۴) ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا' مسلمانوں کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

(۵) ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمان کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

(۶) میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آیا ہے۔

(۷) محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں تو وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔

(۸) انعقاد محفل میلاد مقصود ومطلب پانے کے لئے جلد آنے والی خوشخبری ہے۔

(۹) میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

(۱۰) ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی

ہر رات کو عید منانا ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

موازنہ شب میلاد اور شب قدر

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے' چنانچہ محدثین وفقہاء کرام رحمہم اللہ مثلاً شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ماثبت بالسنۃ'' میں اور امام زرقانی نے ''شرح مواہب'' میں اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے ''فتاویٰ'' میں تصریح کی اور ''اثبات المولد والقیام'' میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بے شک شب میلاد' شب قدر سے افضل ہے اس لئے کہ شب قدر حضور اکرم ﷺ کو عطا کی گئی جب کہ شب میلاد خود آپ ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور ظاہر ہے جس رات کو ذات اقدس ﷺ سے شرف ملا اس رات سے ضرور افضل ہوگی جو کہ آپ ﷺ کو دیے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ لہٰذا شب میلاد' شب قدر سے افضل ہوئی۔ نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے شرف یاب ہوئی۔ نیز شب قدر میں حضور ﷺ کی اُمت پر فضل و احسان ہے اور شب میلاد میں تمام موجودات عالم پر فضل واحسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنایا ہے تو آپ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آسمان وزمین کی ساری مخلوق پر عام ہوگئیں۔ لہٰذا شب میلاد افضل ہے۔

حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

جس گھر میں ذکر مولد خیر البشر ﷺ ہو
عالی زیادہ قصر فلک سے وہ گھر ہوا

خانہ کعبہ کا اظہارِ عقیدت

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے' انہوں نے کہا کہ میں شب ولادت میں کعبہ کے پاس تھا' جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کو گرا اور کہا: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' مُحَمَّدٍ مُصْطَفٰی" تحقیق اب میرے رب نے مجھے بتوں کی نجاستوں سے بچالیا اور مشرکوں کو پلیدوں سے پاک فرمایا۔" ﴿مدارج النبوت' ج:۲' ص:۱۷۰﴾

فائدہ! کعبہ ان چند چنے ہوئے پتھروں کا نام نہیں ہے بلکہ کعبہ ایک حقیقت مخفیہ کا نام ہے۔ جس میں ایسا شعور اور بھرپور علوم ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پتھروں والا کعبہ اگر اولیاء کرام کی زیارت کے لئے چلا جائے یا مٹا دیا جائے (معاذ اللہ) تب بھی ہماری نماز کی قبلہ گاہ وہی حقیقت ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کو اسی ظاہری نشان کے ساتھ سلام عرض کر رہی تھی۔

ابلیس کی پریشانی

حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ جلد:۱' صفحہ ۵۱ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے چمک گئی اور ابلیس بولا' آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے' اب ہمارا کام مشکل ہوگیا' حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ابلیس غمگین و پریشان آواز کے ساتھ رویا اور جب ارادہ بد کے ساتھ رسولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کے قریب ہونا چاہا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو ایسی ٹھوکر لگائی وہ عدن میں جا گرا۔

﴿سیرۃ جلد ا صفحہ ۶۵﴾

بیانِ عربی

ایک عربی صاحب اپنا آنکھوں دیکھا حال بتاتے ہیں کہ سال ربیع الاول شریف ۱۳۸۷ھ کی بارہویں شب کو مدینہ منورہ میں وہاں کے ایک محترم عالم و بزرگ کے دولت خانہ پر محفل میلاد کی تقریب سعید تھی' جس میں میں بھی مدعو تھا۔ ذکرِ رسول ﷺ کی روح پرور ایمان افروز لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے پانچ سو سے زائد ساکنانِ دیارِ حبیب ﷺ شریک محفل تھے' جن میں دو وزیر بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک کے متعلق مشہور تھا کہ یہ ماشاءاللہ سنی صحیح العقیدہ ہیں اور دوسرے کی بابت سنا گیا تھا کہ یہ نجدی ہے اور اُن کی شرکت دوسرے وزیر صاحب کی وساطت سے ہوئی ہے' ورنہ وہ خود ایسی نورانی مجالس میں شرکت کو جائز نہیں سمجھتے۔

نعت خوانی

ابتداء میں بارگاہِ اقدس سید عالم ﷺ میں عاشقانِ سرکارِ رسالت ﷺ نے عربی کے منتخب اور بہت ہی پاکیزہ قصیدے انتہائی خوش اعتقادی اور حد درجہ کی خوش الحانی سے پیش کیے' بعدازاں اُردو میں خوب دھوم دھام اور ادب کے ساتھ نعتیں عرض کی گئیں' ہر طرف انوار و تجلیات کی چھم چھم بارشیں برسنے لگیں' ہر شخص کا چہرہ خوشی سے کھلا جارہا تھا' آنکھوں سے کچھ وقفے کے بعد فرحت و سرور کے آنسو بھی ٹپکتے دکھائی دیتے تھے' مجلس میلاد کا احترام ہر شخص کے ظاہر و باطن پر چھایا ہوا تھا' سب کے سب قصائد نعتیہ بصد ادب و احترام اور بکمال تعظیم و توقیر سن کر محظوظ ہو رہے تھے' کیونکہ سب کا یہ اعتقاد تھا کہ

جہاں ذکر میلاد خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہو = خدا کی قسم وہ مکاں محترم ہے
شہ دین کا ہر تذکرہ ہے گرامی = شہ دین کی ہر داستاں محترم ہے
ترا ذکر بھی جان ودل سے ہے پیارا = تری یاد بھی جانِ جاں محترم

البتہ نجدی وزیر کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ اور طنزیہ مسکراہٹ سے پتہ چلتا تھا کہ اُسے یہاں بیٹھنا ناگوار معلوم ہو رہا ہے اور یہاں کا مقدس منظر ناپسند نظر آتا ہے۔

زاغ چوں فارغ زبوئے گل بود ...... نفرتش از صحبت بلبل بود

کئی گھنٹوں کے بعد میر مجلس نے "میلاد برزنجی کے وہ جملے جو ولادت باسعادت کے متعلق ہیں" پڑھے تو سب حاضرین مع دونوں وزیروں کے کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بحالت قیام' بکمال خشوع وخضوع' صلوٰۃ وسلام عرض کرنے لگے' پھر دعا مانگی گئی اور شرکاء مجلس اطہر میر مجلس سے اجازت لے کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے ابھی کچھ لوگ صاحب خانہ سے کچھ ضروری عرض معروض کرنے کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔

صاحب حال کی آمد

اچانک ایک درویش صفت بزرگ تشریف لائے' اُن کے ہاتھ میں تازہ جلیبیوں کا تھال تھا۔ فرمانے لگے جو شخص میری جلیبی کھائے گا' وہ خوش نصیب ہو جائے گا۔ اُسے خواب میں حضور اقدس سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سراپا سعادت نصیب ہوگی۔ ان الفاظ میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہر شخص جھوم گیا اور آنکھوں میں مسرت کے آنسو بھر آئے۔ اور یقین کر لیا گیا کہ یہ جو کچھ فرما رہے ہیں بالکل سچ ہے۔ البتہ نجدی وزیر نے یقین نہ کیا' بلکہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔

تقسیم تبرک

صاحب خانہ نے مجھے یعنی (راوی) کو حکم دیا کہ صوفی صاحب یہ جلیبیاں تقسیم کر دیجئے۔ تو میں نے آدمی گنے تو وہ چالیس تھے' پھر جب جلیبیاں گنیں تو وہ بھی چالیس ہی تھیں' سب سے پہلے میر مجلس کی خدمت میں ایک جلیبی پیش کی' نجدی وزیر چونکہ آپ کی بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور تقسیم دائیں طرف سے کرنا تھا' اس لیے وزیر موصوف کی باری سب سے بعد آئی' اُس وقت دو جلیبیاں بچیں تھی' ایک وزیر کے حصہ کی اور دوسری میرے حصہ کی لیکن میں نے دونوں وزیر کو دے دیں اور دل میں عرض کی الہ العالمین یہ شکل وصورت کے لحاظ سے کتنا حسین ہے' اگر محفل میں شرکت کی برکت سے اس کے عقائد دُرست ہو جائیں اور دوزخ میں جانے سے بچ جائے اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے نوازا جائے تو تیری قدرتِ کاملہ کے آگے کچھ بھی دشوار نہیں۔

جلیبیوں کا شیرہ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو تھال میں گرے ہوئے تھے' وہ میرے لیے کافی وافی تھے' بلکہ تبرک خاص کی حیثیت رکھتے تھے' میں نے انہیں خوب مزے لے لے کر کھایا اور تھال کو اس طرح صاف کیا کہ بغیر پانی کے دُھل گیا۔ قدرت خدا کی' اُس درویش صفت بزرگ کی لائی ہوئی جلیبیاں کچھ اس قدر متبرک تھیں کہ میں جوں جوں کھاتا دل میں اس بات کا یقین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا کہ آج سب کو سرکار دو عالم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ آدھی رات گزر چکی تھی' لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے' میں نے بھی اجازت لی اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ آج مدینہ منورہ کے در و دیوار کا حسن بڑھا

ہوا نظر آ رہا تھا' ہر طرف رحمت و بخشش کے انوار برستے دکھائی دے رہے تھے......

مدینہ کی دلکش فضا دیدنی ہے = چمن ساز موج ہوا دیدنی ہے
بہر سمت نورِ خدا دیدنی ہے = رخِ مصطفی ﷺ کی ضیاء دیدنی ہے

غسل زیارت

گھر جا کر غسل کیا' عید کے موقع پر جو لباس پہنا کرتا تھا' پہنا اور مدینہ منورہ کے مقدس بازار سے خریدا ہوا بیش قیمت عطر لگایا' پھر دُرود شریف پڑھتے پڑھتے بستر پر لیٹ گیا' درآنحالیکہ زبانِ حال مترنم تھی کہ

اے خلد مکین قوسین نشین اک بار تو ایسا ہو جائے
تم عرش سے دل میں آجاؤ' دل عرشِ معلی ہو جائے

میں (واقعہ کا راوی) بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل حبیب الاعلیٰ سترہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں' لیکن آج جیسی خوشی و فرحت کبھی نصیب نہیں ہوئی' اس لیے بار بار کروٹیں بدلتا ہوں' لیکن نیند نہیں آتی۔ اب عربی وقت کے مطابق ساڑھے سات بج چکے ہیں اور صبح کی اذان ۹ بجے ہوا کرتی ہے۔ رات صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے' یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اگر نیند نہ آئی تو زیارت کس طرح کر سکوں گا' کہ اچانک آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور گہری نیند سو گیا۔ خواب میں گھر سے نکل کر سیدھا مسجد نبوی شریف میں حاضر ہو جاتا ہوں' ریاض الجنت شریف میں پہنچ کر کیا دیکھا کہ تم بیٹھے ہوئے ہو' (یہ خطاب الفقیر محمد احسان الحق سے فرمایا) اور تمہارے ساتھ مولانا زاہد علی شاہ صاحب اور اُن کے ساتھ مراد آباد کے ایک اور عالم دین بیٹھے ہوئے ہیں' جو آج سے چار سال پیشتر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے'

اُن کا نام معلوم نہیں صرف شکل ذہن میں محفوظ ہے' علاوہ ازیں ریاض الجنت میں اور بھی بہت سے علماء ہیں' جنہیں میں نہیں جانتا' سب کے سب حضور اقدس' سیّد عالم' نورِ مجسم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔

ساعت سعید آ گئی

یک دم دروازہ کھلنے کی آواز آئی' سب کی نگاہیں دروازہ کی طرف اٹھیں اور اسی دم ہر شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ دروازہ پر نبی رحمت' شفیعِ اُمت' امام المرسلین' حبیبِ ربّ العالمین' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز تھے' چہرۂ انور کے نور اور جسم اقدس کی نکہت سے ساری فضاء منور و معطر ہو چکی تھی۔ آپ کے حسین لبوں پر مسکراہٹ تھی اور خوش ہو ہو کر اپنے نیاز مند اُمتیوں کو نظرِ رحمت سے نواز رہے تھے

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند = اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتے دُرود = پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا = اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

آنحضرت فداہ ابی و امی ﷺ خاموشی کے ساتھ سب حاضرین کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے' میں دل میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا مذہب کتنا سچا ہے کہ ہمارے مذہب کے علماء کرام کی طرف حضور اقدس' سیّد عالم ﷺ بڑی محبت کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔

اس خوشی میں میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اُدھر مؤذن نے فجر کی اذان کہی' آواز سنتے ہی جاگ پڑا' وہ آنسو تا ہنوز آنکھوں میں موجود تھے' فوراً وضو کیا اور شکرانہ

کے نفل ادا کیے۔ حضور اقدس سید عالم علیہ السلام کے لذت دیدار نے کچھ ایسا مغلوب
الحال کر دیا تھا کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ نماز نفل کا وقت سورج طلوع ہونے کے کچھ دیر بعد
سے شروع ہوتا ہے۔

بیت المیلاد میں حاضری

نماز فجر سے فارغ ہو کر بیت المیلاد (جہاں میلاد شریف ہوا تھا) خواب سنانے
کے لیے حاضر ہوا' دل میں کہہ رہا تھا کہ جتنا واضح خواب میں نے دیکھا ہے' اس
طرح کا کسی نے بھی نہ دیکھا ہوگا' لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ میرا یہ خیال غلط ہے اور
آقائے دو عالم علیہ السلام کی رحمت سب کو شامل اور سب کے لیے عام ہے

اچھے اُن کے ہیں تو اے کیف بُرے کس کے ہیں
اپنی اُمت ہے محمد ﷺ کو پیاری ساری

رات والے چالیس حضرات میں سے کچھ مجھ سے پہلے آ چکے تھے' کچھ بعد
میں آئے' سب کے سب حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے اور
اپنے اپنے نورانی خواب باری باری سنا رہے تھے۔ بعض نے کہا: آج رات
رحمت عالم سید دو عالم ﷺ نے مجھے سینہء اقدس سے لگایا (سبحان اللہ)' بعض
نے کہا آپ ﷺ نے اپنا پس خوردہ شریف مرحمت فرمایا' بعض نے فرمایا: میں
نے حضور علیہ السلام کے دستہائے اقدس کو چوما' بعض نے سنایا کہ مجھے قدمہائے
انور کے چومنے کی اجازت بخشی گئی۔

دو کھجوریں

اتنے میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے اُنہوں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد دو

کھجوریں دکھائی اور فرمایا: یہ وہ مبارک اور مقدس کھجوریں ہیں جو حضور اقدس سید
عالم علیہ السلام نے آج رات خواب میں اپنے دست اقدس کے ساتھ مجھے عطا
فرمائیں۔ یہ سنتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج گئی۔ حاضرین درود و
سلام کا نذرانہ بارگاہ اقدس میں عرض کرنے میں مصروف ہو گئے۔

درودیں صورت ہالہ محیط ماہ طیبہ ہیں
برستا اُمت عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

وزیر کا بیان

اتنے میں نجدی وزیر بھی آ گیا' اس کا رات والا سارا تکبر ختم ہو چکا تھا' یہ
رات کو اکڑ کر تماشائیوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا' لیکن اب گردن جھکا کر عاجزوں'
مسکینوں کی طرح بیٹھا ہوا ہے' چاہتا ہے کہ رات کی روئیداد یہ بھی سنائے مگر
صاحب خانہ اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور اسے ہاتھ کے اشارہ سے بار بار
چپ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب سب حضرات نے باری باری' اپنا اپنا خواب
سنایا' اس وقت حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور وہ تعداد میں مع سا
معین کے دو سو تک پہنچ چکے تھے۔

اب وزیر موصوف انتہائی عاجزی' انکساری کے ساتھ آگے بڑھا اور روتے
روتے اپنا خواب سنانے لگا کہ آج رات میں نے ایک قدسی جماعت کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھا' میرے اور اس جماعت کے درمیان دو فرلانگ کا
فاصلہ تھا اور ایک بزرگ سر اقدس پر عمامہ باندھے ہوئے تھے' ان کا صرف عمامہ
مجھے نظر آ رہا تھا' اتنے میں کسی شخص نے بتایا کہ یہ پگڑی والے بزرگ پیغمبر اسلام'

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ میں بڑی فرحت محسوس کرنے لگا۔ لیکن اچانک ایک بدبخت و بدنصیب بولا کہ وزیر صاحب! یہ کوئی شیطانی وسوسہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ سنتے ہی میں آگ بگولا ہو کر اس بدبخت سے لڑنے لگا میں نے کہا یہ شیطانی وسوسہ نہیں بلکہ تو شیطان ہے۔ میں آج تجھے قتل کر دوں گا چنانچہ میں نے اسے پکڑ کر اٹھایا اور اتنے زور سے زمین پر پھینکا کہ میرے جسم سے پسینہ نکل آیا۔ بعدہٗ میں نے اس کو قتل کر کے چیر ڈالا۔ پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شیطان کے دونوں ٹکڑے جڑ گئے اور وہ ہنستا ہوا بھاگ گیا۔

میں خواب میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ دوسرے صاحب بولے وزیر صاحب! جس قدسی جماعت میں حضور اقدس سید عالم ﷺ رونق افروز تھے اس جماعت کا رخ ادھر سے ہٹ گیا ہے اور وہ دوسری سمت کو جا رہے ہیں۔ میں نے پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا تو حضور اقدس ﷺ کے عمامہ شریف کا صرف حصہ نظر آیا اور آہستہ آہستہ وہ جماعت میری آنکھوں سے دور چلی گئی......

اے عمامہ دور گردش دور کر ...... گرد پھر پھر کر ہوں قربان الغیاث

نیچے نیچے دامنوں والی عبا ...... خوار ہے خاک غریباں الغیاث

المدد اے زلف سرور المدد ...... ہو بلاؤں میں پریشان الغیاث

دل کی الجھن دور کر گیسوئے پاک ...... اے کرم کے سلطان الغیاث

یہ خواب سنا کر وزیر موصوف زور زور سے رونے لگا اور رو رو کر کہنے لگا: للہ میرے لیے دعا کیجیے کہ میری بدقسمتی خوش قسمتی سے بدل جائے اگر میں خوش قسمت ہوتا تو آپ لوگوں کی طرح حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور کی میں بھی زیارت کر لیتا اور درمیان میں شیطان حائل نہ ہوتا۔

﴿نورانی حقائق از مولانا ابو داؤد مدظلہ صفحہ: ۱۹۶ تا ۲۰۶﴾

فائدہ ا - ایسے واقعات ایک دو نہیں حد و احصائے باہر ہیں لیکن محروم القسمت کا کیا علاج اگر نہیں مانتا نہ مانے ہم تو بفضلہٖ تعالیٰ نہ صرف خواب میں زیارت رسول ﷺ کے قائل ہیں بلکہ بیداری میں بھی زیارت حبیب خدا ﷺ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور بے شمار محبوبانِ خدا اس دولت زیارت سے سرشار ہوئے۔ لیکن اس کے بھی منکرین دنیا میں پیدا ہوئے تھے انہیں اہل ظواہر کہا جاتا۔ دور حاضرہ میں ان کا سیخ نجدی وہابی کر رہے ہیں۔ ان کے چند ایک اعتراضات سنیے:

اعتراض

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل ظواہر نے عالم بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کا انکار کیا ہے ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہماری آنکھیں فانی دنیا کی ہیں اور آپ ﷺ عالم بقاء میں ہیں فنا کی آنکھ بقاء کو کیسے دیکھ سکتی ہے۔

جواب نمبر ۱: خود فرماتے ہیں سید ابو محمد بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا حل یوں فرمایا کہ فانی کا باقی کو دیکھنا ممکنات سے ہے کیونکہ بندہ بعد از وفات اپنے اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا اور وہ باقی ہے اور بندہ فانی۔

جواب نمبر ۲: خود حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا تو نے کس کو دیکھا تھا میں نے عرض کی حضرت آپ کو ہی دیکھا تھا آپ نے فرمایا:

يَا فُلَانُ الرَّجُلُ الْكَبِيْرُ يَمْلَأُ الْكَوْنَ لَوْ دُعِيَ الْقُطْبُ مِنْ حَجَرٍ لَأَجَابَ

ترجمہ:۔ ''اے بھائی ولی کامل کون ومکان کو بفضلہ تعالیٰ بھر دیتا ہے اگر قطب کو کہیں بھی دکھ میں پکارا جائے تو وہ ضرور جواب دے گا''۔

اندازہ لگایئے جب قطب کا یہ مقام ہے تو پھر سید المرسلین ﷺ کا کیا کہنا پہلے گزر چکا تھا۔ حضرت شیخ ابو العباس طنجی نے فرمایا میں نے دیکھا کہ آسمان وزمین عرش وکرسی حضور سرور عالم ﷺ کے انوار وتجلیات سے پُر ہیں۔

محفل میلاد پر نور کی بارش

ضلع مظفر گڑھ میں سنانواں کے قریب ڈوگر کلاسرہ کے رئیس الحاج ملک حامد یار کھر پروانہء رسالت ہیں۔ ہر سال ۷...۸...۹ ربیع الاوّل میلاد شریف کا اہتمام پورے تزک واحتشام سے کرتے ہیں اور آقائے نامدار کی عید ولادت کما حقہ مناتے ہیں۔ اس سال اُنہوں نے پروگرام میں دو دن کا اضافہ کر دیا۔ جس کے مطابق آخری مجلس جمعرات ۳۰ جون کی تھی بیت المیلاد مسجد سے ملحقہ ہے اور یہ کمرہ ملک صاحب نے نہایت خوبصورتی سے بنوایا' جمعرات ۳۰ جون نماز مغرب کے بعد نمازی مسجد میں باقی تھے' بجلی کا جنریٹر ابھی نہ چلایا گیا تھا' اس لیے کمرہ بیت المیلاد کے نگران لڑکے نے روشنی جلانے کے لئے کمرے کا تالا کھولنا چاہا مگر تالا نہ کھلا اور چابی پھنس کر ٹیڑھی ہوگئی' کوئی اور تدبیر کرنے کے لیے لڑکا دروازے سے ہٹ کر ابھی کوئی بیس گز فاصلے پر پہنچا تھا کہ نمائندہ نے اُس کمرے کی کھڑکی سے ایک شعاعِ نور نکلتی دیکھی جو فوراً ایک نورانی چادر کی صورت میں در و دیوار پر

چھا گئی۔ اُس نمازی نے بے اختیار ''معجزہ معجزہ'' کا آوازہ کیا' لڑکے نے مُڑ کر دیکھا تو جو دروازہ اُس سے نہ کھل سکا تھا' وہاں تقریباً دس بارہ فٹ چوڑا نور محیط تھا۔ چنانچہ اُس نے فوراً ملک صاحب کے دربان کو اطلاع دی اور اُس نے ایک نظر اُس نور پر ڈال کر بلند آواز سے اندر اطلاع کی کہ جلد آیئے۔ معجزہ ظہور میں آچکا' لمحہ بھر قبل ملک صاحب گھر کے صحن میں بیٹھے کھانا تقسیم ہونے کی نگرانی کرتے ہوئے ایک شعاعِ نور اپنے مکان اور پھر بیت المیلاد کی جانب ہوتے دیکھ چکے تھے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی وہ فوراً باہر بھاگے آئے اور ایک عجیب نورانی سماں اُن کے سامنے تھا۔ خیال تھا کہ معجزہ لمحہ بھر کے لیے ہوگا۔ چنانچہ مستورات بھی تڑپ اُٹھیں اور اُنہوں نے نوکرانی باہر بھیج کر ملک صاحب سے باہر آنے کی اجازت طلب کی۔ اُس وقت ملک صاحب ظہورِ معجزہ سے مسحور تھے' اُنہوں نے مستورات کو فوراً مقامِ معجزہ پر پہنچنے کی اجازت دی اور خادمائیں بھی گرم لوح پر روٹیاں چھوڑ کر عجلت سے نکل آئیں۔

اس طرح معجزے کا آوازہ پھیلتا چلا گیا اور دور ونزدیک کے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ مگر یہ معجزہ دو گھڑی کا یا چند افراد تک محدود نہ تھا' سماں دو اڑھائی بجے رات تک قائم رہا' یعنی تقریباً چھ سات گھنٹے تک۔ اس دوران بجلی کا جنریٹر بھی مستری نے چلا دیا مگر یہ مشینی بجلی کچھ وقفہ کے بعد پانچ سات منٹ کے لیے فیل ہو جاتی۔ اس کے باوجود بھی معجزے کی نورانی چادر روشن رہی۔

ہر طبقہ وعقیدہ کے بعض حاضرین سے معجزے کی جو تفاصیل سامنے آتی ہیں۔ انتہائی حیرت ناک صحیح اور ایمان افروز ہیں۔ مشاہدین نے راقم الحروف کو بتایا کہ ظہورِ معجزہ کے وقت کسی قسم کی روشنی نہ تھی مگر وقوع نور کی صورت یہ تھی کہ ایک

تہائی حصہ شمالی وِنڈو سے شمول داخلی دروازہ در و دیوار نورانی روشنی در و دیوار پر اس طرح محیط تھی کہ کمرے کے اندرونی حصہ اور صحن کے درمیان کچھ حائل نہ تھا۔ اُس فضائے نورانی میں ایک واضح شبیہ پنگھوڑے کی معلق و حرکت میں تھی، جس میں نورانی خوبصورت پھولوں سے مستور تشریف فرما تھیں۔ اُس کے ساتھ ہی ایک پرچم جس پر چاند تارا تھا اور دو تلواریں بصورتِ قطع باہم واضح اور حقیقی طور پر نمایاں تھیں۔ پنگھوڑا اُس پردہ نور پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک آویزاں جھولتا رہا۔ اسی طرح پرچم بھی دونوں سروں کے درمیان پھرا ہوتا رواں رہا۔ کیفیت نور رنگ بدلتی رہی، کبھی زرد، کبھی بنفشی رنگ ہوتا رہا۔ جب بجلی کا جنریٹر خود بخود بند ہوتا تو بھی نظارا اور الفاظ گرامی پوری طرح روشن رہتے۔ اس دوران ایسا محسوس ہوتا رہا کہ در و دیوار حائل ہی نہیں اور سامنے کھلی فضا ہے۔ دروازہ اور کھڑکیوں پر رنگین اور سفید بیل دار شیشے ہیں، جن سے عام حالات میں نگاہ نہیں گزر سکتی۔ اسی عالم میں جب کہ حاضرین مسحور اور نظارہ ایمان افروز سے مخمور تھے۔ ملک صاحب کی چھوٹی بچی نے شمالی وِنڈو سے پار دیکھا تو اُسے کچھ اور نظر آیا، اُس نے آکر باپ کا ہاتھ پکڑا۔ ابا! ادھر آؤ! اندر سیج پر کیا ہے؟ اندر ایک عمان چھپر کھٹ اُس موقع پر پھولوں سے آراستہ رہتی ہے چنانچہ ملک صاحب نے آگے بڑھ کر دیکھا تو چھپر کھٹ پر سبز دیا بصورتِ نور آراستہ تھا۔ جس پر طلائی لائنیں اور کلمہ پاک "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تحریر تھا۔ جب سردار عروج پر پہنچے تو حاضرین نے جن میں رات کو مجلس پڑھنے والے علماء اور مولود خواں اور ہر طبقہ خیال کے مرد و عورتیں شامل تھے۔ سلام خیر الانام ﷺ شروع کیا۔ جس پر پنگھوڑا اور پرچم درمیانی دروازہ پر آکر قائم ہو گئے اور اختتام سلام

تک قائم رہے۔

پرندوں کی شرکت

شاہدین نے بتایا کہ میلاد سے دو روز قبل خوب بارش ہوئی اور شجر و حجر دھل گئے۔ ابتدائے میلاد سے ایک کبوتر اور ایک مینا (جنگلی پرندے) کمرے میں آموجود ہوئے اور آخر وقت تک پانچ روز کے لئے پائتی کے پائے کے ساتھ بیٹھے رہے نہ کسی نے اُنہیں دانہ پانی کے لئے باہر جاتے دیکھا اور نہ اُنہوں نے بیٹ کی، البتہ مولود خوانی کے وقت پرندے سیج (چھپر کھٹ) کی طرف منہ کر کے اوپر روشندان میں جا بیٹھتے اور جھومتے رہتے، یہ پرندے ہجوم دائرہ کثیر سے نہ گھبرائے اور اختتام میلاد پر کہیں چلے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند میل دور مشرق میں بعض افراد نے اُسی وقت، اُس مقام سے ایک نور جانب آسمان منسلک دیکھا اور اُسے عام روشنی سمجھا۔

﴿پندرہ روزہ الحیات، مظفر گڑھ ۵ جولائی ۱۹۶۶ء بحوالہ نورانی حقائق: ۱۵۵﴾

مبارک ہو کہ ختم المرسلین ﷺ تشریف لے آئے
جناب رحمۃ اللعالمین ﷺ تشریف لے آئے

فائدہ!۔ ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں اس لیے کہ نہ صرف انسان بلکہ حیوانات بھی حضور سرور عالم ﷺ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔ خود آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوائے سرکش انسان و جن باقی ہر شئے مجھے پہچانتی ہے۔ (شفاء شریف)

محفل میلاد کی برکت سے ایمان نصیب ہو گیا

عبد الواحد بن اسماعیل سے روایت ہے کہ ایک شخص مصر میں مولود النبی ﷺ

کیا کرتا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک شخص یہودی تھا۔ اس کی زوجہ نے کہا ہمارے پڑوسی مسلمان کی کیا حالت ہے جو اس مہینہ میں بہت مال خرچ کرتا ہے اس کے خاوند نے کہا کہ اس کے نبی اس ماہ میں پیدا ہوئے ہیں پس وہ اس کی خوشی میں اور ان کی اور ان کے مولد کی تکریم کے واسطے یہ کرتا ہے۔ اس نے کہا مسلمانوں میں کیا اچھا طریقہ ہے۔

پھر وہ سو گئی تو خواب میں ایک خوبصورت شخص کو دیکھا جن پر ہیبت و نور ہے اور ان کے پڑوسی مسلمان کے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے گرد ان کے اصحاب کی ایک جماعت ہے جو آپ ﷺ کی تکریم و تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے ایک شخص سے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو اس گھر میں داخل ہوئے ہیں تا کہ اس کے رہنے والوں پر سلام کریں' ان کو زیارت کرائیں اس لئے کہ آپ کی خوشی کرتے ہیں۔ اس نے کہا اگر میں ان سے کلام کروں تو مجھ سے کلام کریں گے؟ کہا ہاں پس اس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا' یا محمد ﷺ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا لبیک (میں حاضر ہوں) کہا آپ مجھ جیسی کو تلبیہ سے جواب دیتے ہیں۔ حالانکہ میں آپ ﷺ کے غیر دین پر اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے ہوں۔

فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا نبی مبعوث کیا میں نے تیری آواز پر جواب نہ دیا یہاں تک کہ میں نے جان لیا کہ اللہ نے تجھ کو ہدایت کر دی ہے (علم غیب)۔ اس نے کہا: تحقیق آپ ﷺ نبی کریم ہیں اور آپ ﷺ خلق عظیم پر ہیں۔ ہلاک ہوا جس نے آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی اور ذلیل ہوا جس نے آپ ﷺ کی قدر نہ پہچانی۔ اپنے ہاتھ پھیلائیے کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اپنے دل

میں کہا جب صبح ہو گی تو تمام وہ چیز جو میری ملک ہیں تصدق کر دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ کا مولود کروں گی۔ اپنے اسلام کی خوشی میں اس خواب کے شکر میں جو سوتے میں دیکھی ہے۔ جب صبح ہوئی تو اپنے خاوند کو دیکھا اس نے کھانا تیار کیا ہے اور بڑی مصروفیت میں ہے۔ پس تعجب کیا اور کہا میں تجھ کو نیک ہمت دیکھتی ہوں' کہا اس سبب سے کہ کل رات تو ان کے ہاتھوں پر اسلام لائی ہے۔ عورت نے کہا تجھ سے یہ راز پنہاں کس نے کھول دیا اور تجھے اس پر کس نے مطلع کر دیا؟

کہا میں وہ ہوں کہ تیرے بعد ان کے ہاتھوں پر اسلام لایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجے اور ان کا شرف اور کرامت زیادہ کرے جس طرح آپ ﷺ نے ہمیں اللہ کو پہنچوایا اور اس کی طرف بلایا۔ پس وہ قیامت میں ہمارے شفیع ہوں گے۔ ﷺ

(تذکرۃ الواعظین ☆ المیلاد النبوی ابن جوزی)' (شرف الانام از امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۹ تا ۴۲)

فائدہ:- یہ واقعہ حق پر سچ پر مبنی ہے اور حضور ﷺ کی حیات مبارکہ اور علم غیب و حاضر و ناظر اور تصرفات اور بعد الوفات کے منکر کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے۔

(۱) میلاد شریف کا انعقاد قرب نبوی ﷺ کا موجب ہے۔ (۲) شادی دیدار مصطفیٰ ﷺ کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ (۳) حضور ﷺ کا میلاد کرنے والے کو خدا اور آپ سے خصوصی پیار ہے۔ (۴) بنظر تحسین اس مجلس سے رشک کرنا دولت اسلام نصیب ہوتی ہے۔ تو منعقد کرنے والوں کو جنت۔

شادی دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

حضور ﷺ کا دیدار معمولی امر نہیں۔ بہت بڑے اولیاء کرام اس دولت کے

حصول کے لئے زندگی بھر ترستے رہے لیکن میلاد اقدس کی برکت سے بہت بڑے گنواروں اور گنہگاروں کو یہ دولت مفت میں نصیب ہوگئی۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن الجوزی کو مخالفین بہت زیادہ مانتے ہیں' ہمارے بھی مقتداء ہیں۔ لیکن ایک عرصہ صوفیاء کرام کے مخالف رہے۔ اسی دوران کی تصانیف سے ہٹ کر ان کی تحریر جواہر آبدار ہیں۔ یہ بھی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کریم کا صدقہ ہے۔ ان کی ایک پرلطف توجہ سے صوفیہ کے نہ صرف عاشق بلکہ غوث پاک کے خلیفہ بنے' آپ بڑے بڑے محدثین وفقہاء اور صوفیاء میں شیخ سعدی قدس سرہٗ جیسے بزرگوں کے اُستاذ ہیں۔ آپ کی یہ حکایت آپ کے رسالہ ''میلاد النبوی'' میں ہے جو مصر میں بارہا مطبوعہ ہوا۔ اب پاکستان میں بھی اس کا اُردو ترجمہ بار بار شائع ہوا ہے۔ آپ کی اس تصنیف سے ثابت ہوا میلاد شریف صدیوں سے جاری ہے۔

مژدہ بہار

ابن نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ جو ہر سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں کیا حضور کو پسند ہے۔ ''فقال ابن نعمان من فرح بنا فرحنا به''۔ ترجمہ: ''فرمایا اے ابن نعمان جسے ہماری خوشی ہے' ہمیں اس کی خوشی ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

فائدہ!۔ یہی حقیقت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ حیات حقیقی حسی ہیں۔ آپ اپنی اُمت کی حالت سے آگاہ ہیں اور آپ پیار کرنے والوں سے پیار

کرتے ہیں۔ بہت سے خوش بختوں کو بیداری میں ورنہ خواب میں زیارت سے مشرف فرماتے ہیں' بالخصوص میلاد شریف کی محافل کو عقیدت سے منانے والوں پر زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ یہ اُمتی وفادار ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی جانثار ہے۔

نعت خوان خوش نصیب

مولانا عبدالحی مرحوم اپنے رسالہ ''ترویح الجنان بتشریح حکم الدخان'' میں لکھتے ہیں کہ ایک نعت خوان حقہ پیتا تھا۔ ایک دن اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ جب تم میلاد پڑھتے ہو تو ہم رونق افروز ہوتے ہیں لیکن جب تم میں حقہ آجاتا ہے تو ہم مجلس سے اٹھ جاتے ہیں۔

فوائد:۔ بدبودار حقہ ایسے ہی سگریٹ کی بدبو سے سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہے تو داڑھی منڈوانے سے اور زیادہ سخت نہ صرف نفرت بلکہ غیض وغضب ہے۔ اسی لئے تو ہمارے دور کے نعت خوان حضرات سوچیں کہ وہ نعت خوانی کی سعادت مندی کے ساتھ کتنیاں غلط کاریاں کرتے ہیں۔ مثلاً بے وضو ہو کر نعت پڑھنا' پیسوں کے لالچ میں نعت خوانی کرنا وغیرہ۔ محافل میلاد میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت سے توجہ دیتے ہیں' تشریف ارزانی سے بھی نوازتے ہیں لیکن یہ ایک روحانی کی طرف ہے ہم اگرچہ اس کیفیت سے نااہلی کی وجہ سے بے خبر ہیں لیکن الحمدللہ منکر نہیں۔

میلاد خوانی کا یہ مرتبہ ہے کہ نعت خوان زیارت سے نوازا گیا۔ میلاد شریف منانے والے کے شان اور کمال کا کیا کہنا۔

مجلس نعت کے تمام بخشے گئے

حضرت محمد ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے مجلس میں یہ نعت پڑھی......

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ ...... بَلْ هُوَ يَاقُوتٌ بَيْنَ الْحَجَرِ

ترجمہ: پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی بشر نہیں آپ تو ایسے شان والے ہیں جیسے پتھروں میں ''یاقوت'' تو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

''قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِكُلِّ مَنْ قَالَهَا مَعَكَ''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیرے ساتھ جتنے یہ ''نعت شریف پڑھنے والے تھے'' سب کو بخش دیا

اس کے بعد حضرت ابوالمواہب رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری دم تک ہمیشہ ہر مجلس میں یہ نعت شریف پڑھتے رہے۔

خوشا چشم کو بنگرد مصطفےٰ را...... خوشا دل کہ دارد خیال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

دولت دیدار

رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کرم کریں، محفل میلاد شریف میں جلوہ فرمائیں اور خوش نصیب حضرات کو دولت دیدار سے نوازیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد علم و قدرت اور فضل و کمال سے کچھ بعید نہیں اور بزرگانِ دین سے ایسے واقعات منقول ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب

سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی، تھوڑی دیر بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا ''حضرت! میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟ جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا''۔ آپ نے فرمایا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میرے ذوق و شوق اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔ ﴿اخبار رضوان لاہور: ۷؍اپریل ۱۹۵۲ء﴾

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرتے اور محفل میلاد شریف قائم کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے، جانتے اور کرم فرماتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سرکار کی خوشنودی حاصل اور رحمت خداوندی شامل ہوتی ہے۔ خوش بخت ہیں وہ حضرات جن کو یہ توفیق و سعادت میسر ہو۔

مغفرت

خراسان کے ایک بادشاہ المعروف صفار خواب میں دیکھے گئے ''آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟'' انہوں نے کہا ''مجھے بخش دیا'' پوچھا گیا ''کس بات پر بخشش ہوئی'' تو انہوں نے کہا ''میں ایک دن پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا اور اپنے لشکروں پر نظر ڈالی تو مجھے اُن کی کثرت بھلی معلوم ہوئی اور میں خوش ہو گیا پھر میں نے تمنا کی کہ کاش! میں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا اور ان لشکروں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و مدد کرتا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ بات پسند فرمائی اور مجھے بخش دیا''۔ ﴿شفاء شریف، ص ۲۷، ج ۲﴾

فائدہ:۔ جب اتنا خیال آنے اور تمنا کرنے پر یہ کرم فرمایا گیا تو جو نیاز مند حضور ہی کے ذکر و فکر میں رہیں اور آپ کی عظمت کا مظاہرہ کریں اُن کا کیا کہنا۔

شاہِ مصر

۸۵ھ میں شاہ مصر نے محفل میلاد کی جس میں دس ہزار مثقال سونا خرچ کرنے کا ذکر ہے۔

مظفر بادشاہ

ابو سعید مظفر بادشاہ ہر سال ربیع الاول میں تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کیا کرتے تھے۔ نیز بادشاہ مصر نے ایک بہترین سائبان بنوایا ہوا تھا جو صرف شب میلاد اور یوم میلاد میں لگایا جاتا تھا اور پھر سارا سال پلٹتا رہتا تھا۔ اس سائبان کے نیچے بارہ ہزار آدمی بیٹھتے تھے۔

سوال اس بادشاہ کا فعل کوئی حجت نہیں اس لئے کہ یہ شخص فاسق و فاجر وغیرہ وغیرہ تھا چنانچہ تواریخ میں ہے کہ ان صاحب ''اربل الملك المظفر ابا سعيد الكوكرى كان ملكا مسرفا و يحتفل لمولدالنبى ﷺ فى الربيع الاول وهو اول من احدث من الملوك هذا العمل''۔

تحقیق اربل بادشاہ ملک مظفر ابو سعید کوکری ایک بادشاہ مسرف تھا' بادشاہ مجلس مولود ربیع الاول کے مہینے میں کیا کرتا تھا اور اوّل بادشاہوں میں سے اس نے اس عمل مولود کو نکالا اور رواج دیا۔ (فتاویٰ میلاد صفحہ:۱۰)

گویا اس کا موجد اوّل اسلام میں ایک بادشاہ مظفر الدین ابو سعید کوکری ہے یہ مسرف اور عیش پسند اور گانا سننے کا شوقین تھا۔ اس کو بادشاہ صلاح الدین ایوبی ۵۸۶ میں شہر اربل پر جو موصل کے قریب ہے' گورنر مقرر کیا تھا اس کا انتقال ...... میں ہوا ہے۔ جس سے صراحۃً ثابت ہوا کہ بدعت مولد ساتویں صدی کی ایجاد

گی۔ اس نے اپنی گورنری کے زمانہ میں اس بدعت کو ایجاد کیا اور اس پر یہ تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا اور بہت سے دُنیادار صوفی و مولوی بلاتا تھا اور ظہر سے عصر تک ناچ ہوتا تھا اور یہ بادشاہ خود بھی ناچتا تھا۔

(مراۃ الزمان مؤلفہ علامہ سبط بن جوزی رحمۃ اللہ وتاریخ ابن خلکان وغیرہ)

جواب نمبر ۱:- تاریخ کے حالت کسی سے مخفی نہیں کہ جس مؤرخ کی جس سے ضد ہوگی وہ اس کے عیوب و نقائص گنے گا۔ تواریخ کا حال دور سابق میں ایسے تھا جسے آجکل ہمارے ہاں اخبارات کہ جو کرسی پر آئے گا اس کے گن گائیں گے جب کرسی سے اُترے گا تو اس پر طعن و تشنیع کے ڈوگر برسائیں گے۔ مخالفین نے بادشاہ مذکور کے مخالف کی عبارت پڑھ لیں گے لیکن اس پر تحسین و آفرین کے اوراق سے منہ چرا لیا۔ حالانکہ یہ بادشاہ نہایت ہی صالح اور سخی اور خدا ترس تھا۔ تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''باادب بادشاہ'' میں لکھ دی ہے۔

جواب نمبر ۲:- خود مؤرخ مذکور کا بیان ہمارا جواب ہے کہ یہ بادشاہ حضرت صلاح الدین ایوبی کا مقرر کردہ تھا تو کیا مخالفین بتا سکتے ہیں کہ صلاح الدین اتنا ناکارہ تھا کہ اس کے ماتحت لوگ جو بھی کام مشروع اُمور جاری کرتے جائیں اور وہ خاموش رہے۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ

جواب نمبر ۳:- جس مؤرخ نے کہا ہے کہ میلاد کی مجالس ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے تو اس کی خود عبارت بتا رہی ہے کہ میلاد کو راگ و رنگ اور عیاشی کی آڑ میں بنا کر منانا بے شک بعد کی ایجاد ہے۔ ورنہ بقول علماء محدثین کرام رحمہم اللہ اور تصریحات دیگر ائمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے۔ ہاں مختلف زمانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی نوعیتیں تبدیل ہوتی رہی

ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر و برکت نہیں ہے
یا کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی۔ ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد مخالفین سے
جب ان کی اپنی بدعات نو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آ
جائے گا۔ مثلاً قرآنِ مجید کے اعراب (یعنی زیر زبر پیش شد مد وغیرہ) اور اس کی
تمیں پاروں میں تقسیم' مسجد کے مینار اور موجودہ محراب اور زبان سے نماز کی نیت
وغیرہ وغیرہ

جواب نمبر۴:۔ حدیث میں ہے کہ ''اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ''
مومن کو ہر جگہ سے مفید مطلب چیز حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اس اصول پر حجاج
بن یوسف کی کوشش سے قرآن شریف کے حرکات و سکنات اور دیگر اجزاء حاصل
کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل بھی یورپ سے مفید امور حاصل کئے جا رہے
ہیں۔ اس لئے بالفرض اگر مجلس میلاد کسی عیاش کی ہی ایجاد مان لی جائے تو پھر بھی
جواب صاف ہے کہ در کار خیر حاجت استخارہ نیست والا معاملہ ہے کہ دین کے
فائدہ کے لئے نہیں دیکھا جاتا کہ اس کا موجد کون ہے؟ آج پکی اینٹوں کے بغیر
کوئی مکان نہیں ہوگا' اس کا موجد فرعون و ہامان ہے۔ تمیں پاروں کی تقسیم اور
قرآنِ مجید کے اعراب وغیرہ کا موجد حجاج ظالم ہے اور یسرنا القرآن ہم مدرسہ
عربی میں پڑھاتے ہیں اس کے بغیر بچوں کو قرآنِ مجید پڑھایا نہیں جاتا اس کا
موجد ایک مرزائی ہے۔ (ماہنامہ تصور لاہور)

غرض یہ کہ ہزاروں بدعات کے موجدین بے دین اور بہت سی بدعات کے
موجدین کا علم تک کسی کو نہیں لیکن اسے یہ لوگ عمل کرتے وقت موجد سے نہ
گھبرائے لیکن میلاد کا ذکر خیر آیا تو گھبرا گئے۔ معلوم ہوتا ہے انہیں موجد سے نہیں

ابلیس کی طرح میلاد سے گھبراہٹ ہے۔

سوال محفل میلاد انعقاد بدعت ہے اور ''کل بدعۃ ضلالۃ''۔

جواب اس مجلس کا انعقاد بدعت نہیں ہے بلکہ اس حدیث کے مطابق
عین اتباع سنت ہے کہ ''من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل
بها ومن سن سنة سيئة فعليه و وزر من عمل بها'' جو شخص نیک رسم
شروع کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے برابر بھی ثواب ملے گا
جو اس پر عمل کریں گے مگر جو شخص بری رسومات نکالے گا اس پر اس کا وبال آئے گا
اور ان لوگوں کے برابر بھی اس پر وبال آئے گا جو اس پر عمل کریں گے۔'' چونکہ یہ
مجلس خیر القرون سے شروع ہے اور بہترین سلف صالحین کا دستور العمل رہا ہے
اس لئے یہ اس کو سنت حسنہ کہنا پڑے گا۔

سوال میلاد کا عنوان بخاری و مسلم وغیرہ میں نہیں؟

جواب مسلم بخاری اور فقہ کی عام دوسری کتابوں میں گو کسی عنوان
کے ماتحت اس عکس کو بیان نہیں کیا گیا مگر دوسری کتابوں میں کہ جن پر مخالفین کی
نظر نہیں پڑی صاف مذکور ہے کہ تعامل مسلمین اور تعامل حرمین شریفین خیر القرون
سے رہا ہے اس لئے اس کو اجماعی مسئلہ کہا جا سکتا ہے جس کی تائید قرآن و حدیث
اور اقوال سلف سے پیش کی گئی ہے اگر مخالفین اس پر توجہ نہ دیں تو اس میں ہمارا
کوئی قصور نہیں۔

خیر و برکت کی محفل و مجلس

یہ تو شرعی اور اسلامی قاعدہ مسلم ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے مبارک

حالات جس جگہ پڑھے جائیں وہاں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور سننے والوں کا ایمان اس سے تازہ ہوتا ہے۔

انتباہ:...... اہلسنت کو مناسب یہ ہے کہ ذکر مبارک حضور اکرم ﷺ کی محافل و مجالس میں صرف ذکر ولادت ہی پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ آپ ﷺ کی زندگی اور صوری و معنوی محاسن کو بھی بیان کیا جائے اور حضور ﷺ کی سچی محبت کی جو مقرون بالا اتباع ہو ترغیب دی جائے اور اس ضمن میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا لوگوں کو حکم دیا جائے یہ حضور اکرم ﷺ کی سچی محبت کا ثبوت اس طرح دیں کہ وہ اللہ کے فرائض کو ادا کریں اور امر بجالائیں اور نواہی سے اجتناب کریں اور کوئی کام بھی خلاف سنت رسول ﷺ نہ کریں لیکن اب پانی سر سے اوپر چلا گیا ہے کہ میلاد پاک کی محافل کا انعقاد الحمد للہ۔

محفل والے باوضو اور نعت سنانے والے یا تقریر کرنے والے متشرع اور نہایت ہی سکون و وقار سے' لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ باوضو مجلس میں شاید و باید اور نعت خواں اور میر مجلس داڑھی منڈے اب تقریر کرنے والے بھی داڑھی سے دشمنی کا آغاز کر چکے ہیں' اللہ تعالیٰ ہدایت دے' ہاں یہ عنوان صحاح ستہ کی مشہور کتاب صحیح ترمذی میں ہے۔

فیصلہ حق

وہابی تحریک سے پہلے تاریخ پر ایک غائرانہ نظر دوڑائیں تو روز روشن سے زیادہ نظر آ جائے گا کہ جملہ اہل اسلام محافل میلاد کا انعقاد صد برکات سمجھتے تھے اور اب بھی غور فرمائیں تو اس محفل کی وہی پارٹیاں مخالف ہیں جو وہابی تحریک سے

متاثر بلکہ اس کے بانی محمد عبدالوہاب کو مطاع اعظم یا کم از کم نیک انسان سمجھتے ہیں اور اسے شرعی اصول سے دیکھا جائے تو حضور سرور عالم ﷺ کے کمالات و معجزات اور سیرت کا اظہار ہے اور اس کا کوئی بھی منکر نہیں۔ صرف نام میلاد رکھنے اور اس کی مختلف طریقوں کی تبدیلی سے انکار کرتے ہوئے عذر ہائے لنگ پیش کرتے ہیں' یہ بھی ان کا تحریک وہابیت پر مہر ثبت کرنے والا معاملہ ہے ورنہ قرآن' مسجد اور دیگر ہزاروں اسلامی مسائل کے عہد رسالت سے لے کر تا حال کئی نام بدلے اور ان کے سینکڑوں طریقے تبدیل ہوئے ان کی تبدیلی سے انکار کے بجائے اسلام کے عاشق بن کر ہم سے بڑھ کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

موجد اسلام پر حملہ

اگرچہ محافل میلاد کا انعقاد بادشاہ اربل (مرحوم) سے صدیوں سے پہلے چلا آ رہا تھا لیکن چونکہ انہوں نے خصوصیت سے دلچسپی لی تو ان کے نام کا قرعہ نکل آیا یہ ایسے ہے جیسے قرآن تو پہلے سے چلا آیا تھا لیکن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خصوصی اہتمام کے ساتھ لغت قریش پر جمع کرنے پر جامع قرآن سے نوازے گے یہ عذر کہ وہ بادشاہ فاسق تھا' ظالم تھا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی مبنی بر جہالت اور افتراء و بہتان کے سوا کچھ نہیں۔ فقیر نے اس درویش منش اور ولی کامل بادشہ کے متعلق ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے اس سے اہل انصاف کے سامنے حقیقت سامنے آ گئی کہ میلاد دشمنی میں وہابی تحریک کے عشاق کیسی کیسی گندی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

خدانخواستہ بقول ان کے یہ بادشاہ ایسے تھے جیسے انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ تو پھر میلاد کی برائی کیوں؟ جب کہ قاعدہ ہے یہ فعل کے حسن کو دیکھا جاتا ہے موجد کو

کہیں ''انظر الی ما قال ولا تنظر الی الی من قال'' کہ وہ دیکھو جو اس نے کہا یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہا ''خذ ما صفا ودع ما کدر'' اچھا لے بری چھوڑ۔

حجاج بن یوسف

مانا کہ شاہ اربل میں عملی خامی ہو (اگرچہ معاملہ برعکس) لیکن حجاج بن یوسف ظالم جیسے نہیں ہوں گے۔ حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم و فسق و فجور جملہ عالم اسلام کا تسلیم شدہ ہے اور شاہ اربل کو صرف یہی فاسق فاجر کہتے ہیں۔ اب یہ فیصلہ ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ حجاج بن یوسف قرآن مجید میں درجنوں بدعات مختلف طریقے ایجاد کرے مثلاً تقسیم تیس پارے اور ان کے اسماء وغیرہ وغیرہ تفصیل فقیر کے رسالہ ''بدعات القرآن'' میں دیکھئے تو قرآن جیسی مقدس کتاب کی بدعت پر عمل جائز اور حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم گوارہ لیکن رسول اکرم ﷺ کی سیرت اقدس کے متعلق ایجادات کا عذر دے کر اور شاہ اربل مرحوم کو بدنام کر کے عذر لنگ صاف بتاتا ہے کہ ''ہے دل میں کالا کالا''۔

اور دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک ﷺ اسی مسلک میں زندہ رکھے اور اسی پر موت دے اور اسی پر قیامت میں اٹھائے۔۔۔۔۔آمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاول پور پاکستان

اختتام ۵ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ / ۹ راگست ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے حضور ﷺ

از قلم

[illegible] اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج الحافظ پیر محمد فیض احمد اویسی [illegible]

فہرست

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد!

ارادہ ہوا کہ چھوٹے بچوں کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح اور سیرت پاک جمع کی جائے اس کتابچہ میں مضامین جمع کر کے اس نام کا رکھا ''ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم'' مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ بچوں کو یہ کتابچہ پڑھائیں بلکہ انہیں زبانی یاد کرائیں تاکہ بچے آگے چل کر اپنی زندگی سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سنواریں۔

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
بہاولپور پاکستان
۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

دُنیا کی حالت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل دُنیا کی حالت بہت خراب تھی بالخصوص عرب تو جہالت وگمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا دین ابراہیمی جو عرب کا اصلی دین تھا سوائے چند رسموں کے جن سے عقل سلیم کو قطع نظر ارشاد انبیاء علیہم السلام کے انکار نہیں ہوسکتا عرب میں معدوم ہو گیا تھا۔ جا بجا توحید سے محروم شرک و بت پرستی تھی۔ وہ معبودان باطلہ کو قادر مطلق کی طرح اپنے حاجت روا جانتے تھے۔ بعض اجرام فلکیہ آفتاب و ماہتاب اور ستارگان کی پوجا کرتے تھے۔ بعض تشبیہ کے قائل تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی پوجا کرتے اور خدا کے ہاں ان کی شفاعت کے امیدوار تھے۔ شرک وتشبیہ کا کیا ذکر بعض کو تو خدا کی ہستی ہی سے انکار تھا وہ شب وروز شراب نوشی، قمار بازی، زنا کاری اور قتل وغارت گری میں مشغول رہتے تھے۔ قساوت قلب کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔ بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھانے سے دریغ نہ کرتے۔ لڑائیوں میں انسانوں کو زندہ جلا دینا، عورتوں کا پیٹ چاک کرنا اور بچوں کو تہ تیغ کرنا عموماً جائز سمجھتے تھے ان کے درمیان جو یہود و نصاریٰ تھے ان کی حالت بھی دگرگوں تھی۔ ان کی کتابیں تبدیل ہو چکی تھیں یہود خدا کو مغلولۃ الید (ہاتھ بندھا ہوا) اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ تین خدا مانتے تھے اور مسئلہ کفارہ کی آڑ میں اعمال حسنہ کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔

یہ حالت صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ تمام دنیا میں اسی طرح کی

تاریکی چھائی ہوئی تھی چنانچہ اہل فارس آگ کے پوجنے اور ماؤں کے ساتھ زنا کرنے میں مشغول تھے۔ اہل ترک شب و روز بستیوں کے تباہ کرنے اور بندگان خدا کو اذیت دینے میں مصروف تھے۔ ان کا دین بتوں کی پوجا اور ان کی عادت مخلوقات پر ظلم کرنا تھا۔ ہندوستان کے لوگ بتوں کی پوجا اور خود کو آگ میں جلانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور نیوگ کو جائز سمجھتے تھے۔

یہ عالمگیر ظلمت اس امر کی مقتضی تھی کہ حسب عادت الٰہی ملک عرب میں جہاں دنیا بھر کے ادیان باطلہ وعقائد قبیحہ واخلاق رذیلہ موجود تھے۔ ضرورت تھی کہ ایک ہادی تمام دنیا کے لیے مبعوث ہو۔ چنانچہ ہمارے رسول برحق ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے آنے سے دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ کائنات میں توحید خداوندی عام ہوئی۔

حسب ونسب

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب بن مناف کا اکیس واسطوں سے سلسلہ نسب عدنان تک جا پہنچتا ہے۔ آپ ﷺ جدالانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ بی بی آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا ہے۔

ولادت باسعادت

حضور اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل) ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر مکہ مکرمہ میں فجر کے وقت ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آرہے تھے پیدا ہوئے۔

عجائباتِ ولادت

حضور ﷺ نے دنیا پر تشریف لاتے ہی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے،

سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ اپنے علو مرتبہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے) بدن بالکل پاکیزہ اور تیز کستوری کی طرح خوشبودار ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ، چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی، آنکھیں قدرتی سرمگیں، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبدالمطلب کو جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اطلاع بھجوائی۔ وہ حضرت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بیت اللہ شریف میں لے جا کر آپ کے لیے صدق دل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ)

دُرِ یتیم پیدا ہوئے

آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کی ولادت باسعادت سے تقریباً تین ماہ قبل (یثرب) مدینہ منورہ میں وفات پاگئے۔

رضاعت

حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دو یا تین ماہ تک دودھ پلایا پھر ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثُوَیبہ نے چند روز یہ سعادت حاصل کی بعد ازاں حضرت سیدہ بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے بھاگ جاگے وہ آپ کو طائف کے علاقہ میں لے گئیں اور دو سال تک دودھ پلاتی رہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات

آپ کی عمر چھ سال ہوئی تو والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ میں آپ کے دادا کے ننھیال بنو عدی بن نجار میں ملنے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت

کے لیے گئی تھیں۔ ام ایمن بھی ساتھ تھی۔ جب واپس آئیں تو راستے میں مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ (فقیر کو ابواء شریف سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار شریف کی حاضری نصیب ہوئی)

قبر آمنہ کی بے حرمتی

آہ نجدیوں نے بڑی بے دردی اور بے ادبی سے ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کی بے حرمتی کر کے گرایا اور بلڈوزر چلائے پورے عالم اسلام میں نجدیوں کی اس حرکت پر احتجاج ہوا۔ مگر وہ اپنی گستاخی سے باز نہ آئے۔

دادا کا انتقال ہوا

آپ ۸ سال دو ماہ ۱۰ یوم کے تھے کہ دادا حضرت سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ پھر آپ کے حقیقی چچا ابو طالب نے آپ کی کفالت کی ۱۲ سال دو ماہ ۱۰ یوم کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر فرمایا مگر تیما کے مقام سے واپس لوٹ آئے۔

ازدواجی زندگی

۲۵ سال دو ماہ ۱۰ یوم کی عمر میں حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ جبکہ اس وقت بی بی صاحبہ کی عمر ۴۰ سال تھی۔

حجر اسود کی تنصیب و اعلان نبوت

اسی سال اہل مکہ (قریش) نے تعمیر کعبہ کیا اور حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا اتفاق کے ساتھ آپ کو حکم تسلیم کیا گیا۔

۴۰ کی عمر میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا تفصیل یوں ہے عرب جیسی قوم میں جس کی حالت اوپر بیان ہوئی سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی زندگی بعثت تک ہر پہلو کے لحاظ سے بالکل بے لوث رہی آپ اخلاق حمیدہ سے متصف اور صدق و امانت میں مشہور تھے حتیٰ کہ قوم نے آپ کو صادق الامین کا لقب دیا ہوا تھا آپ مجالس لہو و لعب میں کبھی شریک نہ ہوئے۔ وہ افعال جاہلیت جن کی آپ کی شریعت میں ممانعت ہے، آپ کبھی ان کے مرتکب نہ ہوئے جو جانور بتوں پر ذبح کیے جاتے آپ ان کا گوشت نہ کھاتے۔ فسانہ گوئی شراب خوری قمار بازی اور بت پرستی جو قوم میں عام تھیں آپ ان سب سے الگ رہے۔

اعلان نبوت سے قبل

ہمارے حضور پر نور ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس وقت نبی بنایا جب وقت ہی نہ تھا خلاق کائنات کی تخلیق اول آپ ہیں جب دنیا پہ تشریف لائے تو بالقوۃ و بالفعل نبی تھے چالیس سال بعد اعلان نبوت فرمایا چونکہ اظہار نبوت سے کئی سال قبل آپ علیحدگی اور تنہائی کو پسند کرنے لگے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً دو میل دور غار حرا میں وقت گزارتے۔ مشاہدات کائنات کو دیکھتے اور ان پر غور و خوض کرتے۔ اس خلوت نشینی کے تیسرے سال ۲۱ رمضان المبارک کو رات کے وقت حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس غار حرا میں آئے۔ آپ سے کہا اقراء پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍ 'میں نہیں پڑھتا' فرشتے (جبریل علیہ السلام) نے آپ ﷺ کو پکڑ کر زور سے دبوچا پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَاء "پڑھیے"۔ آپ نے دوبارہ فرمایا 'میں نہیں پڑھتا' فرشتے نے تیسری بار آپ کو دبوچا اور کہا اِقْرَاء پڑھیے۔ فرشتے نے سورہ العلق کی پانچ آیات تلاوت کیں۔ آپ نے بھی فرشتے کے ساتھ ان آیات کی تلاوت کی وہ یہ ہیں۔ اِقْرَاْ

بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پارہ ۳۰ سورۃ العلق آیت نمبر ۱ تا ۵)

ترجمہ:- (اے نبی ﷺ) اپنے رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھیے اور تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

علمی خیانت

کمالات مصطفیٰ ﷺ کے منکرین نے وحی اوّل کی حدیث اول پر حضور ﷺ کے کمالات کی نفی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے لیکن تمام بے سود مثلاً مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ کا ترجمہ لکھا میں پڑھا ہوا نہیں یہ ترجمہ غلط ہی نہیں بلکہ تحریف حدیث کے ساتھ علمی خیانت بھی ہے اس لئے کہ قاری اسم فاعل کو مفعول کے معنی میں لکھ دیا جبکہ عربی میں اسم فاعل بمعنی مفعول کبھی آتا ہی نہیں اور نہ ہی واضع نے ایسی وضع کی ہے۔ صاحب عقل وفہم سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ دو تین بار بڑی تاکید سے اقراء کہا آپ ہر بار فرماتے میں نہیں پڑھتا تو کیا اتنے بڑے کامل فصیح وبلیغ عربی داں کو لفظ اقراء نہیں آتا تھا جبکہ یہ لفظ اتنا آسان ہے کہ آج عجمیوں کے بچے بچے فرفر پڑھ دیتے ہیں دراصل اس سے تو آپ نے سمجھایا کہ جب تک اللہ کا نام نہ لو گے میں نہیں پڑھتا چنانچہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا اقرا باسم ربك الخ پھر آپ نے بھی پڑھا اس حدیث شریف کی مکمل شرح اور سوالات وجوابات فقیر کی ''شرح بخاری'' اور رسالہ ''پڑھا لکھا اُمّی'' میں پڑھیے۔

اولین مسلمان

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ خدیجہ' چچازاد بھائی حضرت مولا علی' آپ کے

دوست حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ آپ کے غلام حضرت زید بن حارثہ پہلے پہلے مسلمان ہوئے۔ (رضی اللہ عنہم)۔

پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت سیدنا عثمان غنی' حضرت زبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

عورتوں میں

حضرت سیدہ خدیجہ کے بعد ام فضل زوجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب' حضرت اسماء بنت صدیق اکبر پھر فاطمہ خواہر حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہن) مسلمان ہوئیں۔

دعوت اسلام

ہمارے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ ابتداء بعثت سے ۳ سال تک اسلام کی تبلیغ اجتہائی پوشیدہ طور پر فرماتے رہے۔ جب علی الاعلان تبلیغ دین کرنے کا حکم آیا تو برا جتماع میں اسلام کی صداقت وحقانیت بیان کرنا شروع فرمادی تو کفار مکہ اہل اسلام پر ظلم وستم کرنے لگے۔ مسلمان دو سال تک تکالیف برداشت کرتے رہے۔ ان کے ظلم کی وجہ سے اہل اسلام نے ہجرت کی۔

ہجرت حبشہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملنے پر نبوت کے پانچویں سال رجب المرجب میں کچھ صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں سب سے پہلے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اس موقعہ پر ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

(حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت۔ سمندر پہنچنے تک ۱۲ مرد اور ۵ عورتیں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے جاملے۔ جن میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

نبوت کے چھٹے سال

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے (ہمارے حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی دعا بھی فرمائی تھی)۔ اب مسلمانوں نے بیت اللہ شریف میں اعلانیہ عبادت شروع کردی۔

نبوت کے ساتویں سال

قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ سے قطع تعلق کردیا بناء بریں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں (بنی ہاشم) کے ساتھ مکہ مکرمہ شعب ابی طالب میں محصور رہے۔

نبوت کے دسویں سال پہلے

آپ کے چچا ابوطالب نے وفات پائی۔ ان کے تین دن بعد (بعض روایات میں دوماہ بعد) رمضان المبارک میں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اسی وجہ سے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا گیا۔ اس وقت ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ۴۹ سال ۸ مہینے ۱۱ دن تھی۔

طائف کا سفر

اسی سال ہمارے حضور ﷺ اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عرب کے سرسبز علاقہ طائف میں اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو سخت اذیت دی گئی پتھر مارے گئے جس کی وجہ سے آپ بہت زخمی ہوئے۔ زخموں سے اتنا خون بہا کہ نعلین شریف خون سے پُر ہوگئے بوقت وضو پائے اقدس جوتے سے نکالنا مشکل ہوگیا۔ ایک دن تو وہاں کے لوگوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کی اور طعن زنی کرتے گالیاں نکالتے تالیاں بجاتے اتنا زخمی کیا کہ بیٹھ گئے حضرت زید بن حارثہ دوڑ کر ڈھال بنے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہاگئے۔ پھر آپ ایک انگور کے باغ میں تشریف لے گے۔ اتنے ظلم وستم کے باوجود آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنے والی نسلوں میں اپنے ایسے بندے پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے۔ (بخاری شریف باب ذکر الملائکۃ زرقانی ج ۱)

جن مسلمان ہوئے

طائف کے سفر میں مقام نخلہ پر جنوں کی ایک جماعت نے آپ کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ (تفصیل فقیر نے کتاب جن ہی جن میں لکھ دی)

☆ اسی سال حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ نے اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔ (ان کے مختصر احوال آنے والے صفحات میں ملاحظہ کریں)

نبوت کے گیارہویں سال

موسم حج کے موقعہ پر (یثرب) مدینہ منورہ قبیلہ اوس کے چھ افراد حضرت ابوالہیثم بن تیہان... حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ... حضرت عوف بن حارث... حضرت رافع بن مالک... حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ... حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب (رضی اللہ عنہم) مقام عقبہ پر مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ جاکر اپنے قبائل کو اسلام کی دعوت

دی۔ (سیرت مصطفیٰ بحوالہ مدارج النبوت ج ۲ زرقانی ج ۱)

بیعت عقبیٰ

دوسرے سال ۱۲ ھ نبوی میں حج کے موقعہ قبیلہ اوس کے 12 اور قبیلہ خزرج کے 16 افراد نے منیٰ کی گھاٹی میں آکر اسلام قبول کیا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوئے۔

معراج

اسی سال مشہور قول کے مطابق ۲۷ ویں رجب المرجب کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور سرور عالم ﷺ کو معراج کے اعلیٰ مرتبہ سے نوازا چنانچہ اس کا ذکر قرآن پاک کے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ا پارہ ۲۷ سورہ والنجم کی ابتدائی آیات میں ہے۔

عقیدہ

پیارے بچوں ہم سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے معراج (روح مع الجسد) حالت بیداری میں ہوئی اور زمین سے لامکاں تک آپ اپنے ظاہری بشریت جسم سمیت تشریف لے گئے اور یہ سارا سفر آنکھ جھپکنے سے پہلے ہوا۔ معراج از مکہ تا بیت المقدس کا منکر کافر ہے۔ بیت المقدس سے تا سموٰت کا منکر فاسق ہے اس کے بعد لامکاں اور دیدار الٰہی کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق۔ اس شب آپ سر کی آنکھوں سے بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اسی سفر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۱ سال ۹ ماہ تھی (تفصیل کے لیے دیکھیں فقیر کی چند کتابیں '' معراج المصطفیٰ'' '' معراج جسمانی یا منامی'' '' معراج کے عقلی دلائل''۔

نبوت کے تیرھویں سال

حج کے موقعہ پر (یثرب) مدینہ منورہ سے تقریباً بہتر مرد ۲ عورتیں ہمارے حضور پرنور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور منیٰ کی وادی میں رات کے وقت بیعت کی کہ ہم اپنا جان و مال آپ پر اور اسلام کی حفاظت کے لیے قربان کریں گے۔ آپ نے ان کی جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا تمہارا خون میرا خون ہے اور یقین کرو میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے میں تمہارا اور تم میرے ہو تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ☆ سیرت ابن ہشام)

ہجرت مدینہ منورہ

اسی سال یکم ربیع الاول شریف ۱ھ ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء بروز سوموار میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بستر پر سلایا آپ نے پیارے دوست حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ہجرت مدینہ کے سفر میں ایک اونٹ پر آپ کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے دوسرے اونٹ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اریقط راستہ کی رہنمائی کے لیے ہم سفر تھے۔

ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری

دوران سفر ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری جو کمزور تھی دودھ دینے کے قابل نہ تھی آپ نے اپنے مبارک ہاتھ پھیرے اور بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہنا شروع فرمایا تو ام معبد کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے اور تمام لوگوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور اس کا خاوند مسلمان ہو گئے۔ (مدارج النبوت)

بکری کئی سال تک رہی

روایت ہے کہ یہ بکری ۱۸ھ تک زندہ رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب سخت قحط پڑا تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام دودھ دیتی تھی۔ (زرقانی علی المواھب)

بریدہ اسلمی اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہوئے

جب حضور ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو بریدہ اسلمی اپنے قبیلے بنی سہم کا سردار تھا قریش مکہ سے انعام حاصل کرنے کی لالچ میں آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا اپنے ستر ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ کے راستے میں آپ کے قریب پہنچا اور پوچھا آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ کا سچا رسول ہوں آپ کی پُر تاثیر گفتگو اور آپ کے جمال جہاں آراء نے بریدہ کا دل موہ لیا وہ اپنے ستر ساتھیوں سمیت فوراً اسلام کے دامن میں داخل ہو گیا اور کمال عقیدت سے درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ میری تمناء ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ اس شان سے ہو کہ جھنڈا لہرایا جائے یہ کہہ کر حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے خوشی کے مارے اپنی پگڑی کو ایک ڈنڈے سے باندھ کر پرچم بنایا یہ پرچم لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت نعرے لگاتے ہوئے مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے۔ (مدارج النبوت)

مدینہ منورہ میں داخلہ

۸ ربیع الاول سن 1 ہجری بروز پیر شریف مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء میں شہر مدینہ سے قبل "قباء" میں رونق افروز ہوئے یہاں چند دن حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام پذیر رہنے کے بعد ۱۲ ربیع الاول شریف جمعۃ المبارک کو شہر مدینہ کی

طرف روانہ ہوئے بنو سالم کی آبادی میں پہلا جمعہ ادا فرمایا جہاں آج کل مسجد جمعہ واقع ہے۔

میزبان رسول

مدینہ منورہ میں آمد کے بعد ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا قیام سات ماہ تک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہا۔

☆ اسی سال حضرت سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

(مدارج النبوت)

☆ اسی سال مسجد نبوی مکمل ہوئی اور اذان کی ابتداء بھی اسی سال ہوئی۔

☆ اسی سال یہودیوں کے بہت بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ میں نبوت کی نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ خود ان کا اپنا بیان ہے "جب میری نظر جمال نبوت پر پڑی تو آپ کے حسین و جمیل چہرے کو دیکھ کر میرے دل نے فیصلہ کیا یہ اتنا خوبصورت چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔

بھائی چارا

ہجرت کے نو ماہ بعد آپ نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمایا۔

ہجرت مدینہ کے دوسرے سال کے چند اہم واقعات

تحویل قبلہ

رجب یا شعبان میں محلہ بنی سلمہ میں ہمارے حضور ﷺ تشریف لے گئے نماز ظہر ادا فرمائی دوران نماز ہی تحویل قبلہ (قبلہ تبدیل) ہوا جس کا ذکر قرآن کے دوسرے پارے سورۃ البقرہ میں ہے۔ مدینہ منورہ میں آج اسی جگہ پر مسجدِ قبلتین اس عظیم واقعہ کی یادگار ہے۔ (تفصیل کے لیے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲ کا مطالعہ کیجئے)

نکاح سیدۃ النساء

اسی سال آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ کے چچازاد بھائی حضرت سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

☆ رمضان المبارک کے روزے اسی سال فرض ہوئے۔

غزوات وسرایا کا آغاز

☆ ہجرت کے ۱۲ ماہ ۹ دن بعد غزوات وسرایا کا سلسلہ شروع ہوا۔ سریہ اور غزوہ میں فرق۔

☆ سریہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں آپ نے کسی صحابی کو امیرِ لشکر بنا کر روانہ فرمایا ہو سرایا کی تعداد 47 ہے۔

☆ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوئے ہوں یہ کل ۱۹ ہیں۔ ہجرت مدینہ منورہ سے وصال تک ہمارے

حضور پرنور ﷺ کو چھوٹی بڑی چھیاسٹھ (66) لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

جنگ بدر

غزوات میں بدر کی جنگ بہت مشہور ہے جو ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل دور مکہ مکرمہ کی جانب بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ مسلمانوں میں صرف (۳۱۳) تین سو تیرہ جان نثار تھے پورے لشکر میں صرف دو گھوڑے ستر اونٹ تھے۔

لشکر کفار

جنگ کفار ومشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی۔ جن میں قریش کے نو سردار اور جنگجو مشہور زمانہ بہادر تلوار زنی کرنے میں مہارت رکھنے والے تھے جنگی سامان میں ایک سو گھوڑے اور چھ سو زرہیں تھیں اونٹ کثرت سے تھے۔ مگر خدا کی شان کی اتنے بڑے لشکر کو مسلمانوں نے ذلت آمیز شکست دی قرآن پاک میں اس غزوہ کو ''یوم الفرقان'' قرار دیا گیا مسلمان کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

ہجرت کے تیسرے سال

شوال المکرم میں مدینہ منورہ کے شمال میں تین میل کے فاصلے پر جبل اُحد کے دامن میں جنگ اُحد لڑی گئی جس میں مسلمانوں کو سخت نقصان کے بعد فتح ملی حضرت سیدنا امیر حمزہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت حنظلہ، حضرت عبداللہ بن جبیر ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

☆ اسی سال ۱۵ رمضان المبارک کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆ اسی سال ہمارے حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت سیدہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (ان کے حالات آگے آتے ہیں)

ہجرت کے چوتھے سال کے اہم واقعات

ہجرت کے چوتھے سال کے اہم واقعات میں سے چند ایک یہ ہیں۔

☆ ۴ شعبان المعظم کو مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆ اسی سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (حالات آنے والے صفحات پر ملاحظہ ہوں)

ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات

غزوہ خندق

شوال المکرم میں پیش آیا اس موقعہ پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت پیش کی ایک صاع آٹا اور بکری کے بچے کا گوشت ہمارے حضور ﷺ نے آٹے اور ہانڈی میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو ایک ہزار کے لشکر نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (بخاری شریف جلد ۲)

☆ اسی سال آپ نے حضرت سیدہ بی بی زینب بنت جحش اور حضرت سیدہ بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ (دونوں کے حالات آرہے ہیں)

☆ اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض ہوا۔

واقعہ افک

اسی سال ام المؤمنین سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی

مدینہ منورہ میں ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کیا کئی دنوں تک وحی کا نزول نہ ہوا ایک دن نبی پاک ﷺ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں ارشاد فرمایا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا (بخاری ج ۲) کہ اللہ کی قسم میں اپنی اہلیہ کے بارے بہتر جانتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے متعلق قرآن کریم میں سورہ نور کی دس آیات نازل ہوئیں (تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "شرح حدیث افک" کا مطالعہ کریں) اور اسی سال آیت تیمم کا نزول بھی ہوا۔

ہجرت کے چھٹے سال

ذیقعد میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ شریف کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے قریش نے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے سے روک دیا.. ایک معاہدہ طے پایا جس کی چند شرائط یہ ہیں۔

1۔ اس سال مسلمان بغیر عمرہ کئے واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں قیام کر کے چلے جائیں۔ اپنے ساتھ تلوار (جو نیام کے اندر ہو) کے سوا کوئی ہتھیار لیکر نہ آئیں۔

2۔ مکہ مکرمہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں گے۔

3۔ کافروں یا مسلمانوں میں سے اگر کوئی مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔

4۔ قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر لیں۔

ان شرائط میں بعض بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں وہاں بعض مسلمانوں

نے آپ کی خدمت میں التجا بھی کی کہ ان میں سے بعض شرائط کو نہ مانیں مگر نگاہ مصطفیٰ ﷺ نے دیکھ لیا تھا کہ ان میں اسلام کا بہت زیادہ فائدہ ہے۔

ابو جندل کی آمد

ابھی معاہدہ پر دستخط نہ ہوئے تھے کہ اہل مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو (عاقد صلح نامہ) کا بیٹا حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے گرتے پڑتے مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت آن پہنچا جس کی آمد سے مسلمان بہت خوش ہوئے اُس کے والد سہیل نے آپ سے کہا کہ اس صلح نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے میری شرط یہ ہے کہ میرا بیٹا مجھے واپس کر دیں آپ نے فرمایا ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے معاہدہ تو دستخطوں کے بعد قابل عمل ہوگا۔ سہیل بن عمرو نے کہا پھر ہم صلح ہی نہیں کرتے آپ نے اس کو بہت سمجھایا مگر وہ کسی صورت میں ابو جندل کو حضور نبی کریم ﷺ کو دینے کے لیے تیار نہ ہوا آخر کار نبی کریم ﷺ نے ابو جندل کو واپس مکہ جانے کا حکم فرمایا۔

چند ماہ میں اس معاہدہ کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر اندر کم وبیش 300 سو مکہ کے کافر مسلمان ہوئے۔

حکمرانوں کو دعوت اسلام (خطوط روانہ فرمائے)

اسی سال آپ نے مختلف بادشاہان کے نام خطوط لکھے انہیں اسلام کی دعوت دی۔

☆ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کے پاس بھیجا اس نے نامہ مبارک کو پڑھا اسلام لایا۔

☆ ہرقل قیصر روم کے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو خط مبارک دے کر روانہ فرمایا۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ابو سفیان جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان سے تحقیقات کے بعد درباریوں نے مشورہ کیا کہ مسلمان ہو جانا چاہیے مگر قوم کی مخالفت کو دیکھ کر ڈر گیا کہ کہیں میرا تخت نہ جاتا رہے اس کے بعد وہ مسلمانوں کی مخالفت کرتا رہا ایک بار حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میں دل سے مسلمان ہوں مگر اس کا ثبوت نہیں ملا۔

☆ خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں کسریٰ ایران کے پاس حضرت عبد اللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا خط مبارک لے گئے اس نے نہایت گستاخی کی آپ کے نامہ مبارک کو [illegible] دیا۔ اور باذان گورنر یمن کو لکھا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے دربار میں [illegible] گورنر نے حضور ﷺ کے متعلق تحقیقات کے بعد اپنے درباریوں سمیت اسلام کی ابدی دولت سے مالا مال ہوا۔ حضور ﷺ کو جب [illegible] کے نامہ مبارک پھاڑنے کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ مَزَّقَ كِتَابِي مَزَّقَ اللهُ مُلْكَهُ۔ اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے فرمادے گا۔ چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا کہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ھ [illegible] منگل خسرو پرویز کو اس کے بیٹے "شیرویہ" نے رات کو سوتے میں خنجر مار کر اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کو قتل کر دیا اس کی بادشاہت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ یہاں تک حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ حکومت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

(بخاری شریف ج ا مدارج النبوت ج ۲ فتح الباری ج ۸)

انتباہ

ہمارے بعض مسلمان اپنے بچوں کا نام پرویز رکھتے ہیں اس نام کو ہمارے

حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا اہل اسلام ہرگز ہرگز اپنے بچوں کا نام پرویز نہ رکھیں جن مسلمانوں کا نام پرویز ہے وہ یہ نام تبدیل کریں بہت فوائد پائیں گے۔

☆ : یح بن متی جس کا لقب مقوقس تھا (عزیز مصر کہلاتا تھا) کے پاس حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا نامہ گرامی لیکر پہنچے اس نے فرمان نبوی کی تعظیم وتکریم کی۔ مگر مسلمان نہ ہوا ہاں البتہ آپ کی خدمت میں چند تحائف کے ساتھ دو لونڈیاں ایک حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ جو حضور ﷺ کی لونڈی تھیں آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت سرین جو آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عطاء فرمائی۔

حارث غسانی

والی غسان کے دربار میں حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ نے ہمارے آقا کریم ﷺ کا حکم نامہ پہنچانے کی خدمت سرانجام دی اس نے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا خط پڑھ کر مسلمانوں کے خلاف فوج کو تیار کیا۔ غزوہ موتہ اور غزوہ تبوک اس کے غرور کی وجہ سے پیش آئے۔ جن میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

ہوزہ

بادشاہ یمامہ کے پاس حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ عنہ نامہ مبارک لیکر پہنچے تو اس نے خط کی تعظیم تو کی مگر اسلام کی دولت سے محروم رہا۔

چند حکمران جو مسلمان ہوئے

ثمامہ نجد کا حکمران ۶ھ میں مسلمان ہوا۔

☆ ۷ھ میں غسان کا بادشاہ اور فروہ بن عمرو خزاعی قیصر کی طرف سے یمن کا گورنر مسلمان ہوئے۔ انہیں قیصر نے پہلے قید کیا پھر ان کو شہید کر دیا۔

☆ اکیدر دومۃ الجندل کا حکمران ۹ھ میں مسلمان ہوا۔

☆ ذی الکلاع حمیری، یمن وطائف کے بعض علاقوں کا حکمران مسلمان ہو کر ایک دن میں 18 ہزار غلام آزاد کئے اور خود زاہدانہ زندگی بسر کی۔

جیفر

شاہ عمان اپنے بھائی کے ساتھ مسلمان ہوا۔

☆ شاہ بحرین ''منذر'' اپنی اکثر رعایا کے ہمراہ مسلمان ہوا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے سلاطین وامراء کے نام خطوط مبارکہ بھیجے گئے ان میں بعض تو مسلمان ہو گئے بعض نے انکار کیا ان کی تفصیلات کے لیے فقیر کی کتاب ''نور اسلام فی خطوط نبی علیہ السلام'' کا مطالعہ کریں۔

ہجرت کے ساتویں سال

غزوہ خیبر واقع ہوا

بعض مورخین نے ۶ھ میں اس غزوہ کا ذکر کیا ہے۔

خیبر مدینہ منورہ سے تین سو بیس کلومیٹر دور ہے۔ یہاں یہودی بکثرت آباد تھے جو اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے بدترین دشمن تھے۔ یہ جنگ یہودیوں کے ساتھ تھی اس جنگ میں مجاہدین اسلام کی تعداد 1600 سو کے لگ بھگ تھی۔ جبکہ یہودیوں کی فوج 20.000 تھی۔ اس غزوہ میں حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کمال شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فاتح خیبر قرار پائے۔

سیدہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا

اس جنگ میں قیدی عورتوں میں حضرت سیدہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا جو بنونضیر کے رئیس اعظم حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں' جنہیں ہمارے حضور کریم ﷺ نے اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔

زہر دیا گیا

فتح خیبر کے بعد ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے چند دن وہاں قیام فرمایا تو یہودی سلام بن مشکم کی بیوی زیب نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو پیش کیا تو گوشت بول پڑا کہ حضور مجھے استعمال نہ فرمائیں' میں زہر آلود ہوں' مگر حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر کھالیا' جس سے اُن کی شہادت واقع ہوئی۔

(بخاری ج ۲' مدارج النبوت ج ۲)

اس واقعہ کی تفصیل فقیر نے ''فیض الباری شرح بخاری'' میں لکھی ہے۔

عمرۃ القضاء

اسی سال آپ ذی قعدہ میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے' وہاں حسب معاہدہ تین دن قیام فرمایا۔

واپسی پر مقام ''سرف'' میں حضرت سیدہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

عجیب اتفاق

چوالیس سال بعد اسی مقام سرف'' (جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے چند میل کے فاصلہ پر ہے) حضرت سیدہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کا ۵۱ھ میں وصال ہوا۔

اُن کا مزار مبارک یہیں پر ہے' فقیر حرمین طیبین کے سفر میں آتے جاتے حاضر ہوتا رہا۔

ہجرت کے آٹھویں سال

جنگ موتہ

یہ جنگ موتہ کے مقام پر جو ملک شام کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس میں کفار کا ایک لاکھ لشکر جرار جمع ہوا مسلمان صرف تین ہزار تھے مگر قوت ایمانی کے ساتھ کفار کے سامنے سینہ سپر ہوئے اپنی جان مصطفیٰ کریم ﷺ کے نام پر قربان کرنے کا جذبہ لئے ایسی معرکہ آرائی کی کہ اسلام میں ایک تاریخی یادگار جنگ بن کر قیامت تک باقی رہے گی۔ اس جنگ میں بارہ عظیم المرتبت صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگی مہارت اور کمال ہنرمندی سے ایک لاکھ مخالف فوج کے سامنے ڈٹے رہے کہ ۹ تلواریں ٹوٹ گئیں۔ اسلامی لشکر نے بہت سارے کفار کو واصل جہنم کیا اور کچھ مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

مدینہ میں ہمارے حضور ﷺ نے جنگ کا مشاہدہ فرمایا

مختصر احوال کچھ یوں ہے۔ جنگ موتہ کا معرکہ جب گھمسان کا رن پڑا تو عالم ما کان وما یکون ہمارے نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر میدان جنگ کا مشاہدہ فرمایا اور سارا احوال اپنے صحابہ کرام کو سنایا چنانچہ آپ نے انتہائی رنج والم کی حالت میں صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا کہ زید (بن حارثہ رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا لیا' وہ بھی شہید ہوئے' پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جھنڈا لیکر آگے بڑھے وہ بھی شہید ہوئے یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار (خالد بن

ولید) نے اپنے ہاتھ میں لیا آپ یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری ج ۲)

(ف) سچ ہے کہ ساری کائنات آپ کی ہتھیلی پر ہے۔

فتح مکہ

اسی سال ۲۱ رمضان المبارک مطابق جنوری ۶۳۰ء کو فتح مکہ ہوا ہمارے حضور کریم ﷺ کو اپنے آبائی شہر مکہ سے جس بے سروسامان کے ساتھ ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا تھا آپ اور آپ کے غلاموں پر مکہ کی زمین تنگ کر دی گئی تھی بے شمار صحابہ کرام وصحابیات کو تہہ تیغ کیا گیا جس شہر میں آپ پر ظلم جبر اور بربریت کی انتہاء کر دی گئی آج اسی شہر میں بارہ ہزار صحابہ کرام کا لشکر لیکر فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ مگر اس شان سے کہ اپنی اونٹنی پر سر انور جھکائے سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے اپنی لشکر کو بھی ہدایات جاری فرمائیں۔ جو ہتھیار پھینک دے اور جو خانہ کعبہ میں پناہ لے جو حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے۔ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ زخمی اور قیدی قتل نہ کیا جائے آپ کی فوج جب شہر میں داخل ہو گئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستہ سے کچھ کفار نے مقابلہ کیا پھر بھاگ گئے۔ دو صحابی حضرت زبن جابر فہری اور حضرت حبیس بن خالد بن ربیعہ رضی اللہ عنہما شہید ہوئے اور ۲۸ کافر مارے گئے۔ جب حضور ﷺ بیت اللہ شریف میں پہنچے تو ۳۶۰ بت پڑے ہوئے تھے آپ ﷺ اپنی کمان کی لکڑی سے بت توڑتے جاتے تھے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے جاتے تھے۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل ہی تو مٹنے والا ہے۔

پھر آپ نے شکرانے کے نوافل ادا فرمائے اور صحن کعبہ میں تشریف لائے تو

وہاں سرداران مکہ اپنی گردنیں جھکائے جمع تھے ان میں بہت سارے مظلوم مسلمانوں کے قاتل بھی تھے۔ جنہوں نے آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے وہ لوگ تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے وہ خونخوار تھے جنہوں نے آپ پر بارہا قاتلانہ حملے کئے وہ ظالم اور بے رحم بھی اس مجمع میں تھے جنہوں نے غزوہ احد میں آپ پر حملہ کر کے چہرہ انور کو لہولہان کر ڈالا۔ مکہ کے وہ اوباش بھی تھے جو ایک طویل عرصہ تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ کے قلب اطہر کو زخمی کر چکے تھے۔ وہ سفاک اور درندہ صفت بھی تھے جو آپ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلہ گھونٹ چکے تھے۔ وہ ظلم وستم کے مرتکب بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرایا جس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس اجتماع میں وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کے پیارے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کی ناک، کان کاٹے اور ان کی آنکھیں نکالیں اور ان کا سینہ چاک کر کے جگر نکال کر چبایا۔ وہ بھی تھے جنہوں نے سید المؤذنین حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر، حضرت خباب، حضرت خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم کو جلتی ہوئی ریت پر لٹایا اور کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے انگاروں پر سلایا تھا۔ آج یہ سارے کے سارے نبوی لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ آج یقیناً ہماری لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔ آج مسلمانوں کی فوج ہمارے بچوں کو نیست و نابود کر دے گی اس خوف وہراس کے عالم میں ہمارے حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ بتاؤ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں اس سوال سے مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اُٹھے۔ یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے شقی القلب اور بے رحم لیکن مزاج شناس تھے پکار اُٹھے اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ۔ آپ کریم

بھائی اور کریم باپ کے بیٹے ہیں۔ سب کی نظریں رخ والضحیٰ 'جمال جہاں آراء پر لگی ہوئی تھیں۔ سب کے کان شہنشاہ کون ومکان کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے۔ آپ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ آج تم پر کچھ گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (زرقانی ج ۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ اکبر اللہ اکبر

بالکل غیر متوقع طور ایک دم اچانک یہ فرمان سن کر مجرموں کی آنکھیں فرطِ ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذباتِ شکریہ کے آثار آنسوؤں کے دھارے بن کر ان کے رخساروں پر مچلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے پرکیف نعرے سے حرم کعبہ کے در و دیوار جھوم اُٹھے ہر طرف سے انوار کی بارش ہونے لگی۔ کفار نے مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کر رکھا تھا آج ان کے حقوق دلائے جاتے لیکن آپ نے مہاجرین کو حکم فرمایا وہ اپنی مملوکات کو چھوڑ دیں۔ نماز ظہر کا وقت آیا تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر جا کر آذان پڑھی' مکہ مکرمہ میں یہ پہلی آذان تھی۔

گستاخ اگر کعبہ کے غلاف میں بھی لپٹے ہوئے ہوں تب بھی انہیں قتل کر دیا جائے

فتح مکہ کے موقعہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا مگر چند ایسے گستاخ بھی تھے اُن کے متعلق فرمان جاری ہوا کہ وہ اگر غلاف کعبہ میں بھی چھپے ہوئے ہوں تو بھی انہیں قتل کیا جائے۔ ان میں چند ایک تو مسلمان ہوئے اور چند کو قتل کر دیا گیا۔

1۔ عبدالعزیٰ بن خطل مسلمان ہو کر مرتد ہوا آج غلاف کعبہ میں چھپا ہوا تھا اسے سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی نے قتل کیا۔

2۔ حریث بن نقید اپنے اشعار میں حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا

3۔ اور حارث بن طلاطلہ بڑا منہ پھٹ موذی گستاخ تھا ان دونوں کو آج حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے قتل کیا

4۔ مقیس بن صبابہ کو نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔

5۔ قریبہ ملعونہ ابن خطل کی لونڈی تھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھی اسے قتل کیا گیا۔

فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ کا ۱۹ دن وہاں قیام رہا اس کے بعد آپ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔

☆ اسی سال شوال المکرم میں غزوہ حنین بھی ہوا۔ جس میں اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ کفار کو شکست اور مسلمان فتح سے شادکام ہوئے۔

اسی سال حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اور آپ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

ہجرت کے نویں سال

اس سال حضور نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کے وصول کے لیے نگران مقرر فرمائے۔

☆ اسی سال حاتم طائی کا بیٹا حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور اس کی بیٹی سفانہ بنت حاتم نے اسلام قبول کیا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲ تاریخ طبری ج ۱)

غزوہ تبوک

اسی سال ماہ رجب جمعرات کے دن مدینہ منورہ سے حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے (تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے)

صحابہ کرام کی جانثاری

یہ غزوہ سخت گرمیوں اور شدید قحط کے دنوں میں تھا اس لیے اس کا نام غزوۃ العسرۃ بھی ہے اسی موقعہ پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کر دیا جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے ایک ہزار اشرفی پیش خدمت کیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم پیش کیے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام نے اپنی حیثیت سے بڑھکر اپنے مال وجان کا نذرانہ پیش کیا۔ صحابیات نے اپنے زیورات اُتار کر بارگاہ نبوت میں پیش کیے۔

گم شدہ اونٹنی کی خبر دی

تبوک کو جاتے ہوئے ایک جگہ حضور پر نور ﷺ نے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم فرمایا جاتے وقت آپ کی اونٹنی گم ہوگئی صحابہ کرام اس کی تلاش میں سرگرداں تھے منافقین میں زید بن لعیت نے کہا کہ محمد (ﷺ) آسمانوں کی خبر دیتے ہیں اپنی گمشدہ اونٹنی کا پتہ نہیں۔ آپ کو منافق کے طعن کا پتہ چلا تو صحابہ کرام میں ایک صحابی کو فرمایا فلاں گھاٹی میں ایک درخت کے ساتھ میری اونٹنی کی مہار اُلجھ گئی ہے تم جاؤ اور اس اونٹنی کو میرے پاس لے آؤ جب صحابی وہاں پہنچے تو اونٹنی کو وہاں موجود پایا پھر آپ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتی ہے۔ (زرقانی ج ۳)

اس غزوہ میں روم کے عیسائی لشکر پر اسلامی فوج کا ایسا رعب و دبدبہ چھا گیا کہ مارے ڈر کے وہ میدان میں ہی نہ آئے حضور ﷺ بیس دن میدان جنگ میں انتظار کر کے بخیر وخوبی مدینہ منورہ تشریف لائے۔

مسجد ضرار کو گرانے کا حکم

اس غزوہ کی واپسی پر منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو گرانے کا حکم سورۃ توبہ میں نازل ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مالک بن دخشم، حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ اس مسجد کو گرا کے اس میں آگ لگادیں۔ (زرقانی ج ۳)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا

غزوہ تبوک کے بعد ذیقعدہ میں آپ نے تین سو صحابہ کرام کا ایک قافلہ مکہ مکرمہ روانہ فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''امیر الحج'' اور سیدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو نقیب الاسلام اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم الحجاج بنا کر روانہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ براۃ کی چالیس آیات تلاوت کر کے اعلان فرمایا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حرم کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ ہی برہنہ ہو کر طواف کرے گا۔ (طبری ج ۲۔ زرقانی ج ۳)

وفود کی آمد

فتح مکہ کے بعد عرب کے قبائل وفود کی شکل حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے چونکہ اس قسم کے وفود اکثر ۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اس لیے سن ۹ ہجری کو لوگ ''سنۃ الوفود'' کے نام سے یاد کرتے ہیں فقیر یہاں چند قبائل کے سردار جو وفود کی شکل میں ہمارے حضور کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور اسلام کے دامن میں آکر پناہ گزین ہوئے ذکر کرتا ہے۔

طفیل بن عمر دوسی

قبیلہ کے سردار تھے یمن میں ان کی حکومت تھی خود تو ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے۔ جب انہوں نے اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی تو چند لوگ مسلمان ہوئے مدینہ منورہ حاضر ہوکر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض گذار ہوئے کہ میری قوم ایمان نہیں لاتی کیونکہ ان میں زنا کی کثرت ہے۔ آپ ان کی ہدایت کی دعا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت عطاء فرما۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں واپس گیا میرے سرکار کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے میرے قبیلہ کے بہت سارے لوگ مسلمان ہوئے۔ وہ ان کو لیکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

وفد صداء

زیاد بن حارث صدائی اپنی قوم کے پندرہ سرداروں کے ہمراہ ۸ھ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوکر اسلام کے دامن امن سے وابستہ ہوئے۔

وفد عبدالقیس

۸ھ میں قبیلہ عبدالقیس کا وفد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا جب لوگ بارگاہ رسالت مآب میں پہنچے تو اپنی سواریوں سے کود کر دوڑ پڑے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قدمین شریفین کو چومنے لگے آپ نے انہیں منع نہ فرمایا اور ان کے لیے یوں دعا فرمائی اے اللہ تو عبدالقیس کو بخش دے۔

(مدارج النبوت)

وفد ثقیف

قبیلہ ثقیف میں سب سے پہلے حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوکر اپنے قبیلہ میں اسلام کے عظیم مبلغ بن کر تبلیغ کرتے رہے۔ ان کی شہادت کے بعد ۹ھ میں ان کی قوم کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں قبیلہ ثقیف میں چند صحابہ کرام کو روانہ فرمایا وہ جاکر ''لات'' نامی بت کو توڑے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بت توڑا اور بت خانہ کی بنیادیں تک اکھیڑ دیں۔

وفد بنو حنیفہ

اس قبیلہ میں حضرت ثمال بن آثال رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے اسلام پھیلا یہ قبیلہ مدینہ منورہ میں آکر مسلمان ہوگیا اسی وفد میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اس نے کہا اگر محمد (ﷺ) صاحب یہ اقرار کریں کہ وہ مجھے اپنا جانشین بنائیں گے تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی اس کے دو ٹکڑے کرکے فرمایا کہ وہ اس آدھی لکڑی پر بیعت کرنا چاہے تو میں منظور نہ کرونگا یہ شخص اپنے اور اپنی قوم کے لیے تباہی و بربادی کا سبب بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد اس بدنصیب ازلی خبیث نے ۱۰ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول ۱۲ھ میں اس سے اور اس کے لشکر سے جہاد کیا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے) اسے اسی نیزے نے واصل جہنم کیا جس سے انہوں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا پھر فرمایا کہ حالت کفر بہترین انسان (سید الشہداء امیر حمزہ) کو شہید کیا اور حالت اسلام بدترین انسان مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

میرے اس گناہ کو اس نیکی کے بدلے معاف فرمائے گا۔

ان وفود کے علاوہ وفد طئی' وفد اشعرین' وفد آزاد فروہ بن عمرو کا وفد' قبیلہ ہمدان کا وفد' تجیب قبیلے کا وفد" وفد بنی سعد ندیم' وفد بنی سعد' وفد بھراء' وفد عذرہ' وفد خولان' وفد محارب' وفد غسان' وفد بنو حارث' وفد بنو عیش' وفد غامد' وفد بنو فزارہ وفد سلامان' علاقہ نجران کے دو وفد' وفد نخع حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے قبائل کے علاوہ دیگر وفود کے تفصیلی احوال فقیر نے اپنی کتاب "سیرت حبیب کبریا ﷺ" میں درج کر دیے ہیں۔

ہجرت کے دسویں سال کے اہم واقعات

اسی سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے آخری حج فرمایا' جسے تاریخ اسلام میں حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اس میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام شریک ہوئے۔ ۴ ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے۔ ۹ ذوالحجہ کو آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد میدان عرفات میں اپنی اونٹنی "قصواء" پر سوار ہو کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں اسلام کے بہت ضروری احکام بیان فرمائے اور زمانہ جاہلیت کی تمام بے ہودہ رسومات منانے کا اعلان فرمایا۔ اس خطبہ سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

☆ جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

☆ زمانہ جاہلیت میں خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت کے امتیازات کو بہت اہمیت حاصل تھی آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

☆ اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور بیشک تمہارا باپ (سیدنا آدم علیہ السلام) ایک ہے' سن لو! لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی

گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں' مگر تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب۔

(مسند امام احمد)

اسی طرح تمام عالم میں امن و سلامتی قائم کرنے کے لیے آپ نے اللہ کی طرف سے یہ فرمان جاری کیا "تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر قیامت تک اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

عین خطبہ کے دوران قرآن مقدس کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۂ مائدہ)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

پھر منیٰ میں بھی آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا (جو تفصیلاً فقیر نے "سیرت حبیب کبریا ﷺ" میں لکھ دیا ہے)

ہجرت کا 11 گیارواں سال ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کا ہے۔

اس سال باوجود طبیعت شدید ناساز ہونے کے آپ نے صفر کے مہینے میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ فرمایا اس لشکر کی روانگی کے وقت اپنے مبارک ہاتھ سے جھنڈا باندھا۔

علالت شدید ہوئی

۲۹ صفر کو آپ نے ایک جنازہ میں شرکت فرمائی واپسی پر سر میں درد اور بخار ہو گیا بیماری کے باوجود آپ مسجد میں نماز باجماعت کے لیے تشریف لاتے رہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے منتخب فرمایا

طبیعت سخت علیل ہونے پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے منصب کے لیے مقرر فرمایا انہوں نے سترہ نمازیں آپ کی ظاہری حیات مبارک میں پڑھائیں۔ بیماری نے شدت اختیار کی تو ماہ ربیع الاول کے ابتدائی دنوں میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ وصال کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۲ ربیع الاول شریف کا ذکر کیا ہے بعض یکم ربیع الاول بتاتے ہیں۔ حضرت سلیمان تیمی کا قول ہے کہ مرض کی ابتداء ۲۲ صفر کو ہوئی وصال مبارک سوموار ۲ ربیع الاول کو ہوا' حافظ ابن حجر نے تو ۲ ربیع الاول پر اعتماد کیا ہے اور کہا ۱۲ ربیع الاول کہنے والوں سے غلطی ہوئی کہ ثانی ثانی عشرہ خیال کرلیا گیا پھر اس وہم میں دوسروں نے پیروی کی۔ (سیرت رسول عربی)

فقیر نے اپنے رسالہ ''بارہ ربیع الاول ولادت یا وفات؟'' میں تحقیق کی ہے مطالعہ کریں۔

وصال سے قبل آپ نے اپنے چالیس (40) غلام آزاد فرمائے' گھر میں نقدسات دینار تھے وہ مساکین میں تقسیم فرمائے۔ ضروری باتیں ارشاد فرمائیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اپنی بہن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر حاضر ہوئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھا' آپ ﷺ نے مسواک کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے منہ سے مسواک نرم کرکے آپ کو پیش کیا۔ وصال شریف کا وقت عین قریب آن پہنچا تو یوں وصیت فرمائی الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ نماز اور غلام۔

آخری الفاظ جو آپ کے زبان پر تھے رَبِّ اغْفِرلِی الْحِقْنِی بِالرَّفِیقِ الْاَعْلٰی۔

اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے بلند رفیق سے ملادے یہ کہتے ہوئے آپ نے پردہ فرمایا۔ آپ کا سرانور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا وصال شریف کے وقت

آپ عمر شریف تریسٹھ برس تھی' وصال کے بعد تاریکی چھاگئی' اہل مدینہ اس عظیم صدمہ سے نڈھال ہوگئے۔ آپ کے غسل شریف کے لیے مدینہ منورہ کے ''غرس'' کنوئیں سے پانی لایا گیا' غسل دینے کی سعادت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ' حضرت سیدنا حضرت شقران' حضرت اوس بن خولی' حضرت فضل بن عباس' حضرت قثم بن عباس' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔

کفن

تین سفید سوتی کپڑوں میں دیا گیا۔ جو علاقہ ''سحول'' کے بنے ہوئے تھے۔

جنازہ مبارکہ

طریقہ جنازہ یہ نہ تھا جو ہم ایک میت کا ادا کرتے ہیں' بلکہ صحابہ کرام ٹولیوں کی شکل میں حجرہ مبارک میں جاتے' جہاں آپ آرام فرما تھے درود وسلام پڑھتے' وہ واپس آجاتے' پھر دوسری ٹولی چلی جاتی' وہ صلوٰۃ وسلام پیش کرکے واپس آتے' کوئی امام نہ تھا۔

قبرانور

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبرانور تیار کی' جو بغلی تھی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ' حضرت فضل بن عباس' حضرت عباس' حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے جسم اطہر کو قبر میں اُتارا۔

ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کا خاندان

ہمارے حضور ﷺ کے چچاؤں کی تعداد کے متعلق سیرت نگار حضرات کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک نو(9) تھے بعض نے دس کی تعداد لکھی ہے صاحب مواہب لدنیہ نے آپ کے والد گرامی کے علاوہ 11 نام لکھے ہیں وہ یہ (1) حارث (2) زبیر (3) حجل (4) ضرار (5) مقوم (6) ابولہب (7) ابوطالب جو کہ زندگی آپ کے مددگار اور بہت معاون رہے (8) حضرت سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء (9) حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہما (10) غیداب (11) عبدالکعبہ

آپ کی پھوپھیاں چھ تھیں۔ جن میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں (جو حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں)

اولاد امجاد

حضرت قاسم حضرت عبداللہ (لقب طیب وطاہر) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم

بیٹیاں

(1) حضرت سیدہ زینب (جو ابوالعاص بن ربیع کے عقد میں آئیں)

(2) سیدہ ام کلثوم و (3) سیدہ رقیہ (جو یکے بعد دیگر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اس لیے ان کا لقب ذوالنورین ہوا) رضی اللہ عنہن۔

(4) سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا (جو مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے عقد میں آئیں۔ (یاد رہے ہمارے حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں ایک ہے۔ فقیر نے اس کی تحقیق میں ایک رسالہ ''القول المقبول فی بنات رسول'' لکھا ہے اس کا مطالعہ کریں۔

ازواج مطہرات

ہمارے حضور ﷺ نے گیارہ خوش نصیب خواتین کو اپنے نکاح میں قبول فرمایا! دو نے آپ کی ظاہری حیات میں انتقال کیا '9' آپ کے وصال شریف کے بعد فوت ہوئیں۔ ان کے اسماء گرامی ومختصر احوال کچھ اس طرح ہے۔

(1) حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

ان کے ساتھ آپ نے پچیس سال کی عمر میں نکاح فرمایا جبکہ اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی جو اپنی وفات تک پچیس سال کا عرصہ وفاداری کے ساتھ آپ کی خدمت میں رہیں (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی ساری اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی۔ ۶۵ سال کی عمر میں رمضان المبارک سن ۱۰ نبوی میں مکہ مکرمہ میں وصال ہوا جنت المعلیٰ میں مزار ہے۔

(2) حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے پہلے شوہر کا نام ''سکران'' ہے' ان کی والدہ شموس مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گئے وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوا حضرت سیدہ خدیجہ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ آپ کا انتقال ۵۴ یا ۵۵ھ مدینہ منورہ میں ہوا' جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئیں۔

(3) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ ان کا نام ہند ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد کی بیوی تھیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی

طرف ہجرت کر گئیں۔ ۳ھ میں ان کے شوہر کا انتقال ہوا تو ہمارے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے عقد میں قبول فرمایا۔ ۵۳۔ یا ۵۹ یا ۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(4) حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں پہلے ان کا نکاح حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا مگر ان کے ساتھ ان کا نبھانہ ہوسکا انہوں نے طلاق دے دی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔ (احزاب)

ترجمہ:۔ کہ جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گذر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔

نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۵ سال تھی یہ بی بی سخاوت وفیاضی میں بہت معروف تھیں۔

ایک خاص فضیلت

منقول ہے کہ حضرت زینب تمام ازواج مطہرات سے اکثر کہا کرتی تھیں کہ باقی ازواج کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ان کے آباء واجداد نے کیا ہے میرا نکاح حضور نبی پاک ﷺ سے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری وہ فضیلت ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہوں نے ۵۳ سال کی عمر پا کر ۲۰ھ یا ۲۱ھ مدینہ منورہ وفات پائی ان کا جنازہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ (مدارج النبوت)

(5) حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ان کا لقب "ام المساکین" ہے زمانہ جاہلیت میں بھی غرباء ومساکین کو آپ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ان کا پہلے نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا وہ جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا بس وہ چند ماہ آپ کی خدمت میں رہیں تیس برس کی عمر پا کر ربیع الآخر ۴ھ میں ان کا وصال ہوا مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مزار ہے۔

(6) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

بنت حارث بن حزن۔ ان کا پہلا نام "برہ" تھا لیکن حضور ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا (برکت دینے والی) رکھا۔

یہ پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں جب حضور ﷺ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں آپ مدینہ منورہ واپس جاتے ہوئے مقام "سرف" پر ان سے نکاح فرما کر اپنے زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ یہ آخری خاتون ہیں جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ نے نکاح فرمایا ان کے بعد آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ ان کی وفات ۵۱ یا ۶۱ یا ۶۳ھ میں مقام سرف پر ہوئی۔ جہاں نکاح ہوا وہیں وصال ہوا۔ وہاں پر ہی آپ کا مزار ہے۔

(7) حضرت بی بی جویریہ رضی اللہ عنہا

بنت حارث بن ضرار۔ ان کا پہلا نام "برہ" تھا نبی کریم ﷺ نے ان کا نام جویریہ (چھوٹی لڑکی) رکھا۔ ان کا والد قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا غزوہ مریسیع میں مسلمانوں کے ہاتھوں قیدیوں میں گرفتار ہوئیں۔ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے

حصہ میں آئیں انہوں نے رقم دیکر آزاد کرنے کی شرط عائد کی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان کی رقم دے کر آزاد کرایا ان سے عقد نکاح فرما کر اپنے ازواج مطہرات میں شامل فرمایا۔

یہ بہت عبادت گذار تھیں نماز فجر سے چاشت تک ہمیشہ اپنے وظائف میں مشغول رہتی تھیں۔

وصال

۵۰ھ میں پنسٹھ سال کی عمر پا کر وفات پائی مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں امہات المؤمنین کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔

(8) حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

بنت حیی بن اخطب۔ ان کا نام زینب تھا حضور کریم ﷺ نے ان کا نام صفیہ رکھ دیا۔ ان کا والد یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس تھا جو غزوہ خیبر میں مارا گیا خیبر کے قیدیوں میں یہ گرفتار ہو کر آئیں۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے خیبر ہی میں ان سے نکاح فرما کر اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ ۵۰ یا ۵۲ھ میں ساٹھ سال کی عمر پا کر فوت ہوئیں مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں مدفن بنا۔

(9) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی والدہ کا نام "ام رومان" ہے۔ یہ شوال المکرم ۲ھ میں کاشانہ نبوت داخل ہوئیں ۹ سال

تک ہمارے حضور پرنور ﷺ کی صحبت بابرکت سے سرفراز رہیں۔ تمام ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں۔ یہ سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کو پیاری تھیں۔ آپ نے فرمایا کرتے تھے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی کا نزول نہیں ہوا سواء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ (بخاری)

فضیلت

علم فقہ اور حدیث میں آپ کا مقام بہت بلند ہے دو ہزار دو سو دس احادیث کی آپ راویہ ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک سہ شنبہ ۵۷۔ ۵۸ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک وصیت کے مطابق رات کو جنت البقیع میں آپ کو امہات المؤمنین کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

(10) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام رملہ ہے۔ یہ ابو سفیان کی بیٹی ہیں ایسے وقت میں مسلمان ہوئیں جب ان کا سارا خاندان کفر کی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی میں مصروف تھا اسلام کے بعد انہیں سخت مشکلات کا سامنا ہوا گھر کے ماحول میں ظلم و تشدد تکالیف کا انتہا ہی سلسلہ شروع ہو گیا آخر اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا ایسی کڑی مصیبت اور آزمائش کے وقت سیدہ ام حبیبہ صدق دل سے اسلام پر ثابت قدم رہیں اسلام کے خاطر ماں باپ خاندان وطن قربان کیا پھر غریب الوطنی میں شوہر کا سہارا تھا وہ مرتد ہو گیا۔ ایسی صابرہ شاکرہ خاتون کے ساتھ خود حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کرنا تجویز فرمایا یہ نکاح حبشہ میں ہی پڑھا گیا تا کہ ام حبیبہ کی مصیبت کے دن جلد ختم ہو جائیں۔ حضرت ام حبیبہ بہت پاکیزہ ذات حمیدہ صفات کی جامع اور قوی الایمان تھیں۔ آپ ۴۴ھ کو مدینہ منورہ وفات پائی اور جنت

البقیع میں امہات المؤمنین کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت ج ۲)

(11) حضرت سیدہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ پہلے حضرت خنیس بن خدیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اور انہیں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے انہیں زخموں کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد شعبان المعظم ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے عقد میں قبول فرمایا۔ شعبان ۴۵ھ میں ہی ان کا انتقال ہوا مروان بن الحکم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ طیبہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئیں۔

باندیاں

ازواج مطہرات کے علاوہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی چار باندیاں بھی تھیں۔

(1) حضرت بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

یہ مصر کے بادشاہ مقوقس قبطی نے چند تحائف کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ کی والدہ رومی اور والد مصری تھے یہ آپ کی ام الولد تھیں حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ کے قریب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے علیحدہ گھر بنوایا تھا آپ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ان کا وصال ۱۵ یا ۱۶ھ میں ہوا امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(2) حضرت سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا

یہ یہود خاندان بنو قریظہ سے قیدی ہو کر مسلمان ہوئیں۔ اور زندگی بھر حضور ﷺ کی لونڈی بن کر رہیں۔ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد فوت ہوئیں۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(3) حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا

یہ ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی مملوکہ باندی تھیں انہوں نے سرکار کائنات ﷺ کی بارگاہ میں بطور ہبہ پیش کی یہ کاشانہ اقدس میں ایک باندی خادمہ کی حیثیت سے رہیں۔ (سیرت مصطفی بحوالہ زرقانی ج ۳)

(4) چوتھی باندی کا ذکر بھی بعض سیرت کی کتب میں ملتا ہے مگر ان نام اور حالات نہیں مل سکے۔

اخلاق حسنہ

سیرت طیبہ کے مختصر احوال کے بعد اب ہم اپنے پیارے آقا کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اطوار اور آپ اخلاق حسنہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگی سنوار سکیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اپنے محبوب کریم ﷺ کے خلق کے متعلق ارشاد فرمایا

"وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔"

"بے شک اے محبوب ﷺ آپ حسن خلق کے عظیم پیکر ہیں۔" ہمارے حضور پاک ﷺ کی عظیم صفات میں سے ایک عظیم صفت حسن اخلاق بھی ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات حضور ﷺ میں جمع کر دیے ہیں۔

مقام غور ہے کہ عرب جو دنیا کی وحشی تر قوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہیں لگی تھی نہ ان کے سامنے ماضی کی تاریخ تھی اور نہ ہی مستقبل کے اندیشے جن کے پاس تعلیم و تعلم کا کوئی ذریعہ اور سامان نہ تھا۔ اور وحشی قوم کی تربیت آپ نے اپنے حسن اخلاق سے کی کہ چند سالوں میں ان کی کایا پلٹ دی۔ قتل و غارت گری کی جگہ انہوں نے محبت اور ایثار کو اپنا شعار بنالیا۔ حضور اقدس ﷺ کی ذات مبارکہ نے جس والہانہ محبت کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم کا ایک انوکھا اور منفرد باب ہے۔

اندازِ تبلیغ

ہمارے حضور ﷺ کسی کی طرف ناگواری کے ساتھ نہیں دیکھتے تھے۔ وعظ و تلقین میں کسی خاص فرد کا نام لے کر کوئی بات نہیں کہتے تھے بلکہ عمومی انداز میں نصیحت فرماتے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں کوئی بری بات آپ کو معلوم ہوتی تو مجلس میں اس کا نام لے کر اسے منع نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ یوں کہتے: لوگوں کو خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں اشاروں اور کنایوں میں بری بات سے روک دیتے، لیکن کسی فرد کا نام نہ لیتے تھے تاکہ اسے بھری مجلس میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

مخلوقِ خدا سے پیار

ہمارے حضور پر نور ﷺ کا دل ہر وقت خلق خدا کی رہبری و رہنمائی کے لیے دھڑکتا رہتا تھا۔ آپ ﷺ کی مخلوق خدا کے ساتھ شفقت و رحمت مثالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شفقت و رحمت کا ذکر اپنے مقدس کلام میں کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ اور آپ کی رحمت ہی کی بدولت لوگ قافلہ در قافلہ آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوتے گئے۔ ذیل میں آپ کی ذات بحیثیت رحمۃ للعالمین کے حوالہ ذکر کرنے کی

سعادت حاصل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (انبیاء۔ پ ۱۷)

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر سارے جہان کے لیے۔"

اس لیے تمام مخلوقات آپ کی رحمت سے بہرہ ور ہے۔ جیسا کہ ذیل کے مختصر بیان سے واضح ہوگا۔

امت پر شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شان میں یوں فرماتا ہے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ)

ترجمہ:- البتہ تحقیق تم میں ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے۔ اس کو تمہاری ہدایت و صلاح کی حرص ہے۔ وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اوصاف حمیدہ میں ذکر کر دیا کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے ان کو شب و روز یہی خواہش دامن گیر ہے کہ امت راہ راست پر آ جائے سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے امت کی ہدایت کی دعا فرمائی۔ ایمان والوں پر آپ کی شفقت و رحمت ظاہر ہے۔ اسی واسطے آپ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں فرمایا۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا ہمارے حضور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب بارش ہوجاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مبادا (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔ (صحیح مسلم شریف)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا مانگی: ''خدایا جو شخص میری اُمت کے کسی کام کا والی ومتصرف بنایا جائے پس وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو اس کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے۔ پس وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو اس کے ساتھ نرمی فرما۔''

نہ صرف آپ کی رحمت اہل ایمان کے لیے ہے بلکہ آپ کی رحمت کا دائرہ کائنات کے ہر فرد کے لیے محیط ہے۔

کافروں پر رحمت

پہلی اُمتوں میں نافرمانی پر عذاب الٰہی ہوتا مگر ہمارے حضور ﷺ کے وجود کی برکت سے کفار عذاب دنیوی سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک آپ ان میں ہیں۔'' (انفال: ع۴)

بلکہ عذاب استیصال کفار سے تاقیامت اُٹھالیا گیا ہے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مشرکین کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت طفیل بن عمرو دوسی کو رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ دوس میں دعوت اسلام

کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا: ''قبیلہ دوس ہلاک ہوگیا، کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کردیا۔ آپ ان کی ہلاکت کی دعا کریں۔'' لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ دعا کرنے لگے ہیں، مگر آپ نے یوں دعا فرمائی:

''خدایا! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے لا۔''

☆ جب طائف سے محاصرہ اٹھایا گیا، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلادیا، آپ ان پر ہلاکت کی دعا کریں۔ مگر آپ نے یوں دعا فرمائی: ''خدایا! میری قوم کا یہ گناہ معاف کردے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔''

☆ جب قریش نے ازروئے تکبر وعناد ایمان لانے سے انکار کردیا تو رحمت کائنات ﷺ نے یوں دعا کی:

''اے اللہ! ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش نے ہڈیاں اور مردار کھائے۔ اس حالت میں ابوسفیان نے حاضر خدمت ہو کر یوں عرض کیا: یا محمد! آپ کی قوم ہلاک ہوگئی اللہ سے دعا کیجیے کہ ان کی مصیبت دور ہو۔ پس حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہوگئی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

☆ حضرت ثمامہ بن آثال یمامی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا قصہ ہے وہ اسلام لا کر محسن کائنات ﷺ کی اجازت سے عمرہ کے لیے مکہ میں آئے۔ مشرکین میں سے کسی نے ان سے کہا کہ تم ہمارے دین سے برگشتہ ہوگئے۔ ثمامہ نے کہا کہ: میں نے دین اسلام جو تمام ادیان سے بہتر ہے اختیار کرلیا ہے۔ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ تم تک نہ پہنچے گا۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آیا کرتا تھا۔ جب یمامہ سے غلہ کی آمد بند ہوگئی تو قریش میں کال پڑ گیا۔ انہوں نے تنگ آ کر صلہ

رحمی کا واسطہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا۔ آپ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ بندش اٹھا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

☆ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری عہد مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی وہ مشرکہ تھی میں نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ کچھ مانگتی ہے، کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں تو اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔

☆ سرور کائنات ﷺ کا سلوک منافقین کے ساتھ قابل غور ہے یہ لوگ سامنے تو چاپلوسی کیا کرتے تھے مگر پیٹھ پیچھے حضور ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے باوجود علم کے آپ ان کے ساتھ خلق سے پیش آتے۔ ان کے لیے استغفار فرماتے اور ان کے جنازے کی نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا یہ چند باتیں عرض کردی گئی ہیں ورنہ احادیث میں غیر مسلموں سے شفقت کے واقعات کے مستقل ابواب موجود ہیں۔

عورتوں پر شفقت و رحمت

اسلام سے پہلے یہ صنف نازک ذلت و رسوائی کی گہری کھائی میں گری ہوئی اور مردوں کے ظلم و استبداد کا تختہ مشق بنی ہوئی تھی عرب میں ازدواج کی کوئی حد نہ تھی چنانچہ حضرت غیلان ثقفی رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے پاس دس عورتیں تھیں۔

جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو وراثت میں پاتا وہ خود اس سے شادی کر لیتا یا اپنے بھائی یا قریبی کو شادی کے لیے دے دیتا اور نہ نکاح ثانی سے منع کرتا اسی طرح اور خرابیاں بھی تھیں جن کا ذکر احادیث و تواریخ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

ہندوستان میں کثرت ازدواج اور نیوگ کو جائز سمجھا جاتا تھا شوہر مرجاتا تو بیوہ نکاح ثانی نہ کرسکتی تھی بلکہ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا وہ شوہر کی چتا میں زندہ جل کر ختم ہو جاتی، اور ستی کا پوتر لقب حاصل کرتی طرفہ یہ کہ ایسا حکم صرف عورتوں ہی کے لیے تھا شوہر عورت کی چتا میں نہ جلتا۔

بعض ملکوں مثلاً تبت میں کثرت ازدواج کا عکس پایا جاتا تھا اگر عورت ایک مرد سے شادی کرتی تو وہ اس مرد کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی مجوسیوں کے ہاں بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

دنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا اور اب تک بھی اسلام کے سوا کسی مذہب نے عورت کو ترکہ میں کسی کا حق دار نہیں ٹھہرایا۔

محسن کائنات ﷺ کی تشریف آوری سے اس مظلوم گروہ کی وہ حق رسی ہوئی کہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی آپ نے عورت کو عزت و احترام کے بارے میں مردوں کے برابر مقام عطاء فرمایا اور مذکورہ بالا مفاسد کا انسداد فرمادیا۔

☆ اسلام سے پہلے کثرت ازدواج کی کوئی حد نہ تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسلام نے اسے بصورت ضرورت چار تک محدود کردیا اور چار کو بھی شرط عدل پر معلق رکھا۔ انصاف نہ کرنے کی صورت میں صرف ایک عورت رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مرد عورت پر حاکم ہے اس لیے رعیت کا تعدد ایک حد تک جائز رکھا گیا مگر حاکم کا تعدد جائز نہیں ہو سکتا اس لیے ایک عورت کے متعدد شوہر نہیں ہوسکتے قرآن مجید میں محرمات کی تفصیل موجود ہے جن میں ماں اور بیٹی داخل ہیں خودکشی خواہ کسی طرح ہو منع ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور نہ مار ڈالو اپنے آپ کو۔" (نساء:ع ۱۵)

حسن معاشرت کی تاکید

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۂ نساء:)

ترجمہ:- عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو۔

اگر عورت سرکشی اختیار کرے تو مرد کو اسے قتل کرنے کا اختیار نہیں بلکہ پہلے اسے سمجھائے۔ نہ سمجھے تو گھر میں اس سے جدا سوئے۔ پھر آخری درجہ مارے بھی تو ایسا کہ ضرب شدید نہ پہنچے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

''اور جن عورتوں کی سرکشی کا تم کو ڈر ہو تم ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان کو جدا کرو اور ان کو مارو۔'' (نساء: ع ۶)

ہمارے حضور سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے اچھا ہوں۔''

عورتوں کے حقوق

اسلام میں ازروئے قرآن وحدیث عورتوں کے حقوق ثابت ہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور عورتوں کا (مردوں پر) حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) عورتوں پر ہے۔ ساتھ انصاف کے اور مردوں کو ان پر درجہ (فوقیت) ہے۔'' (بقرہ: ع ۲۸)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں۔ جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر ہیں ازدواجی زندگی نباہ نہ ہونے کی صورت میں اگر مرد کو طلاق کا حق ہے

تو دوسری طرف عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے۔ ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''مردوں کے لیے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہو اس میں سے یا بہت ہو حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔''

اس آیت کی رو سے عورتیں اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی وارثت میں حقدار ہیں۔

معلم کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا:

''پس عورتوں کے معاملے میں تم خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو عہد خدا کے ساتھ لیا ہے۔'' (مشکوٰۃ)

ایک روز عورتوں نے آقا دوجہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ: آپ کے ہاں مردوں کا ہجوم رہتا ہے آپ ہمارے واسطے ایک خاص دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عورتوں کے لیے ایک دن خاص کر دیا وہ اس دن حاضر خدمت اقدس ہوتیں، آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے۔ (بخاری کتاب العلم)

یتیموں ومساکین وبیوگان پر شفقت ورحمت

یتیموں اور غریبوں پر آپ کی بڑی شفقت تھی۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص محض رضائے خدا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اس کے لیے ہر بال کے مقابلہ میں جس پر اس کا ہاتھ پھرتا ہے نیکیاں ہیں اور جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ (جو اس کی کفالت میں ہو) نیکی کرتا ہے: میں اور وہ بہشت میں ان دو انگلیوں (سبابہ ووسطی کو ملا کر اشارہ فرمایا) کی مانند

ہوں گے۔" (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

دل کا علاج

ایک شخص نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ: میرا دل سخت ہے اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔"

بیوگان و مساکین کی خبر گیری کا ثواب آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

"بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہ خدا "جہاد و حج" میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے۔"

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی:

"خدایا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین موت دے اور قیامت کے دن غریبوں کے گروہ میں میرا حشر کر۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ: یہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی نہ پھیرنا۔ گو آدھی کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے سے نزدیک کر خدا تجھے قیامت کے دن اپنے سے نزدیک کرے گا۔"

بچوں پر شفقت و رحمت

سرکار دو عالم ﷺ بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ بچے آپ ﷺ کی خدمت میں بغرض دعا و تحنیک لائے جاتے تھے۔ ایک روز ام قیس بنت محصن اپنے

شیرخوار بچہ کو خدمت اقدس میں لائی۔ آپ ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر پانی بہادیا اور کچھ نہ کہا۔

آپ ﷺ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ اپنے پیارے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے، اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، دیکھ کر کہنے لگے کہ: میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ: تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (سیرت رسول عربی)

حضور اکرم ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت مثالی تھی۔ آپ ﷺ بچوں سے بہت زیادہ پیار فرماتے تھے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ بچوں کو گود میں اٹھالیتے تھے انہیں بوسہ دیتے سواری کے وقت اپنے پیچھے بٹھا لیتے تھے گلی میں آپ کا گذر ہوتا تو بچے آپ ﷺ کے دامن سے لپٹ جاتے تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور ان سے پیار کرتے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ظہر ادا کی فراغت کے بعد آپ ﷺ اپنے دولت کدہ کو تشریف لے گئے میں آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیا راستے میں بچے ملے آپ ﷺ نے ہر ایک کے رخساروں پر دست شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا میں نے آپ ﷺ کے دست اقدس کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ عطار کے صندوقچے سے نکالا تھا۔

بچوں کی بہتر تربیت پر آپ نے بیحد تاکید فرماتے ہوئے فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

روای ہیں۔

اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ ثَلَاثَةَ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ (۱) اپنے نبی کی محبت (۲) اہل بیت کی محبت (۳) اور تلاوتِ قرآن۔ (مسند الفردوس، جامع صغیر)

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی باپ اپنے بچے کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا ہے کہ وہ اسے اچھی تعلیم دے۔

حیوانات پر شفقت ورحمت

انسان تو درکنار چوپایوں پر بھی ہمارے سرکار دو عالم ﷺ کی شفقت تھی۔

اونٹ کی فریادرسی

☆ امام ابونعیم وبیہقی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روای ہیں ایک روز آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک اونٹ ہے جب اس اونٹ نے ہمارے حضور ﷺ کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس پر ہاتھ پھیرا، وہ چپ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا کہ: یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے خدا سے نہیں ڈرتا؟ اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔ (بخاری)

ہرنی کی فریادرسی

امام ابونعیم حضرت سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روای ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک جنگل سے

گذر ہوا ایک ہرنی نے آپ کو پکارا یا رسول اس پہاڑی میں میرے بچے ہیں مجھے اس شکاری نے قید کر لیا ہے۔ آپ مجھے اپنی ضمانت پر رہا فرمادیں میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کے واپس آجاؤں گی آپ نے اسے چھوڑ دیا وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کے واپس آگئی پھر آپ نے اسے باندھ دیا اتنے میں شکاری جو سو رہا تھا بیدار ہوا وہ آقا نامدار ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی کوئی حاجت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ہرنی کو آزاد کردے اس نے آزاد کردیا ہرنی کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کی طرف روانہ ہوگئی۔ (خصائص کبری ج ۲)

☆ ایک دفعہ گدھے پر آپ کا گزر ہوا جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لعنت کرے اللہ اس شخص کو جس نے اسے داغ دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: تم اپنے چوپایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچادیں جہاں تم بغیر مشقت جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے زمین بنائی۔ پس اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔

سرکار دو عالم ﷺ نے آداب سفر میں فرمایا ہے کہ: جب فراخ سالی ہو اور گھاس کثرت ہو تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تاکہ وہ چرلیں اور جب قحط سالی ہو تو ان کو تیز چلاؤ تاکہ وہ اچھی حالت میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ بصورت تاخیر وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں رہ جائیں اور جب تم آخر شب میں کسی جگہ اترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور حشرات الارض راستوں میں پھرا کرتے ہیں اور کھانے کی گری پڑی چیزیں اور نوالے وغیرہ جو راستے میں ہوں کھایا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

سرکار دو عالم ﷺ کی شفقت عام تھی آپ نے چوپایوں کو باہم لڑانے، کسی

جانور کو نشانہ بنانے، کسی چوپائے یا جانور کو ہلاک کرنے کے لیے حبس کرنے اور حیوان کو مثلہ کرنے (کان ناک وغیرہ کاٹنے) سے منع فرمادیا۔ (ابوداؤد)

پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت ورحمت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارا گزر ایک درخت سے ہوا جس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ چڑیا آئی اور اترنے کے لیے بازو پھیلانے لگی۔ اتنے میں ہمارے نبی پاک ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا: اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے دکھ دیا ہے۔ اس کے بچے اسے واپس دے دو۔ (خصائص کبری ج ۲)

پھر آپ نے ایک چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے ہم نے جلادیا تھا۔ آپ نے پوچھا اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: جائز نہیں کہ خدا کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے۔ (سیرت رسول عربی)

(ف) اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ہر مخلوق کی بولی جان کر اس کی فریاد رسی فرماتے ہیں۔

ایک روز حضرت عثمان بن حبان رضی اللہ عنہ نے ایک پسو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کے مالک ''خدا'' کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے۔

مزید تفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف ''شفقت مصطفی ﷺ بر خلقت خدا'' کا مطالعہ کریں۔

نباتات وجمادات پر رحمت

سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت سے جمادات ونباتات کو بھی حصہ ملا ہے۔ آپ

ﷺ کی بعثت سے زمین شرک وکفر کی نجاست سے پاک ہوئی اور نور ایمان چاروں طرف پھیل گیا۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں اور اذان میں اللہ اور اس کے رسول کا نام پکارا جانے لگا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آسمان پر شیاطین کا جانا بند ہوگیا۔

جب بارش بند ہوتی تو لوگ ہمارے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے اور وہ مستجاب ہو جاتی یا آپ خود دعا فرمایا کرتے اور باران رحمت کا نزول ہوتا۔ جس سے مردہ زمین پھر سے زندہ ہو جاتی اور نباتات اُگتے۔

غرض سرکار ﷺ کی رحمت سے دونوں عالم کو حصہ پہنچا ہے۔ انسان کے علاوہ جنات بھی آپ کی دعوت سے دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ فرشتے آپ پر درود بھیجنے کے سبب مورد رحمت الٰہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ حدیث مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

ہمارے پیارے حضور کریم ﷺ کی پیاری عادات

باوجود سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین ہمارے حضور ﷺ سب سے بڑھ کر متواضع تھے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ بارگاہ الٰہی سے ایک فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ: آپ کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے کہ: اگر آپ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی وفقر اختیار کریں۔ اور اگر چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں۔ آپ ﷺ نے پیغمبری کے ساتھ بندگی کو پسند فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ﷺ تکیہ لگا کر کھانا نہ کھاتے اور فرماتے: میں کھانا کھاتا ہوں جیسے بندہ کھایا کرتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھا کرتا ہے۔

(صحیح بخاری ومسلم)

آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ وخدام اور اصحاب سے نہایت تواضع سے پیش آ
کرتے اپنے دولت خانہ میں اہل خانہ کے ساتھ گھریلو امور میں ہاتھ بٹاتے تھے۔
آپ نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

خوش اخلاق

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال آپ کی خدمت میں رہے اس عرصہ میں آپ کی
خوش خلقی کا عالم یہ تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف
تک نہ فرمایا اور نہ کبھی یوں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہ کیا۔
خدام سے خوش خلقی کا عالم یہ تھا کہ ''مشکوۃ شریف'' میں ہے کہ جب آپ
نماز فجر سے فارغ ہوتے تو اہل مدینہ کے خدام پانی کے برتن لیکر حاضر ہوتے آپ اپنا
مبارک ہاتھ لگاتے تا کہ ان کو شفاء اور برکت نصیب ہو۔ آپ بیواؤں اور غرباء
ومساکین کے ساتھ چلتے اور ان کی ضروریات پوری فرماتے۔ مدینہ منورہ کے مستحق
اور نادار لوگوں کی آپ ﷺ مدد فرماتے بیماروں کی آپ ﷺ عیادت فرماتے جنازے
کے پیچھے چلتے غلاموں کی دعوت قبول فرماتے۔ ہر آنے والے سے آپ کی خوش خلقی
مثالی تھی چنانچہ جب کوئی آپ ﷺ سے ملنے آتا تو آپ ﷺ اس کا اکرام فرماتے
یہانتک کہ بعض اوقات اپنی چادر اس کے لیے بچھا دیتے جب آپ ﷺ کسی سے ملتے
تو پہلے سلام کرتے جب مصافحہ فرماتے اپنا ہاتھ مبارک نہ ہٹاتے جب تک دوسرا شخص
اپنا ہاتھ نہ ہٹاتا اور آپ ﷺ اپنا چہرا اقدس نہ پھیرتے یہاں تک وہ اپنا منہ پھیر لیتا۔
آپ ﷺ بیماروں کی عیادت فرماتے' جنازے کے پیچھے چلتے۔ غلاموں کی
دعوت قبول فرماتے، دراز گوش پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے اوروں کو بٹھا لیتے۔ چنانچہ
بنی قریظہ کی لڑائی کے دن آپ دراز گوش پر سوار تھے۔ جس کی مہار اور پالان کھجور کی

چھال کا تھا۔
حجۃ الوداع میں جس کجاوے پر آپ سوار تھے جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو
از روئے تواضع سر مبارک کو اس قدر جھکا لیا کہ کجاوے سے آ لگا۔
آپ اپنے نعلین مبارک کو خود پیوند لگا لیتے۔ اپنے کپڑے خود سی لیتے۔ اپنی بکری
کا دودھ دوہ لیتے۔ جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اس کا اکرام فرماتے۔ یہاں تک کہ
بعض اوقات اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھا دیتے۔ جب آپ ﷺ کسی سے ملتے
تو پہلے سلام کرتے۔ جب مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ نہ ہٹاتے جب تک دوسرا شخص نہ
ہٹاتا اور اس سے اپنا روئے مبارک نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ پھیر لیتا۔ آپ ﷺ
اپنے زانو اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر نہ بیٹھا کرتے۔
ایک دفعہ نجاشی شاہ حبشہ کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے
بذات خود ان کی مہمان نوازی فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ہم آپ ﷺ
کی طرف سے خدمت کے لیے کافی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: انہوں نے اپنے
ملک میں ہمارے اصحاب کا اکرام کیا تھا؛ اس لیے مجھے یہی پسند ہے کہ اس اکرام کا
بدلہ میں خود دوں۔

خوش طبعی

سرکار دو عالم ﷺ امت کی دل جوئی کے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے
تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک چھوٹا اخیافی بھائی تھا۔ وہ جب حضور اقدس ﷺ
کی خدمت میں آتا تو اس کے ہاتھ میں ایک چڑیا (ممولا) ہوتی۔ جس سے وہ کھیلا کرتا
تھا۔ اتفاقاً وہ چڑیا مر گئی۔ اس کے بعد جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آتا تو آپ
ﷺ خوش طبعی کے طور پر فرماتے: ''یا ابا عمیر ما فعل النغیر'' یعنی اے ابو عمیر!

وہ چڑیا کہاں گئی۔

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ خوش رہتے اور مسکراہٹ آپ کے لبوں پر کھیلتی رہتی آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے اور ساتھیوں کی باتوں پر خوش ہوتے۔ بسا اوقات اس حد تک مسکراتے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آنے لگتے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھی آپ ﷺ کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے۔

ایک بار حضور ﷺ کی مجلس میں ایک دیہاتی آیا۔ صحابہ نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر غم والم کے آثار ہیں اس دیہاتی نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے روک لیا کہ اس وقت حضور علیہ السلام سے سوال مت کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بلا کر لاؤ۔ قسم اس ذات کی کہ جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا میں اس شخص کو اس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک کہ اس کے چہرہ پر مسکراہٹ نہ آ جائے۔

(اس طرح کے واقعات فقیر کی کتاب "عجائب وغرائب" میں ملاحظہ کریں)

صبر وشکر

ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ فضائل ومحامد معجزات اور اخلاق حسنہ کے لحاظ سے سید المرسلین ہیں تو صبر وشکر کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء ومرسلین میں اعلیٰ اور فائق ہیں آپ کی پوری زندگی صبر وشکر کا کامل ترین نمونہ تھی۔ آپ ہمہ وقت صبر کے ساتھ ذکر وشکر میں مشغول رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ کر عبادت کرتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام کو حیرت ہوتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی یہ حالت تھی کہ رات کو کثرت قیام سے آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے

۔ میں نے ایک مرتبہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو تو خداوند کریم نے تمام گناہوں سے معصوم فرمایا ہے پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا" کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں" آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں صبر کا پہلو بھی بڑا نمایاں ہے آپ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا اور دعوت حق کا آغاز کیا تو تمام عرب آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دشمنان اسلام نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو ہر قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کیں۔ قدم قدم پر مشکلات پیش آئیں لیکن آپ ﷺ اپنے مقصد میں صبر واستقامت کے ساتھ بڑھتے رہے اور مشن کو جاری رکھا۔ مکی زندگی میں قریش مکہ نے ہر قسم کی گستاخی کی ہر نوع کی تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پریشانی کو دور کرنے اور تسلی کے لیے قرآن پاک میں فرمایا:

اے محبوب اپنے پروردگار کے فیصلہ کے لیے صبر کے ساتھ منتظر رہیں کیونکہ آپ ہماری نظر رحمت کے سامنے ہیں۔ (طور)

حضور اکرم ﷺ سراپا صبر واستقامت تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صبر میرا لباس ہے۔ یعنی صبر میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔

زہد

یہ وصف بھی سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارک میں کمال درجے کا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے بکری کا بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا، انہوں نے آپ کو شریک طعام ہونے کے لیے بلایا مگر آپ نے یہ فرما کر انکار کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضور ﷺ کے اہل بیت کبھی لگاتار دو روز جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: نبی ﷺ نے کبھی خوان پر کھانا نہ کھایا اور نہ باریک روٹی تناول فرمائی۔

حضور اقدس ﷺ کے دولت خانہ میں بعض دفعہ دو دو مہینے آگ روشن نہ ہوا کرتی تھی اور صرف پانی اور چھواروں پر گزارہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات آپ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ایک روز ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر بندھا دکھایا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے دکھائے۔

یاد رہے

یہ زاہدانہ گذر اوقات اختیاری تھا ورنہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ اے محبوب اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کے پہاڑ سونے کے بنادوں وہ آپ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہیں اور آپ ﷺ ان کو جس طرح چاہیں خرچ فرماتے رہیں مگر آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے میرے اللہ مجھے یہی زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں تا کہ بھوک کے دن خوب گڑ گڑا کر تجھ سے دعا مانگوں اور آسودگی کے دن تیری حمد کروں اور شکر بجالاؤں۔

(سیرت مصطفی ﷺ)

سخاوت وایثار

جود حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض وعوض کے ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جس نے بغیر کسی غرض وعوض کے تمام ظاہری و باطنی نعمتیں اور تمام حسی وعقلی کمالات خلائق کو عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد اجود الاجودین (کائنات میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے) اس کے حبیب پاک ﷺ ہیں۔

ایک دفعہ ایک سائل آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرے۔ جب ہمارے پاس کچھ آجائیگا ہم اسے ادا کردیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ بات آپ کو پسند نہ آئے۔ انصار میں سے ایک شخص بولا یارسول اللہ! عطاء کیجیے اور عرش کے مالک سے قلیل کا خوف نہ کیجیے یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے روئے مبارک پر تازگی وخوشحالی پائی گئی فرمایا: اسی کا امر کیا گیا ہے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم' آپ ﷺ کی سخاوت کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ اجود الناس کفاً۔ (ابن سعد، جلد۱)

محبوبِ خدا ﷺ کا دستِ مبارک سب سے زیادہ سخی تھا۔

واقعۃً اس کائناتِ ہست وبود میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق فقراء، مساکین، بیوگان اور محتاجوں پر جس طرح خرچ فرمایا، اس کی مثال نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی ہی واحد ہستی ہے جس کی زبان پر کسی سائل کے سوال پر لا (نہیں) کبھی نہیں آیا۔

سخاوت کا کیا کہنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی سخاوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ماسئل رسول اللہ ﷺ قط فقال لا ۔ (رواہ مسلم)

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کسی نے مانگا ہو تو آپ ﷺ نے انکار فرمایا ہو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دشمن بھی مان گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ خدمت میں صفوان بن امیہ نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں دے دیں۔ وہ واپس اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ، محمد ﷺ اتنی عطا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے فقر کی فکر ہی نہیں۔

حضرت سعید بن مسیب، صفوان بن امیہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں:

لقد اعطانی رسول اللہ ﷺ مااعطانی وانہ لابغض الناس الی فما برح یعطینی انہ لاحب الناس الی۔

یعنی، مجھے حضور ﷺ نے خوب عطا فرمایا، آپ ﷺ کی ذات مجھے نہایت ہی ناپسند تھی مگر آپ ﷺ نے مجھے اتنا عطا فرمایا کہ مجھے آپ ﷺ تمام لوگوں سے محبوب ہو گئے۔

یہ سارے واقعات اگر ہمارے بچوں کے حافظہ میں محفوظ رہ جائیں تو یقیناً ان

کے دلوں میں رحمت و محبت کے جذبات پیدا کریں گے اور ان کا شمار ان رحم کرنے والوں میں سے ہوگا جن پر رحمٰن جل جلالہ رحم کرتا ہے اور ایسے ہی ان کے دلوں میں نبی رحمت ﷺ کی محبت بھی اجاگر کردیں گے اور وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں گے اور آپ ﷺ کے خصائص، خوبیوں اور کمالات سے واقفیت ہی ہماری اولاد میں محبت رسول ﷺ میں اضافے کا باعث بنے گی اور اس طرح ہمارے بچے سیرت طیبہ کو مضبوطی سے تھام لیں گے۔

جی تو چاہتا ہے کہ اس موضوع کو بڑھاتا جاؤں مگر چونکہ یہ مختصر رسالہ بچوں کے لیے ترتیب دیا ہے تاکہ ہمارے بچے بآسانی اس محفوظ کرکے یاد کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کی یہ کاوش قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

ھذا آخر مارقمہ قلم مدینے کا بھکاری الفقیر القادری
ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاول پور، پاکستان

☆☆☆

فقیر محمد فیاض احمد اویسی رضوی کو
اس مسودہ کی ترتیب کی سعادت نصیب ہوئی
۱۶ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ ۱۱ بجے شب بدھ
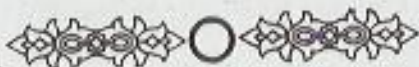
مدینے دیاں ٹھنڈیاں ہواواں

آیاں ٹھنڈیاں ہواواں مدینے دیاں
یاد آیاں فضاواں مدینے دیاں

جتھوں لنگدا سی سوہنا محبوب خدا
رون اج تک اوہ تھاواں مدینے دیاں

بے قراراں نوں جس تھاں قرار آوندا اے
رشک فردوس چھاواں مدینے دیاں

ساہنوں سدلے مدینے دے وچ سوہنیاں
دیوے لوں لوں صداواں مدینے دیاں

تینوں سد لین گے اوہ کدی نہ کدی
کردا رہ توں دعاواں مدینے دیاں

اوہنوں جنت نوں جاون دی راہ مل گئی
جنے تک لیاں راہواں مدینے دیاں

جدوں تک ترے ساہواں وچہ ساہ حافظ
کردا رہو توں ثناواں مدینے دیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی

......فہرست مضمون......

......فہرست مضمون......

آہ!............حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ وپے میں مستی کردار خون کی طرح محو گردش ہو جن کا قلب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جن کی صورت وسیرت سنت نبوی کی علمی تصویر ہوں جن کا کردار وگفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف وتالیف کی جان بہر صورت اپنے فرمان کمالات کے خوشنہ حسینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت ،عدالت، سخاوت، شجاعت، اور حق گوئی وبیباکی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، ہر سوز جان قہاری وغفاری اور قدوسی وجبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ کو میسر رہے۔ امت بحفاظت تمام سوئے منزل محو فرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغہ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت اُستاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر پائے آبدار سے لبریز کر رکھا تھا۔ آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشوا، سچائی کے خوگر، امن وآشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی، علم وفضل کمال اور عجز وانکساری کے پیکر تھے۔ غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری ژوف

نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، اراست فکر، صبر ورضا، حلم وحیاء، زہد وتقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔ فی الجملہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ جس سمت سے دیکھا باکمال نظر آئے۔ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کرسکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کر دکھایا۔ آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا متقی ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام عطیہ خداوندی سے محروم ہو گیا وہ سایہ جو امت مسلمہ پر افگن تھا اُٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ابو الفاروق فقیر محمد رفیق نقشبندی پیر خانوی
سرائے عالمگیر ضلع گجرات

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فقیر اویسی غفرلہ نے اس سے قبل میلاد شریف کے اثبات اور سلام وقیام اور جلوس کے متعلق ''غوث العباد'' لکھ چکا ہے۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اس تقریب کو ''عید سے تعبیر کرتے ہیں'' اس کی وجہ ظاہر ہے کہ!

وجہ تسمیہ ربیع الاول:

ربیع الاول ہمارے اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ ربیع کے اصل معنی اس موسم سے متعلق ہیں جس میں زمین بارش کی وجہ سے سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے یعنی موسم بہار ظاہری طور پر چونکہ ابتدائے زمانہ میں کچھ دنوں تک موسم بہار اسی مہینہ میں پڑا۔ اس لئے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا۔

ماہ بہار:

روحانی معنوی طور پر یہ مہینہ ''ماہ ربیع وموسم بہار'' اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں حبیب خدا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت مجسم بن کر تشریف لائے۔ انوار کی بارش ہوئی۔ تمام کائنات پر بہار چھا گئی اور تاریکی وخزاں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔

شرافت وبزرگی:

اس مہینے کا سب سے زیادہ اور بزرگ شرف یہ ہے کہ حضور پرنور رحمت عالم ﷺ

نے اس مہینہ میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان عالم کو مشرف فرمایا۔ جن کے ظہور کے سبب تمام جہاں پیدا کئے گئے اور آپ کی امت خیر امۃ کے شرف سے ممتاز فرمائی گئی۔ اور اسی مہینے میں آپ بقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شرف سب مہینوں پر سبقت لے گیا۔ اس سارے مہینے میں بالعموم اور 12 ربیع الاول کو بالخصوص تمام ممالک کے باذوق وصحیح العقیدہ مسلمان میلادالنبی ﷺ کی تقریب سعید مناتے ہیں۔ جگہ جگہ محافل میلاد ومجالس ذکر ودرود کا انعقاد ہوتا ہے۔ قریہ قریہ عظیم الشان جلوس نکالے جاتے ہیں۔ بڑے وسیع پیمانے پر خیرات ہوتی ہے۔ طعام وشرینی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ذکر مصطفوی کے اعزاز وشوکت کے لئے محافل وجلوس کی زیب وزینت سے بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کر کے محبت ونیاز مندی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور حساس علماء وصاحب دل عوام سیرت نبوی وتعلیم محمدی کی روشنی سے اپنی گفتار وکردار کو آراستہ کرتے ہیں اور شکر خداوندی بجالاتے ہیں انہی وجوہ سے اس تقریب کو لفظ عید (خوشی) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شرعی مسائل میں ہزاروں تعبیریں ایسی ہیں جنہیں معمولی مناسبت کی وجہ سے شرعی اصطلاحات کے الفاظ کا ان پر اطلاق کیا جاتا ہے اور یہ ہر مکتب فکر میں جاری وساری ہے۔ (سوائے عقائد کے اصطلاحی الفاظ کے) لیکن چونکہ دیوبندی مکتب فکر کے لوگ ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں اسی لئے اب بھی آپ کے متعلق کوئی کام کیا جائے گا تو فوراً اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے حرام، حرام۔ بدعت، بدعت کی رٹ لگانا شروع ہو جائیں گے۔ لیکن جب ضرورت پڑے گی تو شامل بھی ہو جائیں گے۔ آزما کر دیکھ لیجئے۔

مقدمہ

بارہ ربیع الاول یوم عید کیوں؟

فقیر اویسی غفرلہ نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارا اطلاق لفظ عید لغتاً ہے اور پھر اس دن کی خوشی بھی بتائی ہے کہ واقعی یہ یوم السعید ہے اس لئے کہ

آج کا دن انسانیت کی تاریخ کا ایک انوکھا دن ہے۔

آج کا دن اس بے نظیر اور بے عدیل پیغمبر کے میلاد کا دن ہے۔

جس نے آدمی کو گمراہیوں اور ذلتوں کی پستی سے نکال کر شاہیوں اور عظمتوں کی بلندی پر پہنچادیا ہے۔

وہ عرب جہاں ایک سر نہ جانے کتنے بتوں کے آگے جھکا کرتا تھا۔ وحدۂ لا شریک کا والہ و شیدا بن گیا۔

جن کی عقل پر پتھر پڑے ہوئے ان کے دل آئینے سے زیادہ صاف اور شفاف ہو گئے۔

جن کے ہاتھ بے دریغ ایک دوسرے کی گردن دبوچتے تھے۔ چار کھونٹ عالم میں مساوات اور اخوت کا پرچم لہرانے لگے۔

آج کا دن وہ آیا جس نے دنیا کو توحید کا درس دیا۔ جس نے بتایا کہ نہ خدا کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی خدا کا بیٹا ہے۔ وہ کسی کے جسم میں نہیں اترتا وہ سب کا پالن ہار ہے سورج چاند اور ستاروں کی پوجا نہ کرو یہ دل کے اندھیرے کے سواء کچھ نہیں ہے پہاڑوں اور دریاؤں کے آگے نہ جھکو۔ اس سے فتنوں کے سواء کچھ نہ اٹھے گا۔ بتوں پر

آدمیوں کو بھینٹ نہ چڑھاؤ اس سے آدمیت کا سینہ ہمیشہ لہولہان رہے گا۔

آج کا دن اس کی ولادت کا دن ہے۔ جس نے مژدہ دیا کہ ساری مخلوق خدا کی ہے کوئی کسی پر فوقیت نہ ڈھونڈے کوئی گورا ہو یا کوئی کالا۔ چھوٹا ہو یا کوئی بڑا۔ سب خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں بڑائی رنگ اور نسل سے نہیں ہے بلکہ نیکی سے ہے۔ بڑائی چاہتے ہو تو نیکی کو اپناؤ۔ اس کے سواء جو کچھ ہے وہ محض شناختی کے لئے ہے۔ اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔ بڑائی نیکی سے ہے اور نیکی ایمان کے تحت ہے اور مسلمان ایمان اور عمل کا حسین امتزاج ہے۔

آج کا دن اس کی عید میلاد کا دن ہے جس نے سچ مچ آدمی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شعور بخشا۔ جس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! میں تم میں سے ہوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں کہ کوئی مجھ سے ڈرے میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں آدمی کے آگے آدمی کا جھکنا توہین ہے آدمی کا شرف یہ ہے کہ وہ صرف ایک خدا کے آگے سجدہ ریز ہو۔

آج کے دن اس رحمت کا ظہور ہوا جس سے پہلے آدمی کا چہرہ ذلت کی چادر میں چھپا ہوا تھا۔ آدمی کی آنکھیں اپنے سواء کسی کو نہیں دیکھتی تھیں۔ آدمی کا دل کسی کے دکھ سے نہیں دھڑکتا تھا آدمی کے پاؤں ''صراط مستقیم'' سے واقف نہیں تھے۔ ہر طرف گمراہی اور تباہی تھی ۔ یہاں وہاں وہم کے بُت خانے اور ضعیف الاعتقادی کے ٹھکانے تھے۔ کفر کے اندھیرے اور شرک کے بسیرے تھے۔

آج کا دن اس غمخوار اولاد آدم نے یہاں قدم رنجہ کیا جس کے سر پر باپ کا سایہ نہ تھا۔ جس کی زندگی صرف چھ برس کی عمر میں ماں کی گود سے محروم ہو گئی لیکن جس

نے اپنے پرائے کا دکھ اٹھایا۔ دشمن کو بھی گلے سے لگایا۔ غالب ہوا اور مغلوب کو معاف کر دیا۔ دنیا کو امن کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ دلوں کو محبت کے جذبے سے بھر دیا۔

آج کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن دلوں سے کدورتوں کو دھو ڈالنے والا پیدا ہوا۔ جس نے صدیوں سے بچھڑے ہوؤں کو ملایا۔ جس نے دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ جس نے امیر وغریب کے فرق کو مٹایا جس نے بھوکوں کا پیٹ بھرا اور ننگوں کا تن ڈھانپا جس نے مسافروں اور ہمسایوں سے ہمدردی کا درس دیا جس نے اپنے پرائے سے نیک سلوک کی تاکید کی۔

آج کا دن اولاد آدم کے لئے کھوئی ہوئی جنت کو پانے کا دن محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے جس کو خود خدا نے صاحب خلق عظیم کہا ہے۔ جس کو خدا نے دنیائے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا۔ آج اس کا جشن میلاد ہے جس کا قرآن کی زبان میں ارشاد ہے۔ ”جہالت سے کنارا کرو جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ظلم نہ کرو۔ خدا ظالموں پر لعنت بھیجتا ہے۔ عدل اور انصاف کو نہ چھوڑو۔ قول اور قسم کو نہ توڑو۔ جواء نہ کھیلو شراب نہ پیو۔ ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ حد سے نہ بڑھو۔ خلق کے ساتھ احسان کرو“۔

ان وجوہ کی بناء پر اگر اس دن کو ”لفظاً“ یوم عید کہا گیا تو شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی عید پر تو کروڑوں عیدیں قربان کی جائیں تو بجا ہے۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسی لئے امام اہلسنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا شاہ احمد

رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں گے جل جانے والے

قرآن مجید:

عید شرعی کی اصطلاح کے علاوہ قران مجید میں ایک خوشی کی تقریب پر لفظ عید کا اطلاق ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لاولنا واٰخرنا واٰية منك ج وارزقنا وانت خير الرزقين

ترجمہ:...... عرض کیا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے اللہ، اے پالنے والے، ہمارے اتار تو ہمارے اوپر دستر خوان آسمان سے کہ ہو جاوے وہ عید، واسطے اگلوں کے ہمارے اور واسطے پچھلوں کے اور نشانی تری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو تمام روزی والوں سے اچھا روزی دینے والا ہے۔

تفسیر:

اس سے ثابت ہوا کہ جس دن یا جس تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت بندوں کو ملی ہو، اس دن یا اس تاریخ کو عید بنا لینا ہمیشہ اس دن یا اس تاریخ کو عبادات کرنا، خوشیاں منانا سنت انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) ہے۔

فائدہ:

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا سے ثابت ہوا کہ جو نعمت ایک بار نصیب ہو جائے۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہر سال خوشی و فرحت کا اظہار شرعاً جائز ہے۔ مثلاً مائدہ (دستر خوان) تو ایک بار آیا مگر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ کے لئے اس دن کو عید قرار دیا، یا قرآن مجید ایک بار ماہ رمضان میں اترا ایک بار شب قدر میں قرآن کریم آیا مگر تا قیامت یہ ماہ یہ رات تاریخی بن گئی۔ اس میں عبادات کی جاتی ہیں لہٰذا عید میلاد یا عید معراج منانا سنت سے ثابت ہے۔

ازالہ وہم:

اس سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ آیت تو عیسوی شریعت کے متعلق ہے ہم اس کے مکلف نہیں اور یہی حربہ ہر جگہ استعمال ہوتا ہے ورنہ ماہر شریعت کو معلوم ہے کہ سابقہ امم کے مسائل کے ہم مکلف نہیں لیکن ان کے مسائل وادلہ ہم اپنے مسائل پر منطبق کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ شریعت اسلامیہ کے منافی نہ ہوں تحقیق و دلائل فقیر کی کتاب احسن البیان جلد دوم میں ہے اور جب امم سابقہ کے مسائل ہمارے مسائل سے موافق ہوں تو ان پر عمل کرنا مستحب اور ان سے استدلال مستحسن ہے جیسا کہ نور الانوار۔ شروح حسامی۔ تلویح توضیح و دیگر کتب اصول فقہ میں مصرح ہے۔

خلاصہ یہ کہ نعمت خداوندی کے حصول پر اظہار مسرت کا نام خوشی ہے اور عید کے اطلاق کے لئے قرآن مجید کی آیت سے واضح طور پر جواز کا ثبوت ملا۔

فخر الدین رازی کا استدلال:

اس آیت اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ حصول نعمت کے دن کو ہمیشہ کے لئے عید بنا لینا شعار اسلام سے ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے یہی دن نہایت معظم سمجھا جاتا ہے اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ اس روز کی عظمت صرف اس وجہ سے تھی کہ ان کو اس دن نعمت نصیب ہوئی اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو نعمت ملی اس کی ادائیگی شکر میں وہ جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔ اور جس امر کو آیت مذکورہ میں علت بنایا گیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ یعنی حصول نعمت اور پھر اسے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید بنانا ہمارے مقصود کی تائید ہے۔

معمول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بلکہ حضور سرور عالم ﷺ کا اپنا معمول یہی تھا کہ نعمت کے حصول پر خوشی فرمائی۔

جب حضور سرور عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو تو انہوں نے کہا:

ھذا یوم عظیم انجی الله فیه موسیٰ و قومه و غرق فرعون و قومه فصام موسیٰ شکراً نخن نصومه

یہ بہت بڑا دن ہے اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان

کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔ ہم بھی ان کی اقتدا کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

نحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم

ہمیں موسیٰ علیہ السلام سے بہ نسبت تمہارے زیادہ مناسبت ہے

فصامه و امر بصيامه

پھر آپ نے روزہ رکھا اور امت کو روزے کا حکم دیا۔ یہ حدیث شریف بخاری و مسلم میں ہے۔

غور فرمایئے:

فرعون کو غرق ہوئے کتنا طویل عرصہ گزر گیا لیکن چونکہ اس کے غرق ہونے پر موسیٰ علیہ السلام نے نعمت پائی۔ تو ان کی نعمت یابی پر ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے اظہار خوشی پر فرمایا

نحن احق بموسیٰ

ہم ہی موسیٰ علیہ السلام کے لئے اظہار مسرت (شکریہ) کے زیادہ حقدار ہیں۔

حدیث شریف میں عید کا اطلاق

قرآن مجید کے بعد حدیث پاک میں بھی عید کا اطلاق یوں آیا ہے:

عن ابن عباس انه قراء اليوم اكملت لكم دينكم (الاية) وعنده يهودى فقال لو نزلت هذا الآيته علينا لاتخذنا ها عيدا

فقال ابن عباس فانها نزلت فى يوم عيدين فى يوم جمعة ويوم عرفة (رواه الترمذى) فقال هذا حديث حسن غريب

(مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی الیوم اکملت لکم دینکم (یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے) اور آپ کے پاس ایک یہودی تھا۔ پس یہودی نے (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اس روز عید مناتے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق یہ آیت مبارکہ دو عیدوں کے دن نازل ہوتی ہے۔ یعنی جمعۃ المبارک کا دن اور عرفات کا دن۔

(رواہ الترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال:

مذکورہ بالا بیان میں حبر الامۃ ترجمان القرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استدلال صحاح کی روایت سے ہے جس سے واضح ہوا کہ اسلام تنگ ظرف نہیں بلکہ وسعت رکھتا ہے۔ اب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا استدلال بھی پڑھیے۔

فائدہ: ......"یہ تو ظاہر ہے کہ آیت ہذا ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی وجہ سے یہود نے رشک کرتے ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو طنزاً سوال کیا لیکن خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے مخالف کو بھی ساکت کر دیا اور زمانہ حال کا مسئلہ بھی حل کر دیا کہ جس روز کوئی نعمت ملے وہ ہمارے لئے عید کا دن ہے۔ اور شکر الٰہی کی بجا آوری کا روز جیسا کہ

صاحب روح البیان صفحہ 530 اسی آیت کے تحت شان نزول نقل کر کے لکھتے ہیں:

اشار عمر الی ان ذالک الیوم کان عید النا

یعنی حضرت عمر نے یہ مسئلہ یوں سمجھایا کہ یہ دن ہمارے لئے عید کا روز ہے اور بتایئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کے سوال کو کس طرح رد فرمایا اور وہ جواب اہل سنت کے لئے کس طرح مؤید بن گیا۔

اب بھلا ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ بندگان خدا صرف ایک آیت جب ایک بڑی نعمت ہے اور اس پر اظہار خوشی کو صحابہ کرام عید بتا رہے ہیں تو پھر تم کون لگتے ہو روکنے والے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس دین کو ہمارے حوالے کیا ہے اس کے تم مخالف ہو۔

سراسر نعمت ہی نعمت:

قرآن کی یہ آیت اور وہ کن کے صدقے ملی کوئی مانے نہ مانے لیکن حق کا طالب تو عقیدہ رکھتا ہے کہ ﷺ سراپا نعمت ہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہیں کہ جن کو خود خالق کائنات نے مجسمہ نعمت جتایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جابجا اس امر کی تصریح موجود ہے۔

۱۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا اس لئے کہ ان میں رسول بھی بھیجا۔

فائدہ:

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا لیکن اس کے باوجود اس نے کبھی احسان نہیں جتایا لیکن نبی پاک اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر احسان عظیم ظاہر فرمایا تو پھر ہمیں اس کے احسان کا نام عید رکھنے میں شرعی قباحت کون سی ہے؟

۲۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

بہر حال اللہ تعالیٰ کی نعمت زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔

تفسیر:

اس آیت میں نعمت ربانی کا ذکر کیسے کھلے الفاظ میں بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے تحدیث سے تعبیر کیا گیا۔ جیسے کوئی بات کسی دوسرے کو ذکر کرنے کے معنے میں آتا ہے۔ یعنی صرف گھروں میں بیٹھ کر کسی دوسرے کو نہ سناؤ اور نہ ہی صرف گھروں میں بیٹھ کر تسبیح ہلاتے رہو بلکہ کھلے میدانوں میں نعمت ربانی کا مظاہرہ کرو۔ تا کہ منکرین اسلام کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وشوکت معلوم ہو۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''تحیط'' میں ہے۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

التحدیث بنعمة الله شکر و ترکه رواه محی السنة فی تفسیره معالم التنزیل تحت آیت و اما بنعمة ربك فحدث

توضیح اُویسی:

اللہ کی نعمت کا تذکرہ شکر ہے اور اس کا ترک کفران نعمت اس حدیث سے

اظہار مسرت بر نعمت کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ نعمت کو کھلے لفظوں میں بیان کرو۔ اگر اسے ترک کر دیا گیا تو ناشکرے سمجھے جاؤ گے بارھویں کے دن عید جیسا سماں بنا کر امتی اپنے خلوص کا ثبوت ہر طرح پیش کرتا ہے مثلاً زبان سے صلوٰۃ والسلام ۔ مال سے خوش لباس پہن کر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو کر لوگوں کو نعمتوں کے عطیئے کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن وہ ناشکرا جو اس دن گھر میں بیٹھ کر تیوری منہ میں لگائے ہوئے الٹا ایسے خرافات بکتا ہے جسے سن کر شرماتے ہیں یہود و ہنود۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کروڑوں شب قدر سے بڑھ کر

ہمارا عقیدہ ہے کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
وہ جان ہیں جہان کی، جان نہیں تو جہان نہیں

یہی وجہ ہے کہ کل کائنات کی کل نعمتیں حضور علیہ السلام کا صدقہ اور طفیل ہیں اور ہر نعمت کے اظہار کے لئے اوقات مقرر ہیں مثلاً قرآن مجید کی نعمت کے اظہار مسرت کا وقت لیلۃ القدر ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا وقت لیلۃ المیلاد۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیہ نمبر ۳۔ وذكرهم بايام الله

یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ

فائدہ: ......ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات و تفسیر کبیر میں ہے کہ ایام اللہ سے وہ واقعات مراد ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر اور کونسا عظیم واقعہ ہوگا کہ جس میں ایوان کسریٰ شق ہوا اور بت سر

کے بل گر گئے ۔ اور فارس کے آتش خانے بجھ گئے ۔ اور سماوہ رود جاری ہو پڑا اور آسمان سے ستارے زمین پر اتر پڑے ۔ خود کعبۃ اللہ شکرانے کے لئے سجدہ ریز تھا وغیرہ وغیرہ ۔ میلاد کے دن سے اور کون سا بڑا دن ہوگا ۔ اسی سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے یوم میلاد کو شب قدر اور شب برات سے بھی افضل بتایا ہے ۔ اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ عبدالحی ص ۹ ج ۳ میں لکھا ہے کہ:

قلنا انه ولد ليلاً فتلك الليلة افضل من ليلة القدر بلاشبهة اور امام حجر سے نقل کر کے لکھتے ہیں وقال الشيخ المحدث الحافظ ابن حجر الازمنة والامكنة تتشرف بشرف من يكون فيها (الىٰ ان قال) وكذاقال بعضهم ان ليلة مولده الله صلى الله عليه وآله وسلم افضل من ليلة القدر ص ۹ ج ۳۔

نتیجہ: اس معنی پر بھی اگر کوئی میلاد کو عید سے روکتا ہے تو پھر شوم بخت ہے۔

اقوال علماء کرام:

حضرت الامام والعلامہ مولانا محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ نے اپنی معروف و مشہور تفسیر روح البیان ص ج مطبوع قدیم تحت آیت "عید الاولنا وآخرنا" لکھا ہے کہ

ان الاعياد اربعة لاربعة اقوام احدها عيد قوم ابراهيم كسر الاصنام حين خرج قومه الىٰ عيد لهم والعيد الثانى عيد قوم موسىٰ واليه الاشارة بقوله تعالىٰ فى سورة طٰه قال موعدكم يوم الزينته والعيد الثالث عيد قوم عيسىٰ واليه

الاشارة بقوله تعالیٰ ربنا انزل علینا مائدة الآیة والعید الرابع عید محمد علیه السلام وهو ثلاثة عید یتکرر کل اسبوع و عیدان یاتیان فی کل عام مرة من غیر تکرر فی السنة فاما العید المتکرر فهو یوم الجمعة وهو عید الاسبوع

چار عیدیں چار قوموں کو نصیب ہوئیں۔

۱.....ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید کہ جب وہ عید کے لئے چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بت توڑ ڈالے۔

۲.....موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید ان کی عید کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں فرمایا "قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ"

۳.....عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید اس طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" ربنا انزل عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ۔

۴.....حضور پاک ﷺ کی امت کی تین عیدیں ہیں۔(۱)۔ ہر ہفتہ میں ایک عید یعنی یوم الجمعہ (۲)۔ سال میں دو دفعہ عید آتی ہے یعنی عید الفطر (۳) عید الاضحیٰ

فائدہ:.....مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی علت غائی بھی بتادی اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ پہلے ادوار میں عیدین مقرر ہوتیں تو کیوں؟ آخر میں وہی بات بتائی جو فقیر عرض کررہا ہے کہ شرعی اصطلاحی الفاظ کا دوسری نیکیوں (بالخصوص جن امور کو کسی نعمت سے تعلق ہو) پر اطلاق ہوسکتا ہے جیسے جمعہ کو تیسری عید کہا گیا۔

پھر اسی آیت کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

واجتمعت الامة علی هذا من لان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الیٰ یومنا هذا بلا نکیر منکر فهذه اعیاد الدنیا تذکر اعیاد الآخرة وقد قیل کل یوم کان للمسلمین عید فی الدنیا فهو عیدلهم فی النته یجتمعون فیه علیٰ زیارة ربهم ویتجلی لهم فیوم الجمعة فی الجنته یدعی یوم المزید و یوم الفطر والاضحیٰ یجتمع اهل اجمعته فیهما للزیارة هذا العوام اهل الجنته واما خواصهم فکل یوم لهم عید یزورون ربهم کل یوم مرتین بکرة و عشیا والخواص کانت ایام الدنیا کلها لهم اعیاد افصارت ایامهم فی الآخرة کلها اعیادا اواما اخص الخواص فکل نفس عید لهم

ترجمہ:.....بعض اہل دل فرماتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان کا ہر دن جو یوم عید تھا۔ آخرت میں بھی وہی دن اہل اسلام کے لئے عید کا دن مقرر کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اسی دن اہل اسلام اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جمع ہوں گے۔ اور اس دن اللہ تمام کو اپنے جلوہ خاص سے نوازے گا۔ بہشت میں جمعہ کو یوم المزید کہا جائے گا پھر وہ اہل جمعہ یوم الفطر و الاضحیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ عوام کے عیدوں کے ایام ہوں گے۔

اور خواص کا تو ہر دن عید کا دن ہوگا وہ ہر صبح و شام اللہ تعالیٰ کی زیارت سے سرشار ہوں گے۔ اس لئے کہ ایام دنیا کا ہر دن ان کے لئے یوم عید تھا تو آخرت میں

بھی ان کا ہر دن یوم عید ہوگا اور اخص الخاص کا تو ہر لمحہ عید ہوگا۔

فائدہ: اس مضمون میں صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے دو سے زائد عیدین فرمائیں نہ صرف ایک کا اضافہ کیا بلکہ لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت عیدات کا ثبوت فراہم فرمادیا۔

عرب کا ایک مقولہ:

کتب سیر میں مندرجہ ذیل شعر بھی کئی عیدوں کی خبر دیتا ہے۔

عیدو عید و عید صعرن بجتمعا

عجه الحبیب و یوم العید والجمعة

تین عیدیں جمع ہوگئیں ۔ا۔ محبوب کا دیدار ۔۲۔ یوم عید ،۳۔ جمعہ کا دن

فائدہ: ...... دیکھئے اس شعر میں شرعی دو عیدوں پر دو دیگر عیدوں کی نشاندہی کی ہے جس سے ہمارا موضوع اور نکھر کر سامنے آگیا کہ پیار و محبت والوں کے لئے محبوب کا دیدار بھی عید سے کم نہیں بلکہ عشق کے زخمیوں کے لئے تو ہزاروں سے بہتر اور برتر ہے۔

پانچ عیدیں:

درۃ الناصحین صفحہ 263 میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) سے ہے کہ:

للمؤمنین خمسة اعیادٍ الاول کل یوم یمر علی المؤمن ولا یکتب علیه ذنبٌ فهو یوم عیدہٖ والثانی الیوم الذی یخرج فیه من الدنیا بالایمان والشهادة العصمة من کید الشیطان فهو

یوم عیدہٖ والثالث الیوم الذی یجاوز فیه الصراط ویامن من اهوال القیمة و یخلص من ایدی الخصوم والزبانیة فهو یوم عیدہٖ والرابع الیوم الذی یدخل الجنة ویامن من الجحیم فهو یوم عیدہٖ والخامس الیوم الذی ینظر فیه الی ربه فهو یوم عیدہٖ۔

مومنوں کے لئے پانچ عیدیں ہیں ۔ا۔ مومن پر دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں وہ اس کے لئے عید کا دن ہے، ۲۔ دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ روانہ ہو وہ بھی اس کے لئے عید کا دن ہے ،۳۔ پل صراط سے گزرے اور قیامت کے ڈر اور دشمنوں کے ہاتھ اور زبانوں سے مامون رہے وہ دن اس کے لئے عید ہے، ۴۔ جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کے لئے عید ہے، ۵۔ جس میں اپنے رب کا دیدار کرے وہ دن اس کے لئے عید ہے۔

فائدہ: ...... طلب امر یہ بات ہے کہ اسلاف صالحین بلکہ اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم ان دو عیدوں کے علاوہ دیگر عیدوں کا مژدہ سنا گئے تو ان کو مخالفین کیا کہیں گے چاہیے یہ فتوی جیسے ہم پر صادر کرتے ہیں یہ اسلاف پر کر دکھلائیں تو؟

فقیر اویسی کا تجربہ:

فقیر اویسی غفرلہ نے مخالفین کو آزمایا ہے اور اہل انصاف بھی آزما کر دیکھیں کہ وہ امور جو رسالت مآب ﷺ یا اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم اور یا ان سے منسوب یا اہلسنت کے معمولات کے ساتھ متعلق ہوں گے۔ ان کے لئے معمولی سی تغیر ہیئت کذائیہ کو دیکھ کر شرک اور بدعت کا فتوی صادر کرکے پھر اسی مسئلہ کو اتنا اچھالیں گے کہ ان کے شور و غوغا

سے آسمان بھی پناہ مانگے۔ پھر وہی امور اگر ان کے اپنے معمولات سے متعلق یا اعمال صالحہ میں سے کسی عمل کی فضیلت اور ثواب پر دلالت کرے تو اس کے جواز پر اکتفا نہیں بلکہ اسے سنت بلکہ ان کا بس چلے تو واجب اور فرض ثابت کرنے میں پس وپیش نہ ہو۔ ان مجموعہ امور میں ایک یہی اطلاق عید بر تقریب سعید میلاد النبی ﷺ ہے کہ قارئین نے ان کی تصانیف وتقاریر اور نجی تحاریر میں پڑھا سنا ہوگا کہ میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید کو عید کہنے لکھنے پر کتنا زہر اگلتے ہیں لیکن ان سے کسی نیک عمل کے بارے میں خالی الذہن ہو کر پوچھ لیں کہ فلاں اعلیٰ اور بہتر عمل پر انسان کی خوشی ہو اور وہ اسے عید سے تعبیر کرے تو کیا حکم ہے۔ بے جھجک فرمائیں گے۔ جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے پوچھیں تو کہیں گے بدعت۔۔۔ فقیر اویسی نے جہاں ان کو میلاد النبی کو عید کہنے پر شرک، بدعت کے ڈوگر برساتے دیکھا وہاں یہ حوالہ بھی پڑھا اور ناظرین بھی پڑھ لیں وہ یہ کہ غیر مقلدین کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور نے وہی لکھا جو ہم نے درۃ الناصحین کے حوالہ سے لکھا کہ مومن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔ جس دن پل صراط سے سلامتی سے گزر جائے۔ جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو، جب پروردگار کے دیدار ورضا سے بہرہ یاب ہو۔

(تنظیم اہلحدیث 17 مئی 1963ء)

نتیجہ:

اس پر وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہاں پر عید سے لغوی معنی مراد ہے یعنی خوشی، اور ہم بھی کہتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید بھی ہمارے نزدیک لغوی معنی

کے لحاظ سے ہے۔ اس پر شرعی معنی لے کر اسلام دشمنی کا ثبوت دینا ہے ورنہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ "بوٹی حرام شوربا حلال" کہ اعمال صالحہ پر تو اطلاق عید جائز اور جن کے صدقے یہ اعمال نصیب ہوئے ان کے لئے حرام کیوں پھر ہم تمہیں کیوں نہ کہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

عید کی لغوی تحقیق:

عید کا لغوی معنی بھی ہے خوشی اور فرحت ومسرت چنانچہ!

1..... امام اصفہانی رحمہ اللہ المفردات صفحہ 358 میں لکھتے ہیں کہ:

یستعمل العید فی کل یوم فیه مسرة

یعنی مسرت اور فرحت کے ہر یوم پر عید کا لفظ استعمال ہوتا ہے

2..... حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے بھی مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ 213 میں بھی اسی طرح لکھا ہے:

3..... امام بغوی معالم التنزیل (تفسیر القرآن) صفحہ 91 ج 2 میں لکھتے ہیں:

" العید یوم السرور سمی به للعود من التوح الی الفرح وهوا هم لما اعتدتو ویعود الیك و سمی یوم الفطر والاضحی عید الانهما یعره ان فی کل سنة "

عید کا معنی خوشی کا دن ہے اسے عید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں غم زائل ہو کر خوشی حاصل ہوتی ہے جسے ایک وقت کے لئے مقرر کیا جائے اور وہ بار بار لوٹے

اسی کا نام عید ہے۔ اور یوم فطر اور اضحی کو بھی اسی لئے عید کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹتے ہیں۔

فائدہ:...... اہل انصاف غور فرمائیں کہ عید بار بار ہر سال میں ایک بار لغوی مناسبت سے شرعی معنی کے خلاف نہیں لیکن جس کا دل اپنا خلاف ہے اس کا کیا علاج۔

میلاد النبی پر عید کے اطلاق کی تصریحات از علمائے اسلام

ذیل میں ان علماء کرام کی تصریحات پڑھیے جن کو مخالفین بھی بوقت ضرورت اپنا پیشوا مانتے ہیں:

۱......سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ماثبت بالسنہ میں فرمایا ہے:

"فرحم اللہ امراء اتخذ لیالی سھر مولدہ المبارک عیاداً"

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے حضور سرور عالم ﷺ کے میلاد شریف کی مبارک راتوں کو عیدین بنایا۔

۲......شارح بخاری امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ اپنی مشہور تصنیف مواہب لدینہ میں بھی یہی الفاظ لکھتے ہیں۔

۳......حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

"لھذا شھر فی الاسلام فضل و منقبۃ تفوق علی الشھور ربیع فی ربیع و نور فوق نور فوق نور"

ترجمہ: اس مہینے کو اسلام میں بڑی فضیلت اور تمام مہینوں پر فوقیت رکھتا ہے وہ بہاری بہار ہے اور نوری نور بلکہ نور علیٰ نور ہے۔

۴......مجمع البحار میں لکھا ہے:

فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام

یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ہمیں ہر سال اظہار مسرت کا حکم ہے۔

فائدہ: کوئی بدقسمت خوشی کی بجائے رونا چاہتا ہے تو ہم کیوں روکیں۔

۵......علامہ شیخ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"شھر الرور والبھجبۃ مظھر منع انوار الرحمۃ شھر ربیع الاول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لانہ یشبہ تجدید الما تم وقد نصوا علیٰ کراھیتہ کل عام لسید نا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشو اعن اسمہ فی اعراس الاولیاء فیکف بہ فی سید الاصفیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وسلم۔

(خاتمہ مجمع البحار)

خلاصہ یہ کہ اسلامی بلاد میں اس دن کی خوشی منائی جاتی ہے اور عید سے زیادہ اس دن کو فرح وسرور کا دن سمجھتے ہیں۔ (اور وفات کے نام سے سرور قلب وراحت روح کو مکدر کر کے ناگوار نہیں کرتے) بلکہ مسلمانوں کو طریقہ ادب تو ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ وہ اہل اللہ کی تاریخ ہائے وصال کو یوم عرس (شادی کا دن) کہتے ہیں۔ روز وفات نہیں کہتے۔ جب اولیاء کے جناب میں یہ ادب ہے تو امام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے روز ولادت کو روز وفات کہنا کس طرح گوارا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید سے ثبوت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا محبوب نبی ﷺ تمہیں نصیب ہوا۔ فلہذا خوشیاں مناؤ چنانچہ فرمایا آپ کے متعلق:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

ترجمہ: فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت ملنے پر سے خوشیاں منانا اس سے بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں۔

مخالفین کے قلم اور عمل سے

غیر مقلدین و دیوبندی، مودودی و دیگران ان کے ہمنوا حرام، حرام، ناجائز بھی کہتے جاتے ہیں اور پھر جائز بھی لکھتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کا معجزہ ہے کہ اپنے مناقب و کمالات و معجزات کا اعتراف اپنے مخالفوں سے جیسے ظاہری زندگی میں کرایا تو ایسے ہی اب کرا رہے ہیں چنانچہ میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق مخالف ٹولی کے ہر ایک سربراہ نے اپنے اپنے طور تحریراً یا تقریراً یا پھر عملاً ثابت کیا۔ ان ٹولیوں کے سربراہوں کے چیدہ چیدہ لیڈروں اور مولویوں کے بیانات وغیرہ ملاحظہ ہوں:

ابن داؤد غزنوی:

غیر مقلدین کے سابق امیر جمعیت مولوی ابوبکر بن مولوی داؤد غزنوی مدیر ہفت روزہ توحید۔ لاہور نے لکھا کہ عید وہ ہے جو بار بار آئے۔ قرآن مجید میں لفظ عید

مسرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

"اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا۔

لسان العرب میں الازہری کا یہ قول منقول ہے کہ عرب قوم کے ہاں عید اس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی ہو یا غم ہو۔ (روزنامہ کوہستان۔ لاہور یکم شوال 1384ھ)

احسان الٰہی ظہیر:

غیر مقلدین کے لیڈر مولوی نے کہا کہ:

"مولد نبوی کی تعظیم اور اسے عید منانے کا بعض لوگوں کو ثواب عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ثواب ان کی نیت کی نیکی اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہوگا۔"

(ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور 15-7 مئی 1970ء)

مودودی:

"ہم نے (عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر رسول پاک ﷺ کی شان میں نکالے جانے والے جلوسوں کی کبھی مخالفت نہیں کی اور نہ اس روز نکالے جانے والے جلوسوں کے خلاف کبھی کوئی بیان دیا ہے۔ اگر ان جلوسوں میں اس طرح کی (غیر شرعی چمٹا باجا وغیرہ) چیزیں نہ ہوں تو ان میں شرکت کرنی چاہیے"۔

(روزنامہ امروز۔ مشرق 11 ربیع الاول 1390ھ 18 مئی 1970ء)

ایضاً:

مولانا مودودی نے عید میلاد النبی ﷺ پر پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ ربیع

الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خلاصہ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ الخ

(روزنامہ مشرق۔ امروز لاہور 12-3-90,19-5/70)

احمد علی لاہوری:

17 دسمبر 1979ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں آپ سے بورسٹل جیل تشریف لے جانے کی استدعا کی گئی۔ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرمایا۔

(ہفت روزہ خدام الدین 22 فروری 1963ء)

لولاک میں عید:

دیوبندی مکتب فکر کا لائل پور سے ہفت روزہ ''لولاک'' شائع ہوتا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے 24 تا 31 جولائی 1964ء کے ''لولاک'' کا ''عید میلاد النبی نمبر'' ہے، جس کے اداریہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے لکھا ہے:

(ہفت روزہ لولاک لائلپور 24 تا 31 جولائی 1964ء)

خدام الدین:

دیوبندی مکتب فکر کا ہفت روزہ خدام الدین لاہور 27 جولائی 1962ء کی اشاعت میں ایک اعلان میں میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق کیا ہے۔

ترجمان اسلام لاہور:

یہ رسالہ ہفت روزہ دیوبندی مکتب فکر کا ہے۔ اس کی 14 اکتوبر 1958ء کی

اشاعت میں میلاد النبی پر عید کا اطلاق کیا ہے۔

شورش کاشمیری:

اہل حدیث و دیوبند کے مایہ ناز مبلغ ممدوح نے 17 جولائی 1964ء کو عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر ہفت روزہ چٹان کا ''رحمۃ للعلمین نمبر'' پیش کیا۔ اور ''ہماری طرف سے اہل پاکستان کو عید میلاد النبی کی تقریب سعید مبارک ہو'' کے الفاظ سے اس تقریب سعید کو خراج عقیدت پیش کیا۔

قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند:

قاری صاحب کی زیر نگرانی دار العلوم دیوبند ماہنامہ نکلتا ہے۔ اس کی اکتوبر 1958ء کی اشاعت میں مولوی وحدالحسینی عید میلاد النبی پر لکھتے ہیں۔

فائدہ: لفظ عید کا اطلاق مضمون کا سرنامہ ہے۔ باقی مضمون ہمارے موضوع میں شامل نہیں۔

ناظم دار العلوم دیوبند:

ذیل کی نظم میں لفظ عید میلاد النبی پر استعمال ہوئی ہے:

نسیم صبح صادق ہے پیامی — مبارک مژدہ ہائے شاد کامی

جب آئی صحن گلزار حرم میں — چٹک کر ہر کلی نے دی سلامی

نزول رحمت حق ہو رہا ہے — زمانے سے گئی آوارہ گامی

یہ آمد اس محبوب کی ہے — کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی

جہاں والوں کی قسمت جگمگائی — جہاں افروز ہے نور گرامی

وہی مہر منیر قاب قوسین — وہی شمس الضحیٰ ماہ تمامی

خوشی ہے عید میلاد النبی کی | یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی | حضور سرور ذات گرامی
کہا بڑھ کر یہ جبریل امین نے | بشوقت جاں بلب آمد تمامی
حمید دل شکستہ بھی ہے حاضر | بصد شوق و بانداز غلامی

(ماہنامہ دار العلوم دیوبند نومبر 1957ء)

خلاصہ یہ کہ منکرین کے اکابرین کی شہادات اور ان کے رسائل ومشاہیر علماء کے متعلق ہمارے پیش کردہ مختصر حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اطلاق عید بر میلاد النبی ﷺ اور ولادت رسول ﷺ۔

12 ربیع الاول کی تاریخ ایک ایسی مسلمہ و ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مذہب کے انکار ومخالفت کے باوجود اس فرقہ کے اصاغر و اکابر اپنے قول وعمل سے اس کی حقانیت واہمیت کے اعتراف عید میلاد النبی کے اطلاق واستعمال پر مجبور ہیں۔ اور نفس تقریب ومحفل میلاد کو ناجائز قرار دینے کے لئے اصولاً ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں ہے جہاں تک گانے بجانے وغیرہ خلاف شرع حرکات کا تعلق ہے نہ خود اہل سنت اس کے قائل ہیں اور نہ کسی جگہ اس کے ارتکاب سے نفس تقریب کے جواز پر کوئی اثر پڑسکتا ہے۔

بے اصول مذہب:

دیوبندی وہابی مذہب عملی طور پر بیکار ومحض بے بنیاد ہے اس کے علمبرداروں نے اپنے قول وعمل سے میلاد شریف کو اپنا کر اس کے خلاف اپنے مذہب کی تصریحات کا

غلط و باطل ہونا اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔

مفاد پرست:

دیوبندی وہابی نہایت ابن الوقت ومفاد پرست ہیں جو اپنے مذہب کی رو سے عید میلاد کے مخالف ہونے کے باوجود اپنی مطلب پرستی و بھرم قائم رکھنے کے لئے نہ صرف عید میلاد کا نام لیتے بلکہ تقیہ بازی کے طور پر اس میں شامل بھی ہو جاتے ہیں جو مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کے علاوہ ان لوگوں کی ضمیر فروشی و دو رنگی چال کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

دورخ:

جو دیوبندی وہابی عید میلاد شریف کو ناجائز اور اس کے قائلین کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں وہ بھی نہایت بے اصول و دورخے ہیں اس لئے کہ جس بات کو وہ دوسروں کے لئے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں جب وہی بات ان کے اپنے بزرگ اختیار کرتے ہیں تو دم بخود ہو جاتے ہیں یعنی ان کے اصول کے مطابق ایک ہی کام یہ کریں تو جائز اور دوسرے کریں تو ناجائز۔ گویا شریعت نہیں ان کے گھر کا کھیل ہے۔ اگر یہ لوگ میلاد شریف کو بدعت قرار دینے میں بزعم خویش سچے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے ان زندہ و مردہ مولویوں کو بھی نام بنام گمراہ و بدعتی قرار دیں جن کے حوالہ جات ہم نے پیش کئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا مسلک:

مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی

مضبوطی واصول پروری کے باعث منکرین میلاد کے ایوان میں ایسا زلزلہ ڈال دیا ہے کہ عوام تو عوام دیوبندی وہابی علماء کا بھی اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا دشوار ہو چکا ہے اور صرف پاکستان ہی میں منکرین میلاد "بریلویت" کے سہارے کے محتاج نہیں بلکہ خود دیوبند میں بھی میلاد شریف کی صورت میں "بریلویت" کا پرچم بلند ہے۔ شاید ایسی ہی صورت کے پیش نظر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ:

"سچ لکھا ہے مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بعض دیوبندی علماء بھی بریلوی علم کلام کے 1/3 حصے سے موقع بہ موقع کام لیتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہم تو یہاں تک شہادت دیں گے کہ یہ علم کلام گاہے گاہے جامہ عمل بھی پہن لیتا ہے"

(ماہنامہ تجلی دیوبند جولائی 1958)

علت ومعلول:

شرع مطہر کا مسلم قاعدہ ہے کہ احکام شرعیہ علل کے اردگرد گھومتے ہیں اور سابق تحریر سے ہم نے واضح کر دیا ہے کہ ہر نعمت کے حصول پر سرور وفرحت طبعی امر ہے اور ہر سرور وفرحت کو شرعاً عید سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ ولادت نبوی ﷺ کی وجہ سے سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں منا رہے تھے۔ چنانچہ مختصر داستان ولادت ملاحظہ ہو۔

ولادت

فخر موجودات سرور کائنات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ "عام الفیل" میں نبوت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ برس بعد بارہویں ربیع الاول 43 کسروی

مطابق 29 اگست 570ء کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے۔

والد کی وفات:

آپ بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کو تجارت کے لئے ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ لیکن افسوس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پچیس برس اور کئی مہینے کی عین شباب خیز عمر میں مدینہ پہنچ کر انتقال کیا اور اسی احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کے ننھیال کے لوگ مدفون تھے۔

عجائبات قبل ولادت:

آپ کی والدہ آمنہ خاتون کو آپ کے حمل کی تکلیف مطلق نہ ہوئی۔ اور چھ مہینے تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آمنہ حاملہ ہیں۔ آمنہ خاتون کو حالت حمل میں وہ عجائبات نظر آئے جس سے حیرت ہوتی تھی۔ چلتی تھیں تو قدموں کے نیچے سخت پتھر نرم ہو جاتے تھے۔ نورانی ابر دھوپ کے وقت سر پر سایہ کرتے اور کنوئیں سے پانی لیتے وقت پانی خود بخود ابل کر کنارے آ لگتا تھا۔ آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب وضع حمل کا وقت قریب پہنچا اور مجھ کو خواب میں کسی کہنے والے نے اس کی اطلاع دی کہ اے آمنہ تم کو مبارک ہو تم خیر الانبیاء کے وجود باجود کی حاملہ ہو۔ اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ انتقال کرنے والے شوہر حضرت عبداللہ کی نشانی وجود کا خلعت پہننے والی ہے۔ غرض پورے نو مہینے گزرنے پر درد زہ محسوس ہوا تو میں دیکھتی تھی کہ ستارے آسمان سے جھکتے آتے ہیں اندیشہ ہے کہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چند ساعت کے بعد محمد ﷺ تولد ہوئے تو

مجھ کو اپنے بدن سے ایک نور جدا ہوتا نظر آیا۔ جس نے تمام گھر روشن کر دیا۔ اور وہ نور
آسمان کی طرف چڑھا اور مشرق و مغرب کے مابین پھیل گیا جس کے باعث بصرے
اور روم کے محل مجھ کو نظر آ گئے۔ میں نے اپنے پیٹ سے جدا ہونے والے نور پر نظر
ڈالی تو سجدہ میں پڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کی انگلی آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔ گویا
کہ آپ کسی معاملہ میں انتہا درجہ کی عاجزی و انکساری کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ کے
چہرہ سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ کے بدن سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں
اور آپ ﷺ کی زبان پر تھا......

لا الٰہ الا اللہ و انی رسول اللہ ۔

عجائبات بوقت ولادت:

اس وقت ملک فارس میں نوشیروان کی سلطنت تھی۔ جس کا لقب کسریٰ تھا۔
یکا یک اس کا وہ عالیشان اور مضبوط محل جو سو گز اونچا تھا ایک سخت زلزلہ سے لرز اٹھا اور
اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اسی رات کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ چند عربی
گھوڑے وحشی زبردست اونٹوں کو کھینچے چلے جاتے ہیں اور نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام بلاد
میں پھیل گئی ہے۔ معاً آنکھ کھل گئی اور نوشیرواں کے قلب میں ایک قدرتی ہیبت سما گئی
کسریٰ صبح کو نہایت پریشان اٹھا۔ لیکن شاہی ہمت و شجاعت کے خلاف سمجھ کر اس قلبی
ہیبت کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہوا شرمایا۔ جو رات سے اس کے دل میں پیدا تھی۔ لیکن یہ سمجھ
کر کہ کہیں اس خواب کا اثر ظاہر نہ ہونے لگے اس نے دربار عام میں ارکین سلطنت
کو اپنی خواب کہہ سنائی۔ دربار میں خبر پہنچی کہ اہل فارس کے بڑے آتشکدہ کی وہ آگ

جو ہزار برس سے جل رہی تھی جس کی پرستش تمام پادری کرتے تھے آج رات دفعتہ
ٹھنڈی ہو گئی، نہ معلوم کیا سبب ہے؟
دیگر اسی وقت حاکم ایلیا کی عرضداشت موصول ہوئی کہ آج شب دریائے
ساوہ یک لخت بالکل خشک ہو گیا ہے اور فوراً ہی دوسری اطلاع طبریہ کے عامل کی آئی
کہ آج رات طبریہ کے دریا کی روانی بالکل بند ہو گئی اور دریا سوکھ گیا۔
یکے بعد دیگرے ان وحشت ناک خبروں نے نوشیروان کو اور زیادہ پریشان
کر دیا اور فوراً فارس کے قاضی القضاۃ موبذان کو خواب کی تعبیر کے لئے بلایا گیا۔
موبذان نے عرض کیا حضور معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی بڑا ذیشان شخص پیدا ہوا ہے
اس سے نواح عرب میں کسی بڑے حادثہ کے ظاہر ہونے کی یقیناً امید ہے۔
نوشیروان شاہ ایران کو تسلی نہ ہوئی اور اس نے نعمان ابن المنذر کے نام
فرمان جاری کیا کہ کسی مشہور اور زبردست عالم کو فوراً ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ ایک
جہاں دیدہ ڈیڑھ سو برس کی عمر کا زبردست عالم عبدالمسیح نعمان کی طرف سے آیا اور
اس نے بھی وہی تعبیر بیان کی۔ نوشیرواں کا عبدالمسیح سے بھی عقدہ حل نہ ہوا تو
عبدالمسیح نے دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ اگر اجازت ہو تو اس کی تعبیر میں اپنے
ماموں سطیح سے دریافت کروں جو آج کل ملک شام میں مقیم ہے یقین ہے کہ وہ اس کی
تعبیر تسکین بخش دے گا کیونکہ اس سے بہتر عالم دارالسلطنت میں نہیں۔ غرض شاہی
اجازت سے عبدالمسیح سطیح کے پاس پہنچا لیکن اس وقت جبکہ وہ نزع کی حالت میں
گرفتار اور آخرت کے لمبے سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ غنیمت تھا کہ سطیح پر ابھی بے ہوشی
طاری نہیں ہوئی تھی۔ سطیح اپنے بھانجے عبدالمسیح کا کلام سن کر ہمت باندھ کر اٹھ بیٹھا۔

اور تمام ماجرا سن کر کہنے لگا کہ اے عبدالمسیح اس رات عرب میں ایک اللہ کا پیارا ذیشان بندہ پیدا ہوا ہے جس وقت شاہی محل کے کنگروں کی مقدار کے موافق یعنی چودہ بادشاہ اس تخت پر نہ بیٹھ لیں گے اس وقت تک تو یہ سلطنت بادشاہان فارس کی جانب منسوب ہوتی رہے گی لیکن اس کے بعد ایسی کایا پلٹ جائے گی کہ گویا کبھی بابل پر کوئی آتش پرست پارس قابض ہی نہ ہوا تھا۔ عبدالمسیح ماموں کے یہ کلمات سن کر واپس ہوا۔ اور نوشیرواں سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ نوشیرواں یہ سمجھ کر کہ چودہ نسل کی سلطنت ختم ہونے کے لئے مدت مدید اور زمانہ بعید کی ضرورت ہے مطمئن ہو گیا لیکن یہ کسے خبر تھی کہ زمانہ گزرتے کیا دیر لگتی ہے اور یہ باقیماندہ سلطنتیں کیسی جلدی گزریں گی۔ نوشیرواں کی اولاد میں اس پایہ تخت کا چودھواں حاکم یزدجرد تھا جس نے اپنی سلطنت 31 ہجری نبوی میں خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے کر اپنی جان ملک الموت کے حوالے کی۔ عبدالمطلب وقت ولادت کعبہ میں تھے یکا یک دیکھا کہ خانہ کعبہ کی دیواریں دفعتاً جھک گئیں اور پھر خود بخود سیدھی ہو گئیں۔ یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھ کر گھر آئے تو ہونہار پوتے کے پیدا ہونے کی خوشخبری کانوں میں پڑی۔

مولودِ مسعود (ﷺ):

حضور پاک ﷺ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے اور چونکہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے آپ کی کفالت آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لی۔ اور اس پر فخر کیا کہ یہ در یتیم اور سزاوار احمد فرزند ارجمند میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر میرے پاس رہے گا۔ ساتویں روز عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ

کا ایک ذبیحہ قربانی کر کے عقیقہ کیا اور تمام قریش کی دعوت کی۔ اسی روز آپ کا اسم مبارک محمد تجویز ہوا۔ ﷺ بقدر حسنہ و جمالہ

نوٹ: "عجائبات ولادت" کا یہ مضمون دیوبند کے مشہور فاضل مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی کا تحریر کردہ ہے جو دیوبندی وہابی مکتب فکر کے ترجمان ماہنامہ "پیام مشرق" لاہور نے اگست 1964ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ مولوی عاشق الٰہی چونکہ منکرین میلاد کے گروہ سے متعلق اور ان کے مایہ ناز عالم ہیں اس لئے ہم نے اہل دیوبند پر اتمام حجت کے لئے اس مضمون کو نقل کیا ہے تاکہ منکرین میلاد پر حجت قائم ہو۔ اور دیوبندی وہابی حضرات کو نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کی ایمان افروز روایات پر اعتراض وان کے انکار کی جرات نہ ہو۔

فائدہ:...... عنوان فقیر نے قائم کئے ہیں۔

دوسرا گواہ مولوی ذوالفقار علی:

یہ دیوبندی جو دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن کے والد ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف کی شرح عطر الوردہ میں لکھتے ہیں:

نمبر 1 "اے زمان ولادت و زمان رحلت حضرت رسالت پناہ تیرے فضائل کا کیا کہنا ہے تو تمام زمانوں سے افضل ہے کہ سورہ والعصر میں خدا نے تیری قسم کھائی۔ اور تجھ کو شرف وجود باوجود فخر عالم وآدم سے مشرف فرمایا۔

نوٹ:...... (قسم ارشاد فرمائی۔ کہنا چاہئے) کیونکہ اللہ کے لئے کھائی۔ وغیرہ جیسے اطلاقات سوء ادب ہیں۔ اویسی غفرلہ

نبی نور:

حضرت مقدسہ آمنہ مادر شریف سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرور عالم ﷺ کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا۔ اور مجھ کو قصور (محلات) شام معلوم ہونے لگے اور شام معلوم ہونے لگی۔ اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ عالم معطر ہو گیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ آپ کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آپ مختون و ناف بریدہ اور آلائش اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں بوقت ولادت حضرت کی دایہ تھی۔ سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔ اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں اول یہ کہ جب آپ شکم مادر سے جدا ہوئے تو آپ نے خداوند تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے سر اٹھایا اور لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا تیسرے یہ کہ تمام گھر آپ کے نور سے روشن ہو گیا چوتھے یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے ان کو شکم مادر سے غسل کیا ہوا اور پاک و صاف جدا کیا۔ پانچویں یہ کہ آپ مختون و ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

نمبر ۲:...... نوشیرواں کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہو گیا کہ لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا

اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اس پر کاہنوں نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہوں گے یہ سن کر کسریٰ کو فی الحال تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصہ دراز چاہئے مگر حال یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں ان کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ تک ختم ہو گئے۔

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اٹھا جس وقت اس کی آمد ہے

نمبر ۳:...... آپ کے میلاد شریف کے وقت آتش نمرود جو ہزار سال سے برابر روشن تھی۔ بسبب افسوس کے جو بطلان دین مجوس اور انشقاق ایوان کے باعث تھا جو اس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہو گئی وہ ہے۔ اور نہر فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیروان نے پل باندھ کر عمارات عالیشان اور اس کے گرد بہت سے آتشکدے اور کنائس بنائے تھے ایسی حیران اور بے خود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر سادہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

نمبر ۴:...... منکرین نے بچشم خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات وبینات مذکورہ بالا کے جنات پر جو استراق سمع کے لئے اطراف آسماں کی طرف جاتے تھے۔ برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقت ولادت شریف تمام روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں اختصارا چھوڑی گئیں۔ اور شب ولادت حضرت محمد ﷺ میں تخت ابلیس الٹ گیا حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے

وہ کہتے تھے میں شب ولادت حضرت ﷺ میں کعبہ شریف میں تھا۔ قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی اور بت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہو گئے اور بت ہبل جو سب سے بڑا تھا منہ کے بل گر پڑا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد ﷺ کو جنا اور قریش کے ایک فریق کا ایک بت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے تھے ایک شب وہ بت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہو گیا لوگوں نے اس کو پھر سیدھا کیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوئے اور ان کے نور سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اور تمام بت منہ کے بل گر پڑے اور بادشاہوں پر ان کا رعب چھا گیا۔

تیسرا گواہ:

مولوی اشرف علی تھانوی، دیوبندی حکیم الامت نے نشر الطیب میں بھی اسی طرح کے عجائبات ولادت اور اس سے قبل و بعد کے واقعات نقل کیے ہیں۔

رونے والوں سے نہیں، خوشی منانے والوں سے گزارش

دولت ایمان و اسلام پانے والو ایمان سے کہیے کیا ایسی نعمت عظمیٰ کسی قوم کو ملے تو کیا وہ اس حصول نعمت پر عید نہ منائے گی ہاں جو لوگ ایسی نعمت پر بجائے اظہار فرحت و سرور کے سر پر خاک ڈالیں اور روئیں دھاڑیں ماریں ابلیس کی طرح مغموم و محزون ہوں تو ان کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں سوائے اس کے انہیں کہہ دیا جائے مُوتُوْا بِغَيْظِكُمْ " اپنے غصہ و غضب میں ڈوب کر مر جاؤ۔

اہل ایمان کو نعمت ملنے پر اظہار تشکر کا حکم

الحمد اللہ ہم اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ سمجھتے اور اس پر خوشی مناتے اور آپ کی تقریب میلاد کو عید سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا۔

تفسیر:

آیت ہذا میں آپ ﷺ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر اپنا احسان نہیں جتلایا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

۲..... اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ كُفْرًا

وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کر ڈالا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

واللہ کفار قریش و محمد نعمة اللہ تعالیٰ

(رواہ البخاری)

اللہ کی قسم الذین سے کفار اور نعمۃ اللہ سے حضور عالم ﷺ مراد ہیں۔

۳..... يَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں۔

فائدہ:......حضرت زجاج اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں۔ پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

۴......اَنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے مراد حضور سرور عالم ﷺ ہیں کیونکہ آپ نعمت عظمیٰ ہیں اس لئے کہ آپ رحمۃ للعلمین ہیں اور آپ کے سبب سے جو منافع وفوائد حاصل ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں۔

۵......آپ کے اسماء گرامی سے ایک اسم مقدس نعمت اللہ بھی ہے۔ کذا فی دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرھا۔ اور آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق نعمت عظمیٰ ہونے کا انکار کسی کو نہیں کیونکہ آپ ہی کا تو صدقہ ہے کہ ہمیں دولت اسلام اور جمیع برکات ربانیہ نصیب ہوئے۔

قاعدہ نمبر۱:......

نعمت کے حصول پر ادائیگی شکر لازم ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

تفسیر:......آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت ملنے پر شکر گزاری کا حکم دے رہا ہے اور ظاہر ہے کہ سب سے بڑی نعمت حضور سرور عالم ﷺ کی تشریف

آوری ہے اس حکم کے مطابق اسی نعمت کا شکریہ بجالانا اور اس پر اظہار مسرت وغیرہ اہل ایمان کے لئے لازم ہے اور فرمایا:

۲۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ

اس میں بھی نعمت پر شکر گزاری پر ترغیب ہے ورنہ عذاب شدید کی وعید

قاعدہ نمبر۲:

ایسی نعمت عظمیٰ کے شکر کی ادائیگی کسی گوشہ میں بیٹھ کر نہیں کرنی چاہئے بلکہ چرچے سے تاکہ نعمت کی عظمت کا پرچار ہو جیسا کہ قرآنی آیات شاہد ہیں:

۱......وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ کی نعمت کو آپس میں یاد کرو۔

تفسیر:......اس آیت سے معلوم ہوا کہ نعمت اللہ کا ذکر اور اس مقدس دن کی یاد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایسی خوش عقیدگی سے منانا چاہئے کہ غیر مسلم قومیں بھی انگشت بدندان ہوں اور ہر مذہب کا پیرو کار مجبور ہو کر شہادت دیتا کہ اگرچہ مسلمانوں کا نبی (علیہ السلام) اپنی امت سے چودہ سو سال سے پردوں میں ہے لیکن امت نے عشق والی ومحبت صدیقی کی اقتداء واتباع کو نہیں چھوڑا۔

۲......ورفعنا لك ذكرك

اور ہم نے آپ کا ذکر شریف بلند کیا۔

فائدہ:......اس کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تفسیر کبیر میں کہ ہم نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو زمین و آسمان میں مشہور کیا اور آپ کا ذکر زمین کے

کناروں تک پھیلا دیا اور آپ کا ذکر دلوں میں محبوب و مطلوب بنا دیا پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

کان الله یقول املأ العالم من اتباعك کلهم یثنون علیك

یعنی گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم تمام عالم کو آپ کے تابعداروں سے بھر دیں گے وہ سب آپ کی تعریف کریں گے اور آپ کا درود پڑھیں گے۔

بتایئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی اکرم ﷺ کے ذکر کو کس طرح پھیلایا یہی تو حضرات ہیں جو اس انتخاب میں آئے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی شان کے گیت گاتے اور ایسے چرچے کرتے ہیں کہ خوابیدہ دنیا جاگ اٹھتی ہے۔ عید میلاد کی رونق تو ایسی جاذب ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے سنگدل لوگ بھی ایسے چرچے میں شریک ہونے کو باعث فخر و ناز سمجھتے ہیں۔

۳...... نبی کریم ﷺ کا چرچا خصوصاً بارہویں کی پر شکوہ محفل اہل اسلام سے کبھی نہیں چھوٹی اگرچہ دیگر مستحبات اہل اسلام عمل میں لاتے ہیں لیکن بارہ ربیع الاول کی محفل میلاد شریف کا چرچا تو مسلمانوں کو ایسا بھا گیا کہ نہ کبھی منقطع ہوئی اور نہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت منقطع ہوگی۔

۴...... لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

تا کہ اے لوگو۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۵...... وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ان پانچ آیات مبارکہ اور دیگر بکثرت آیات کی روشنی میں میلاد شریف کی عظمت و شان و شوکت اور برکت و اہمیت ہر صحیح العقیدہ اور سلیم الطبع مسلمان پر واضح و ظاہر ہے۔ ان آیات میں اللہ کے عظیم احسان۔ نور کی آمد۔ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار۔ رسول اللہ کی تعظیم و توقیر اور رب کی نعمت کا چرچا کرنے کا بیان ہے۔ اور بلاشبہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی نورانی تقریب۔ محافل میلاد و جلوس ہائے مبارک اللہ تعالیٰ کے اسی احسان عظیم کے شکریہ۔ نور کے سرور، اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اللہ کی نعمت عظمیٰ کے ذکر و چرچا پر مشتمل ہیں اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا احسان، اللہ کا نور، اللہ کا فضل، اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت جانتا اور مانتا ہے اس کو میلاد شریف کو عید (خوشی) کہنے میں کسی قسم کی جھجک نہیں ہو سکتی۔

حدیث شریف:

جب رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بدیں الفاظ اپنی ولادت و یوم ولادت کی اہمیت واضح فرمائی کہ:

فیه ولدت و فیه انزل علی (مسلم)

اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن کا نزول ہوا۔

ہم نے بخوف طوالت صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا ہے۔

اجماع امت:

قرآن و حدیث کے بیان کے بعد اگر امت کے عمل و اہل اسلام کا تعامل

دیکھا جائے تو اس میں بھی سواد اعظم اہل سنت وجماعت کی تائید اور میلاد شریف کی
ترغیب ہی ظاہر ہوتی ہے اور آئمہ کرام بزرگان دین اور سلاطین اسلام ومشاہیر قوم،
ذکر حبیب ومیلاد شریف کی تعریف وستائش میں رطب اللسان وشفق البیان نظر آتے
ہیں۔ بطور تبرک اہل محبت کے دلوں کی تازگی کے لئے صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا
جاتا ہے۔

شیخ الاسلام:

امام الحفاظ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"
مجھے اصل ثابت پر میلاد شریف کی تخریج ظاہر ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ بخاری ومسلم
میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ دار
پایا۔ اور جب انہیں اس کے دن پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عاشورہ کے دن اللہ نے
فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس لئے ہم اس کے شکریہ میں روزہ
رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے جس دن اللہ نے نعمت عطا فرمائی یا زحمت دفع فرمائی اس
معین دن میں شکر بجالانا اور ہر سال اسی دن اس کا اعادہ کرنا مستفاد ہوا۔ اور اللہ کا شکر
نفل روزہ صدقہ خیرات تلاوت وغیرہ عبادت کی ہر قسم سے حاصل ہوتا ہے اور جس دن
اس نبی رحمت ﷺ کا ظہور ہوا اس سے بڑی نعمت اور کونسی ہے؟ اس لئے مناسب
ہے کہ خاص یوم ولادت کو تلاش کیا جائے تاکہ عاشورہ کے دن موسیٰ علیہ السلام کے
قصہ سے مطابق ہو اور جو اس معین دن کا لحاظ نہ کرے اس مہینہ کے کسی دن یا سال کے
کسی دن بھی عمل میلاد کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بہر حال یہ عمل میلاد کی

اصل ہے"

امام سیوطی:

امام جلال الملۃ والدین سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد
شریف کے احتساب پر "حسن المقصد فی عمل المولد" کے نام سے ایک مستقل رسالہ
تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں ایک دلیل یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ "امام بیہقی حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا۔
حالانکہ حضور کی ولادت کے ساتویں دن آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی آپ کا
عقیقہ کر چکے تھے۔ لہذا حضور کا دوبارہ عقیقہ فرمانا اس پر محمول ہوگا کہ آپ نے اپنے رحمۃ
اللعالمین مبعوث ہونے پر اللہ کے شکریہ اور اپنی امت کی تعلیم کے لئے ایسا فرمایا پس
حضور ﷺ کی پیدائش پر اجتماع کرنا۔ کھانا کھلانا اور اس قسم کی نیکیوں کو بجالانا اور
خوشیوں کا اظہار کرنا بطور شکر ہمارے لئے مستحب ہے۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے اس
بیان کو نقل فرما کر اسے ثابت رکھا ہے۔ نیز میلاد شریف کے بیان میں "الکوکب المنیر
فی مولد البشیر والنذیر" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور قیام تعظیمی کے
متعلق لکھا ہے کہ

"بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر ولادت کے
وقت تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس ہیئت کے ساتھ یہ قیام بدعت لا اصل

ہے۔لیکن بدعت حسنہ ہے اس لئے کہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجتماع تراویح کے متعلق فرمایا تھا نعمت البدعۃ۔یہ اچھی بدعت ہے۔امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں جو نئی چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو وہی بدعت ضلالت ہے اور جو نئی بات کار خیر سے ہو اور کتاب وسنت اجماع واثر کے مخالف نہ ہو وہ بدعت محمودہ ہے۔

عالم امت:

مقتدائے آئمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قیام تعظیمی فرمایا۔اور آپ کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے اس سلسلہ میں آپ کی پیروی کی۔جس سے مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا۔اور اقتداء کے لئے اتنے کثیر اور اتنے بڑے مشائخ کا عمل کافی ہے۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ:

شارح مسلم کے شیخ حضرت امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ہر سال حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے دن جو صدقات، نیک کام اور زینت وخوشی کا اظہار کیا جاتا ہے یہ بدعت حسنہ ہے۔جس سے فقراء کے ساتھ حسن سلوک کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت وتعظیم اور جذبہ تشکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو پیدا فرما کر ہم پر احسان کیا۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہت موجودہ میلاد

شریف کا سلسلہ مبارک قرون ثلاثہ کے بعد جاری ہونے کے باوجود امت میں مقبول ہوا کہ تمام روئے زمین اور بڑے بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف کراتے ہیں۔مختلف صدقات بانٹتے ہیں اور مولود شریف پڑھتے ہیں۔جس کی برکات سے ان پر فضل عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ المیلاد النبوی میں فرماتے ہیں "مکہ، مدینہ، مصر، یمن، شام تمام بلاد عرب اور مشرق ومغرب میں اہل اسلام ہمیشہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔سرمہ لگاتے، خوشبو چھڑکتے، اپنا مال خرچ کرتے اور میلاد شریف سننے کا اہتمام بلیغ فرماتے ہیں۔اور اجر جزیل وفوز عظیم حاصل کرتے ہیں اور یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ میلاد شریف کی برکت سے مال میں، اولاد میں، گھروں میں، شہروں میں خوب خیر وبرکت، سلامتی وعافیت کشائش رزق، سکون وقرار اور امن وامان کا سال بھر ظہور ہوتا ہے" (المیلاد النبوی صفحہ 59)

شیخ محقق سیدنا شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ابولہب نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کر دیا اور موت کے بعد جب اس سے خواب میں پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال تو اس نے کہا میں آگ میں ہوں لیکن ہر پیر کی رات تخفیف ہو جاتی ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں کیونکہ میں نے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر

ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اور اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس ابولہب کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔ جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر اسے بھی آگ میں اس کی جزا ملی ہے تو جو مسلمان امتی آپ ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی مناتا ہے اور حسب استطاعت آپ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟ اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اسے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں صدقہ کرتے ہیں نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں میلاد شریف سننے کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر فضل عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔ میلاد شریف کے خواص میں سے یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ سال بھر امان ہے اور مقصد بر آری و آرزو جلد پوری ہونے کی بشارت ہے۔ پس اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو ماہ میلاد کی راتوں کو عیدین بناتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کی بیماری میں شدت ہوتی ہے جن کے قلوب میں مرض اور عناد ہے

(ماثبت من السنۃ صفحہ 60 مدارج النبوت ج 2 صفحہ 19)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

سیدنا امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

"مجلس مولود میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور

حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام و اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے۔ راگ اور موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ جس مجلس مولود میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس میں کوئی ممانعت نہیں" (مکتوبات دفتر سوم صفحہ 169)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

علیہ رحمۃ الباری نے میلاد شریف کی تائید و ترغیب میں "المورد الروی فی مولد النبی" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ مکہ، مدینہ، مصر، شام، روم و اندلس وغیرہ جمیع ممالک میں عمل مولد جاری ہے اور اس کی عظمت کی بناء پر علماء و مشائخ میں سے کوئی بھی اس میں شمولیت سے انکار نہیں کرتا"۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ:

ولی کامل شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو چند من چاول پکا کر رسول اللہ ﷺ کے حضور نذرانہ پیش کرتے۔ لطف یہ کہ چاول کے ہر دانہ پر تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی ہوتی۔ میلاد شریف کے ایام میں شیخ موصوف چاول کی اس مقدار پر ہر روز ایک ہزار پیمانہ زیادہ کرتے۔ یہاں تک کہ 12 ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار زیادہ فرماتے۔ اندازہ کیجئے کہ ان بارہ دنوں کا مجموعی خرچ کہاں تک پہنچتا ہوگا۔ اور میلاد شریف کا لنگر کتنا وسیع ہوگا۔ (اخبار الاخیار صفحہ 227)

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان ولی اللہ کے مورث اعلیٰ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لئے کھانا تیار کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں"۔ (در ثمین شاہ ولی اللہ صفحہ 18)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

وہابیہ و دیوبندیہ کے مسلم امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"مکہ معظمہ میں نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ کے مولد مبارک پر حاضر تھا۔ جس میں حاضرین نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین صفحہ 27)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

استاذ کل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

1......"ربیع الاول شریف کی برکت نبی پاک ﷺ کی میلاد شریف سے ہے جتنا

امت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی۔ ج ا صفحہ 163)

2......جناب علی محمد خان رئیس مراد آباد کے نام ایک مکتوب میں فرمایا:

"12 ربیع الاول شریف کو لوگ حسب معمول مجلس مولود شریف میں جمع ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر تو حضور ﷺ کے فضائل، ولادت باسعادت، شیر خوارگی اور حلیہ شریف کا بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے"۔

(انوار ساطعہ صفحہ 126)

استاذ العلمائے دیوبند و وہابیہ:

حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (جنہیں دیوبندی وہابی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب براہین قاطعہ میں صفحہ 19 پر "ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے (فرماتے ہیں کہ:

"میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقاد مجلس میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد ﷺ کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت ﷺ اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری

خاندان ولی اللہ کے مورث اعلیٰ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لیے کھانا تیار کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں''۔ (در ثمین شاہ ولی اللہ صفحہ 18)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

وہابیہ و دیوبندیہ کے مسلم امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''مکہ معظمہ میں نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ کے مولد مبارک پر حاضر تھا۔ جس میں حاضرین نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین صفحہ 27)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

استاذ کل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

1......''ربیع الاول شریف کی برکت نبی پاک ﷺ کی میلاد شریف سے ہے جتنا

امت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

(فتاوی عزیزی۔ ج ا صفحہ 163)

2......جناب علی محمد خان رئیس مراد آباد کے نام ایک مکتوب میں فرمایا:

''12 ربیع الاول شریف کو لوگ حسب معمول مجلس مولود شریف میں جمع ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر تو حضور ﷺ کے فضائل، ولادت باسعادت، شیر خوارگی اور حلیہ شریف کا بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے''۔

(انوار ساطعہ صفحہ 126)

استاذ العلمائے دیوبند و وہابیہ:

حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (جنہیں دیوبندی وہابی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب براہین قاطعہ میں صفحہ 19 پر ''ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے) فرماتے ہیں کہ:

''میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقاد مجلس میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد ﷺ کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت ﷺ اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری

طرف سے آریہ لوگ جو (خدا ان کو ہدایت کرے) پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شرائط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیں۔ اس وقت فرض کفایہ ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں اور معین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء، صالحین، متکلمین اور صوفیا اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے"۔

(انوار ساطعہ صفحہ 294)

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

پیر و مرشد علمائے دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

"فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقافت صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے۔ جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے"۔

چرچا کرو:

"ایسے (پرفتن) وقت میں رسول اللہ ﷺ کے محامد اوصاف و مکارم

الاق کو مشتہر اشاعت عام کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے"

دیدار:

ایک مرتبہ حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا۔ حضرت میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟ جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے۔ میرے ذوق و شوق نے اور محبت رسول نے فوراً کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔

(اخبار رضوان لاہور 14/7 اپریل 1952ء)

مدہوش رہا:

"میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھے ہوش آیا۔ تب بیٹھا"۔

مشرب فقیر:

"انوار ساطعه (دربیان مولود و فاتحه) را از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبر نظر کردم همه تحقیق را موافق

مذہب و مشرب خود بزرگان خود یافتم "

پیر کا مذہب:

" فی الحقیقت نفس مطلب کتاب انوار ساطعه موافق مذهب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید . جزاکم الله خیر الجزا۔

(انوار ساطعہ صفحہ 298-299)

ہر سال انعقاد میلاد:

''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں''۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۹)

جملہ اہل حرمین:

مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت مآب کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے''

(شمائم امدادیہ صفحہ 88)

سلطان ابوسعید مظفر علیہ الرحمۃ ہر سال جشن عید میلاد النبی ﷺ پر تین لاکھ اشرفی خرچ فرماتے تھے اس زمانہ میں حضرت وحیہ کلبی صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک جلیل القدر عالم شیخ ابو الخطاب نے مولود شریف کے بیان میں ''التنویر فی المولد البشیر النذیر'' کے نام سے ایک کتاب لکھ کر سلطان کو سنائی تو اس نے آپ کو ایک ہزار

اشرفی انعام دیا۔ سلطان ابوسعید کے متعلق علامہ ابن کثیر، علامہ زرقانی، امام سیوطی اور سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ بہت بہادر، جوانمرد، سخی، دلیر، عقلمند، عالم عادل اور قابل تعریف سیرت و عادت کا حامل تھا۔ محفل میلاد میں اس کے پاس اکابر علماء و صوفیاء کا اجتماع ہوتا تھا۔ وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا بہنوئی تھا۔ اور اس کی سخاوت وسادگی کا یہ عالم تھا کہ اسے معمولی پہننے پر جب توجہ دلائی گئی تو اس نے کہا کہ میں معمولی قیمت کا لباس پہن کر باقی فقراء پر صدقہ کروں۔ اس سے بہتر ہے کہ بیش قیمت لباس پہنوں اور فقراء و مساکین کو فراموش کر دوں۔

سلطان موصوف عکا شہر میں فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ 633ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ تاریخ ابن کثیر، مرآۃ الزمان۔ حسن المقصد، زرقانی

سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ:

نے 1084ء میں دار الحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور ﷺ کا کما حقہ، انتظام 12 ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی۔ یہ جشن میلاد النبی ﷺ ایک طرح شاہی اہتمام کے ذریعے تعمیر مسجد کا اختتام تھا۔ چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر 12 ربیع الاول 1082ھ کو منعقد ہوئی جس کے بعد بادشاہ 12 ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے 17 ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 20-01-86)

سلطان مصر نے 12 ہزار آدمیوں کے سایہ کے لئے ایک خوبصورت سائبان بنوایا جو صرف میلاد شریف کے لئے لگایا جاتا تھا۔ اور پھر لپیٹ دیا جاتا تھا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں میں 785ھ میں سلطان مصر کی طرف سے منعقدہ محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور محفل کی شان و شوکت دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی۔ میرے خیال میں اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا۔ طعام خوشبو اور روشنی کا شاندار انتظام تھا پچیس حلقے چھوٹی عمر کے لڑکوں کے تھے جو قرأت سے قرآن پڑھتے تھے۔

(انوار ساطعہ بحوالہ المورد الروی وغیرہ)

فائدہ:..... مذکورہ حوالہ جات سے ہر انصاف پسند و سلیم الطبع مسلمان کے لئے روز روشن کی طرح جشن عید میلاد النبی ﷺ کا جواز واضح ہو گیا خواہ میلاد و مولود شریف کی مجالس قائم کر کے تمام اہل اسلام، علماء و آئمہ اور سلاطین و جمہور مسلمین کا عمل و اتفاق ہے کیونکہ نفس ذکر ولادت اور اصل تذکرۂ میلاد رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ و تابعین سے بیان و منقول ہونا اتنا ظاہر و باہر ہے کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

اگرچہ مخالفین ہیت کذائیہ سے میلاد و جشن عید اور محافل و مجالس کے منکر ہیں تو وہ ان کی اندرونی بیماری کی وجہ سے ورنہ شریعت مطہرہ کا کوئی قانون نہیں کہ اصل فعل کے لئے ہیأت کی تبدیلی سے اصل بھی حرام ہو جائے۔

شرعی مثالیں:

اصل مقصود ہے نماز کا وضو۔ اب اس کی ہیأت میں کتنی تبدیلیاں آ گئی ہیں۔

ایسے ہی مسجد میں نماز پڑھنا خواہ مسجد کی ہیأت کی کتنی ہی تبدیلیاں ہو جائیں، اور ہو گئی ہیں وغیرہ۔ اب اگر کسی کو نماز نہ پڑھنے کی بیماری ہو تو وہ کہے کہ میں تو ٹونٹیوں پر وضو نہیں کرتا کہ یہ بدعت ہے۔ اور پانی کی بھی ٹینکی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی کہے کہ میں مسجد میں نہیں جاتا کیونکہ یہ مسجد بدعت کی ان گنت باتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے ہر انسان یقین کرے گا کہ اسے نماز نہیں پڑھنی ہے صرف عذر کر رہا ہے۔ ایسے ہم کہیں گے کہ ان لوگوں کو نبی علیہ السلام کے اعزاز و اکرام سے ضد ہے بدعات کا صرف عذر ہے۔

ورنہ کس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر اہل اسلام کو کتنا خوشی ہے وہ خوشی جس طریقہ سے ہو؟ اور یہ خوشی بجا ہے کیونکہ ربیع الاول کا وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آفتاب نبوت ماہ رسالت ﷺ نے طلوع فرما کر اپنی ضیا پاشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا جس کے عالم وجود میں آتے ہیں کفر و ضلالت کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور کائنات کا کونہ کونہ بقعۂ نور بن گیا دنیا پر ترقی کے دروازے کھل گئے وہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خونخوار درندے بن چکے تھے کمال انسانیت کے مرتبے پر فائز ہو کر اخلاق و اعمال کے پیکر بن گئے۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشک خضر بنا دیا	رہزنوں کو دی ندا بن گئے شمع رہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی	تیرے غضب نے بند کی رسم رہ ستمگری
تیری پیغمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے	دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہ قیصری

فرزندان توحید اس دن کو یاد کر کے سرور عالم نور مجسم ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت وتحفہ صلوٰۃ و سلام پیش کر کے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ بعض بدبخت

ایسے بھی ہیں جو خود تو ایسی سعادت سے محروم ہوتے ہیں لیکن دوسرے اہل اسلام کو بھی روکتے ہیں نہ صرف روکتے ہیں بلکہ قرآن وحدیث کی آڑ لے کر طرح طرح کی رخنہ اندازیاں کرتے ہیں ہم نے اس رسالہ میں ان کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی کوشش کی ہے کہ اس تقریب سعید پر اجر وثواب کے علاوہ اور کتنا دینوی فوائد نصیب ہوئے۔ تفصیل رسالہ المیلاد میں ہے مختصراً یہاں عرض کئے جاتے ہیں۔

میلاد شریف کی برکات وفوائد

تخفیف عذاب از ابولہب:

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد ﷺ) پیدا ہوئے ہیں۔ ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا "ثوبیہ جا آج سے تو آزاد ہے" سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا۔ قرآن پاک میں پوری سورۃ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ اس کی مذمت میں موجود ہے۔ مگر حضور پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے:

فلما مات ابولهب قراة بعض اهله بشر حالة قال له ماذا لقيت قال ابولهب لم الق بعدكم خيرا انى سقيت فى هذاه بعتاقتى ثويبه.

(بخاری شریف)

کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اس کو

خواب میں بہت برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس (کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

شرح الحدیث:

حدیث ہذا کے متعلق شاہ حسین نے بتایا

(۱)..... حضرت علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فتح الباری صفحہ 118 ج 9 میں لکھتے ہیں کہ:

ذكر السهيلى ان العباس قال لما مات ابولهب رأيتة فى منامى بعد حول فى شرحال فقال ما يقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عنى فى كل يوم الاثنين و ذالك ان النبى ﷺ ولد يوم الاثنين و كانت ثويبة بشرت ابا الهب بمولدة فاعتقها.

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسکو خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

کافر و مومن کا موازنہ:

ابولہب کافر تھا، ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام اس نے بھتیجے سمجھ کر بطور رسم خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ہونے کی وجہ سے اور ہم رسول اللہ ﷺ سمجھ کر ولادت کی خوشی کرتے ہیں جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

دوستاں را کجا کنی محروم　　　تو کہ باد شمناں نظر داری

(۲)......سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

دریں جا سند است مر اهل موالید را که در شب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولهب که کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریه وے بجهت آنحضرت جزا داده شد تا حال مسلمان مملو است به محبت و سرور بذل در وے چه باشد و لیکن باید که ازبد عتها که عوام احداث کرده انداز تغنی و آلات محرمه و منکرات خالی باشد.

(مدارج النبوت)

اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا جب حضور پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا

گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں، گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

(۳)......حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اسی ابولہب کے واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں:

فما بال حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده و یبذل ما اتصل الیه قدرتهٔ فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاءہ من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ 139)

کہ جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام پا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزاء ہوگی کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

فائدہ:......اسی لئے علامہ امام احمد بن محمد عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوٰة

والسلام یعلمون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یقنون بقراءة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشریٰ عاجلة بنیل البغیة لمرام فرحم الله امرأ اتخذ لیالی شهر مولده المبارك اعیادا لیکون اشد علة علی من فی قلبه مرض

(زرقانی علی المواہب صفحہ 139)

حضور پاک ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے وخیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائیں ان پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

فائدہ:...... امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کے منعقد کرنا، ذکر میلاد کرنا، کھانے پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقے و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں۔ اور ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول اللہ کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔ امام قسطلانی پر بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔ باقی فوائد و فضائل فقیر کے رسالہ ''المیلاد'' میں ہیں۔

۱...... میلاد شریف (ربیع الاول) میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

۲...... کھانے پکانے کا اہتمام اور انواع و اقسام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

۳...... ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا اظہار شعار مسلمین ہے۔

۴...... ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

۵...... ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

٦.....میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے۔

٧.....محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں تو وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔

٨.....انعقاد محافل میلاد مقصود ومطلب پانے کے لئے جلد آنے والی خوشخبری ہے۔

٩.....میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

١٠.....ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید منانا ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

اولیائے امت وعلمائے ملت کی بھی سنیئے

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

''میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کردوں''

سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

''جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس کی تعظیم کی۔ تحقیق وہ ایمان میں کامیاب ہوگیا''۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ:

''جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور روشنی کی۔ نیا لباس پہنا اور خوشبو اور عطر لگایا میلاد کی تعظیم کے لئے تو اللہ بروز قیامت حضرات انبیاء کے ساتھ حشر کرے گا۔ اور وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

''جس نے میلاد کے لیے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور احسان کیا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ جنات نعیم میں پہنچے گا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ:

''جس شخص نے ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلاد شریف پڑھا جارہا ہو تو اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک کا قصد کیا۔ اس لئے کہ اس نے محض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لئے ایسا کیا''۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

جس نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر میلاد شریف پڑھوایا تو اس شے میں برکت ظاہر ہوگی جو اس کو حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کی مغفرت کردے گا''۔

''اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا تو جو اس پانی کو پیے گا اس کے قلب میں ہزار نور داخل ہوں گے اس کے قلب سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائے گی اور اس کا قلب اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن دل مردہ ہوجائیں گے''۔

"جس نے نقدی و کرنسی پر میلاد پڑھوایا اور رقم کو دوسری رقم میں ملایا تو اس میں برکت ہوگی اور نہ یہ شخص محتاج ہوگا نہ اس کا ہاتھ خالی ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

"جس گھر یا مسجد یا محلہ میں میلاد شریف پڑھا جائے گا تو فرشتے اس پر چھا جائیں گے اور ان کے حاضرین پر دعاء رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و خوشنودی سے نوازے گا"۔

"جو مسلمان اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے گا اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط و وباء، جلنے ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض و حسد اور بدنظری اور چوری سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مرجائے گا تو اس پر منکر نکیر کے جواب آسان کرے گا اور وہ سچائی کی جگہ میں حضور الٰہی میں رہے گا"۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

اکابر بزرگان دین کے ارشادات مبارکہ نقل فرما کر لکھتے ہیں:

"جس کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا ارادہ ہو اس کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے اور جس کے دل میں تعظیم نہیں ہے اس کے لئے اگر تو دنیا بھر کی تعریفیں لکھ ڈالے تو بھی اس کا دل محبت نبوی میں متحرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان میں رکھے جو تعظیم کرنے اور قدر پہچاننے والے ہیں (النعمۃ الکبریٰ)

ناظرین غور فرمائیں کہ اکابر مشائخ وصلحائے امت وعلمائے ملت کو اس پاک

تقریب سے کتنے فوائد نصیب ہوئے اب کوئی ان فوائد و برکات کو ٹھکرا کر صرف بدعت بدعت کی رٹ لگائے تو اسے کیا کہا جائے گا۔

اب سنئے میلاد دشمنی میں ان کے دل کی بھڑاس:

دشمنان میلاد کے دل کی بھڑاس:

تصریحات مذکورہ ان برگزیدہ شخصیات کی ہیں جن کے طفیل دولت اسلام محفوظ ہو کر ہمارے ہاں پہنچی اور جن کے صدقے علم وعمل کا دم بھرنے والے علماء بلکہ مسلمان بنے۔

روز روشن کی طرح میلاد شریف کے ثبوت وجواز اور منکرین میلاد کے اکابر کی تائید کے باوجود دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر کے لوگ اپنی ضد وہٹ دھرمی کے باعث جشن میلاد النبی ﷺ کے شدید ترین منکر ومخالف ہیں یہاں تک کہ مجلس میلاد میں خلاف شرع امر نہ پائے جانے کی صراحت واہتمام کے باوجود بھی اس نورانی تقریب وپاکیزہ محفل کو ممنوع وناجائز ٹھہرایا جاتا ہے۔

گنگوہی:

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

"عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں"۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 410)

سوال:...... محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور

روایات موضوعہ اور کاذبہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب:...... ''ناجائز ہے۔ بسبب اور وجوہ کے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 427)

مودودی:

نام نہاد جماعت اسلامی کا امیر مولوی مودودی لکھتا ہے کہ

۱...... ''یہ بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت و وفات --- کرامات و خوارق اور اللہ کے ہاں ان کی تقریبات کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔''

(تجدید و احیاء دین صفحہ 12)

۲...... ''میرے نزدیک میلاد یا سیرت کے یہ جلسے جو ربیع الاول کے موسم میں ہوتے ہیں مسلمانوں کے ان تفریحی مشاغل میں شامل ہو گئے ہیں جن سے مقصود بجز اپنے نفس کو فریب دینے کے اور کچھ نہیں اس لئے میں اس قسم کے جلسوں میں شرکت کو نہ صرف یہ کہ غیر مفید سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ہم مسلمانوں کو اس پرانی بیماری کی قوت پہنچانے کے مجرم نہ بن جائیں''۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن 1945ء)

۳...... یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عین میلاد کے دن لاہور میں شیطان کا علم (جھنڈا) بلند کیا گیا''

(نوائے وقت 5-07-66)

۴...... یہ تہوار جشن عید میلاد جسے حادی اسلام ﷺ سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت

میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔ لاکھوں روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔

(ہفت روزہ قندیل لاہور 3-7-66)

مکتب دیوبندی کا پیام شاہجہانپوری:

''عید میلاد النبی کے روز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاہور بدمعاشوں، لفنگوں اور آبرو باختہ لوگوں سے بھرا پڑا ہے''

(ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور 1964)

مکتب دیوبندی کا پیام اسلام:

دیوبندی فرقہ کا ترجمان ہفت روزہ پیام اسلام 12 اگست 1963ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

'' ہر سال 12 ربیع الاول کو زور شور سے میلاد کا میلہ بھرا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا لاکھوں کروڑوں روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔ شور و شغب جلوس جھنڈیاں ہو بار وشنیاں گیٹ اور طرح طرح سے روپیہ پانی کی طرح اڑانے کی صورتیں کی جا رہی ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ نام رکھ دیا گیا ''عید میلاد النبی''

غیر مقلدین کا الاعتصام:

نام نہاد جمعیت اہلحدیث کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام 14 اگست 1964ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ میلاد النبی منانے والے ''شیطان کے بھائی اور

خدا اور سول کے دشمن ہیں اور اس دن دکانیں بند رکھنے والے دنیاوی نقصان کے علاوہ اخروی نقصان بھی کرتے ہیں۔ (ملخصا)

غیر مقلدین کا ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث:

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث 23 ربیع الاول 1380ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''میلاد النبی بدعت کبریٰ ہے۔ اس کا شریعت حقہ میں کوئی اصل وثبوت نہیں اور شرعاً اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی''۔

صنادید دیو بند:

مولوی خلیل احمد دیو بندی و مولوی رشید احمد گنگوہی:

''یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔ یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں''۔ (براہین قاطعہ صفحہ 148)

اسی کتاب میں محبان شان رسالت قائلین میلاد مبارک کا تمسخر اڑاتے ہوئے لکھا ہے:

''مولودیوں کے عقیدہ میں نجات کو یہی عمل کافی ہے۔۔۔ مولود میں کہ دو آنہ کی ریوڑی پر جمع ہوتے ہیں۔ کون سا احتشام ہے''۔

(براہین قاطعہ صفحہ 172-181)

ناظرین از روئے انصاف وایمان ایک طرف گزشتہ اوراق میں میلاد شریف کے متعلق امت کا عمل اور بزرگان دین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف منکرین میلاد، دیو بندی، مودودی، وہابی مولویوں کی ان عبارات کو دیکھ کر اندازہ فرمائیں کہ یہ لوگ محض ذکر میلاد پاک وعظمت وشان رسالت کے اظہار پر، پروانگان شمع رسالت اہل سنت وجماعت کے خلاف کس طرح گالیاں بکتے کیچڑ اچھالتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور باین دستار وریش کیسی غلیظ گفتگو اور بدزبانی ودریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کیا ان کی یہ روش شان رسالت وغلامان رسالت کے خلاف ان کے اندرونی خبث وعداوت کا ثبوت نہیں۔

انصاف اے انصاف والو!

کس قدر ستم ظریفی وسنگدلی ہے کہ خود یہ لوگ بلا ثبوت وبغیر سند جب چاہیں جو چاہیں جشن منائیں اور جب پیارے مصطفی ﷺ کے جشن میلاد کا ذکر آئے روکنے کے لئے اس طرح ایڑی چوٹی کا زور لگائیں اور زبان درازی کریں۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

ناجائز:

میلاد النبی ﷺ کو ناجائز ٹھہرانے کے لئے کبھی یہ لوگ اس کو بے ثبوت ٹھہراتے ہیں کبھی یادگار منانا ممنوع بتاتے ہیں کبھی تاریخ اور دن کے تعین پر اعتراض کرتے ہیں کبھی اہتمام وتداعی کو غلط کہتے ہیں کبھی دور صحابہ میں اس ہیئت کا نہ ہونا

ظاہر کرتے ہیں اور کبھی وقت و دولت کے ضیاع اور جھنڈی، روشنی دروازہ بنانے پر معترض ہوتے ہیں۔ مگر خود اپنی ذاتی و مسلکی تقاریب، جلوس، جلسہ اور کانفرنسوں میں ان سب امور کا ارتکاب کرنے کے باوجود ان کی رگ توحید پھڑکتی ہے اور نہ عدم جواز کی کوئی شق دامن گیر ہوتی ہے اگر یہ امور ان کے بیان کے مطابق میلاد شریف کے عدم جواز کا باعث ہیں تو انہی امور کی بناء پر انہیں اپنی تمام تقاریب سے بھی دستبردار و تائب ہو جانا چاہیے ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ان کے بیان کردہ امور تقریب میلاد کے عدم جواز کا باعث نہیں بلکہ انہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو اندرونی عداوت و مخالفت ہے وہ انہیں آپ کے ذکر پاک و میلاد شریف سے روکنے پر مجبور کرتی ہے اور بس لیکن چونکہ از روئے تقیہ و منافقت یہ لوگ اس بات کا برملا اظہار نہیں کرتے اس لئے مختلف امور کی بے معنی آڑ لے کر ذکر حبیب ﷺ سے ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی منافقین کی معنوی اولاد ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں وہ کہتے تھے کچھ تو کرتے تھے کچھ اور فقیر نے ان کو بھانپ لیا اور انہیں پڑھ سنایا۔

بهر رنگے که خواهی جامه مے پوشی
من انداز قدت را می خوب شناسم

جائزہ:

منکرین میلاد کی محبوب خدا ﷺ سے عداوت و مخالفت نہیں تو اور کیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی نورانی تقاریب محافل و مجالس اور جلوس و جلسے تو ناجائز لیکن وہ خود بڑی شان و شوکت سے اپنی تقاریب مناتے محافل سجاتے اور جلوس و استقبال اور جلسہ و کانفرنس کا پروگرام سرانجام دیتے ہیں وہ جائز۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

یہ جو بھی کریں بدعت وایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

عید میلاد النبی کے منکر کی سزا:

مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ میرے زمانے میں دو واقعے عبرت انگیز ہوئے پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک نے ’’مراۃ السعیہ السعیہ رد فتیح مجلس المولودیہ‘‘ میں مجلس میلاد کی نسبت سخت زبان درازیاں کیں چند روز ہی کے بعد ولایت ٹونک سے معزول ہو کے بنارس بند کیے گئے عمر بھر مصیبت جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت کو ساتھ لے گئے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کی سزا:

دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض وجوہ سے بھوپال میں ایسا رشد پیدا کیا کہ امیر الملک والا جاہی کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ اتفاق سے بھوپال میں کسی اہلسنت نے اپنے گھر میں مجلس میلاد کی۔ نواب صاحب سخت برہم ہوئے سخت ازجار (جھڑک) کیا یہاں تک کہ مکان کھودنے کا حکم دیا۔ تھوڑے دن گزرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی۔ خطاب سلب ہو گیا عزل کی تاریخ یہ ہے

چہ نواب بھوپال معزول شد

گیرید پند ایہا الغافلون

سال تاریخ ہاتف زغیب

چنیں گفت لا یفلح الظالمون

(غوث اعظم صفحہ 10-11 مطبوعہ ملتان)

نقشہ جائز و ناجائز:

ناجائز	رسول اللہ ﷺ کا یوم پیدائش منانا بدعت و ناجائز
جائز	ان کے مولویوں کا یوم پیدائش جائز و ضروری ہے۔
ناجائز	غوث اعظم کی گیارہویں شریف۔ داتا گنج بخش علی ہجویری اور سلطان غرب الہند غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہم کا عرس بدعت و احداث فی الدین
جائز	اپنے مولویوں کی برسی باعث سعادت اور احیائے اسلام کے عین مطابق
ناجائز	میلاد و عرس میں ختم و درود اور تلاوت و نعت خوانی ناجائز
جائز	ان کے مولویوں اور لیڈروں کی مدح و ستائش اور سیاسی قصے کہانیاں وہابی توحید کا حسین ثمرہ
جائز	نماز عید کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)
ناجائز	جنازہ کی نماز کے بعد دعا مانگنا ناجائز (حالانکہ احادیث سے ثابت ہے)
جائز	ہر تلاوت و نظم وغیرہ میں "صدق اللہ العلی العظیم پڑھنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)

ناجائز	آذان کے بعد یا صلوٰۃ و سلام پڑھنا حرام اور بدعت
جائز	ایمان مجمل و مفصل اور شش کلمے پڑھے جاتے ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اگرچہ پڑھنے کا انکار نہیں۔
ناجائز	درود تاج، درود لکھی، درود ہزارہ
جائز	مدرسہ، دار العلوم۔ مکتب، تعلیم القرآن پھر ان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں تک علیحدہ اسماء مشہور ہوئے۔ مثلاً جامعہ فلاں، دار القرآن، دار الحدیث، دار العلوم فلاں وغیرہ وغیرہ پھر ان کی تعمیرات کے مختلف ڈیزائن وغیرہ۔
ناجائز	اولیائے کرام بلکہ خود نبی آخر الزمان ﷺ کے روضہ جات (حرام) اولیاء کرام سے منسوب سلاسل (قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اویسیہ (ناجائز) خانقاہوں کی تعمیرات، لنگر خانے وغیرہ وغیرہ)
جائز	نماز کی زبان سے نیت کرنا (صدیوں بعد کی ایجاد ہے) حالانکہ یہ بھی بدعت ہے۔
ناجائز	اذان سے پہلے یا بعد کو درود شریف کیونکہ یہ بدعت ہے۔
جائز	قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا ان کے علیحدہ علیحدہ نام رکھنا ان پر اعراب اور شد وغیرہ وغیرہ (کیونکہ قرآن پڑھنے میں سہولت ہوتی ہے)
ناجائز	رسول اللہ ﷺ کے میلاد وغیرہ کے لئے آرائش و زیبائش اور عید کی طرح خوشی وغیرہ۔

جائز	طالب علم، متعلم، درویش، تلمیذ، سٹوڈنٹ وغیرہ، مدرس معلم استاد، شیخ پھر ان کے درجات، شیخ الحدیث، صدر مدرس، شیخ القرآن جیسے ہزاروں القاب وخطابات
ناجائز	حضور علیہ السلام کو دافع البلاء والوباء جیسے القاب اور درودوں میں القاب وغیرہ پڑھنا
جائز	تعلیم کے اوقات شوال سے آغاز شعبان میں اختتام۔ ہفتہ میں جمعہ کے روز چھٹی۔
ناجائز	گیارہویں شریف و میلاد شریف اور عرس اور جمعراتیں وغیرہ کی تاریخیں حرام وناجائز وغیرہ
جائز	امتحانات سہ ماہی، شش ماہی، نو ماہی، سالانہ
ناجائز	تیجہ، دسواں چہلم، برسی وغیرہ سب حرام
جائز	مدرسہ چلانے کی کمیٹی، مہتمم، ناظم، سیکرٹری، خزانچی، اراکین، ممبران وغیرہ
ناجائز	سلاسل طیبہ چلانے کے لیے سجادہ نشین خلیفہ وغیرہ
جائز	طریق تعلیم کی تقسیم (سال اول، دوم، سوم الخ) جملہ فنون کی ایجاد یعنی بدعات ہی بدعات کی تدریس، صرف نحو، منطق، فقہ اصول ادب، تفسیر وغیرہ، صرف ونحو، فقہ وغیرہا کو ترتیب وار پڑھانا مثلاً صرف بہائی، پھر ابواب الصرف ایسے ہی پہلے نحو میر، پھر شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو، ایسے ہی قدوری، پھر کنز وغیرہ وغیرہ۔ جملہ فنون پڑھا کر آخر میں صحاح ستہ وغیرہ پڑھانا بخاری شریف کو قرآن کے بعد درجہ دینا۔

ناجائز	ایصال ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھنا۔ مقرر ایام میں جمع ہونا و دیگر رسوم اولیاء واہلسنت کے معمولات (حرام)
جائز	مدرسین برائے تعلیم اسلام کی تنخواہیں
ناجائز	اولیائے کرام کے مزارات پر چراغاں کے پیسے اور نذرانے اور مشائخ کی نذر ونیاز
جائز	قالینوں اور دریوں کے فرش بچھانا، لاؤڈ سپیکر لگانا
ناجائز	اولیائے کرام کی مزارات، قبہ جات اور روشنیاں آرائش وزیبائش حرام۔
جائز	ٹائم مقرر کر کے تقریریں کرنا کروانا، طالبعلموں کو سندیں وغیرہ دینا۔
ناجائز	ٹائم مقرر کر کے میلاد گیارہویں وعرس ودیگر خیراتیں کرنا۔
جائز	جلسوں کے رنگ برنگے اشتہار چھاپنا، لاؤڈ سپیکر و پبلسٹی کرنا۔
ناجائز	میلاد کا چراغاں اور اولیاء کے مزارات کا چراغاں کیونکہ اسراف ہے۔
جائز	مقررین کے لئے زادہ راہ بھیجنا۔ ان کے استقبال کو جانا۔
جائز	مولویوں کو لمبے لمبے القاب دینا، مولویوں کو تقریروں کا معاوضہ دینا ان کے نعرے لگوانا۔
ناجائز	میلاد وجلسوں میں سلام وقیام حرام اور بزرگوں کے نام ادب سے کہنا
جائز	بخاری شریف کا وقت مقرر کر کے ختم کرنا اور اس کا نام ختم بخاری رکھنا۔
ناجائز	قرآن مجید کا ختم برائے ایصال ثواب وغیرہ عرس وختم وغیرہ۔

جائز	درسگاہوں کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے چندے وصول کرنا چندہ بٹورنے کے لئے رسید بکیں چھاپنا۔ چندہ دے کر رسید لینا۔
ناجائز	عرسوں کے لئے نذرانے وصول کرنا اور میلاد کے جلسوں کے لئے امداد مانگنا وغیرہ وغیرہ۔
جائز	سالانہ رپورٹ اور روئیداد چھاپنا، مدارس کی تشہیر بذریعہ اخبارات و اشتہارات کرنا وغیرہ۔

نوٹ: فقیر ان کے علاوہ اور بھی نشاندہی کرسکتا ہے لیکن دانا را اشارہ کافی است۔ جیسے یہ امور دین کے فائدے کے لئے ایجاد ہوئے تو شرعاً جائز بلکہ موجب اجر وثواب۔ ایسے ہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے وارثین کاملین اولیاء کرام کی محبت اور ان کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کے اظہار کے لئے ایجادات مباح وجائز اور موجب خیر وصد برکات ہیں۔

سوال:...... حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول کو ہوئی اور 12 ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ اس اعتبار سے 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی خلاف تحقیق ہے۔ اسی روز کو حضور اکرم ﷺ کے لئے آنسو بہانا اور غم (ماتم) کرنا چاہئے۔ جیسے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

جواب:...... دیوبندی، وہابی فرقہ کی غلط بیانی ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ انہوں نے عمداً اپنی جہالت وسفاہت کا بھانڈا چوراہے پر خود بخود چور چور کیا ہے تو بجا ہے ورنہ کتب سیر واحادیث اور ان کی شروح میں صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ بارہ ربیع

الاول وفات اور 9 تاریخ کی ولادت کی تاریخ غلط اور بالکل غلط ہے۔ بلکہ صاف صاف لکھا ہے کہ 9 تاریخ کسی ہیئت دان کی تحقیق ہے جو تاریخی حیثیت سے بالکل غلط ہے اور 12 ربیع الاول جہاں کسی نے لکھا ہے تو وہ کاتبوں کی غلط ہے کہ عربی میں "ثانی عشر ربیع الاول" کو ثانی شہر الخ بنا دیا گیا ہے اور اردو میں 12 ربیع الاول کی بجائے 2 ربیع الاول لکھا گیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں بہت بڑی بحث کے بعد یہی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ولادت 12 ربیع الاول پر اہل اسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے دشمنی میلاد میں کیا کیا کہہ دیا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "12 ربیع الاول میں ولادت نہ کہ وفات" میں ہے۔ سردست یہاں چند عبارات لکھ دیتا ہوں تاکہ سوال وجواب تشنہ تکمیل نہ رہے۔

۱...... شارح بخاری امام احمد قسطلانی قدس سرہ نے لکھا ہے:

والمشهور انه يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول و هو قول محمد بن اسحاق وغيره قال و عليه عمل اهل مكة (قديماً و حديثاً) في زيارتهم موضع مولده في هذا الوقت.

اور مشہور یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ سوموار اور 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی قول محمد بن اسحاق ودیگر علماء نے فرمایا اور اسی پر اہل مکہ کا قدیماً وحدیثاً عمل ہے کہ وہ آج تک اسی تاریخ کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی (خصوصیت سے) زیارت کرتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ 132)

۲...... علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وقال ابن كثير وهو المشهور عند الجمهور و بالغ ابن الجزار فنقل فيه الاجماع وهو الذى عليه العمل

(زرقانی صفحہ 132/1)

ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہی 12 ربیع الاول ہی مشہور ہے اور محدث ابن الجوزی وابن الجزار دونوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔

۳......علامہ ابن اثیر اور ابن ہشام صرف محمد بن اسحاق کی ہی روایت کو اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لا ثنتى عشر ليلة خلت من شهر ربيع الاول.

رسول اللہ ﷺ پیروار کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(ابن ہشام صفحہ 167/1 کامل ابن اثیر صفحہ 205/1)

۴......عارف کامل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولادت وے ﷺ روز دو شنبه دوازدهم ربيع الاول پنجاه و پنجروز بعد از واقعه فيل بود

کہ حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے پچپن روز بعد بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ 22)

۵......علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و مولود حضرت رسالت مآب صلى الله عليه وسلم آن سال بود كه ابرهه سپاه و پيل بدر كعبه آورده بود و هلاك گشت و رسول الله ﷺ در امسال بوجود آمده بود، در روز دو شنبه دوازدهم غزه شهر ربيع الاول

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ 339)

اور حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت اسی سال میں جس سال ابرہہ بادشاہ لشکر و ہاتھی لے کر کعبۃ اللہ شریف پر حملہ آور ہو کر آیا تھا اور وہیں ہلاک ہو گیا تھا بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

۶......شیخ المحققین علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بدان كه جمهور اهل سير و تواريخ برآنند كه تولد آنحضرت ﷺ در عام الفيل بود، بعد از چهل روز يا پنجاه و پنج روز و اين قول اصح اقوال است و مشهور آنست كه در ربيع الاول بود و بعضے علماء دعوئ اتفاق برين قول نموده و دوازدهم ربيع الاول بود و بعضے گفته اند بدو شبے كه گزشته بود ند از وے و بعضے هشت شبے كه گزشته بود و اختيار بسيارے از علماء براين است و نزد بعضے ده نيز آمد و قولا ول اشهر و اكثر است و عمل اهل مكه براين است و زيارت كردن

ایشاں موضع ولادت شریف را در این شب و خواندن مولود.

(مدارج النبوۃ صفحہ 14 جلد2)

کہ جمہور اہل سیر وتواریخ اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس 40 یا پچاس روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض علماء اس قول پر اتفاق واجماع بیان کرتے ہیں اور بعضے فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کی دو تاریخ کو اور بعضے فرماتے ہیں کہ آٹھ تاریخ کو پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک دسویں رات ہے اگرچہ آٹھویں تاریخ کو بہت علماء نے اختیار فرمایا ہے لیکن قول اول یعنی بارہ ربیع الاول شریف زیادہ مشہور ہے اور اسی پر علماء کی اکثریت ہے اور اہل مکہ کا اسی پر عمل کہ اسی تاریخ کو جائے ولادت پر حاضر ہو کر اسی کی زیارت کرتے اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

فیصلہ:

حضور اکرم ﷺ کا مقام ولادت مکہ معظمہ ہے اور اہل مکہ کا قدیم سے ہر سال بارہ ربیع الاول کو جائے ولادت پر حاضر ہونا اور میلاد شریف پڑھنا اس کی روشن دلیل ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے کیونکہ صاحب البیت اور گھر والے کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے اور پھر ہر زمانہ اور ہر دور میں ہر فرقہ کے علماء بارہ ربیع الاول شریف لکھتے چلے آرہے ہیں بلکہ اس پر اجماع کا بھی دعویٰ بھی منقول ہے ورنہ اتفاق اہل اسلام کے متعلق تو انکار نہیں ہوسکتا ہے حضرت علامہ طیبی شارح مشکوۃ و استاد صاحب مشکوۃ رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول

اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ بروز پیر اور 12 ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی:

فقیر اس سلسلہ میں غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے اکابرین کی تصریحات پیش کرتا ہے کہ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ نہ تو سرور عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت 9 ربیع الاول شریف ہے اور نہ ہی آپ کا وصال پاک 12 ربیع الاول کو ہوا اس پر فقیر کا رسالہ ''12 ربیع الاول دیو بندی کتب فکر کے'' مفتی محمد شفیع صاحب'' سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 918 '' پر لکھتے ہیں۔ الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصل غرض آدم اور اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشینگوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 918)

فائدہ:...... عبارت منقولہ بالا سے واضح ہوگیا ہے کہ دیوبندی پارٹی کے معتبر و مستند مفتی محمد شفیع صاحب تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول تسلیم کر رہے ہیں۔ اب جو شخص اپنے عالم کی بات نہیں مانتا اسے مفتی صاحب سے کیوں موافقت۔

سوال:...... اگر کوئی کہے کہ اس میں مورخین کا اختلاف ہے اور مفتی صاحب نے صرف ایک قول نقل کیا ہے؟

جواب:......اس کا جواب خود مفتی صاحب سے ہی سن لیں وہ اسی عبارت میں "بارہویں تاریخ" پر نمبر 1 کا نشان دے کر حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

1 اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں، حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا۔ مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن الجزار نے اسپر اجماع نقل کر دیا ہے۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصر نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف ہے۔ سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا ہے۔

(12 سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 8)

فوائد:......منقولہ بالا عبارات سے حسب ذیل فوائد واضح ہوئے۔

۱......کہ ولادت باسعادت نو ربیع الاول قرار دینا صرف محمود پاشا فلکی مصری کا قول ہے جو خلاف جمہور ہے۔ نامعلوم دیوبندی حضرات خلاف جمہور قول کو کیسے مان رہے ہیں۔ شاید کوئی حکمت عملی مخفی ہو جو خود ہی جانتے ہیں۔ اور ہم تو یہی کہیں گے کہ وہ قوم مسلم سے عید میلاد النبی ﷺ کی مسرت چھیننا چاہتے ہیں۔

۲......دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ ابن جزار اور ابن اثیر مورخین نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول یوم ولادت باسعادت ہے اور ابن جزار نے تو اس پر اجماع نقل کر دیا ہے۔ دیوبندی حضرات خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اشرف علی تھانوی:

حکیم الامت صاحب لکھتے ہیں "اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہ۔ کذا فی الشمامہ (نشر الطیب صفحہ ۲۲،۳۰) یہاں تھانوی صاحب بھی دو تاریخیں لکھ رہے ہیں۔ آٹھویں اور بارہویں۔ بہرحال نو ربیع الاول کو تھانوی صاحب نے بھی ذکر نہیں کیا۔ رہی یہ بات کہ یہاں نشر الطیب میں دو تاریخیں نقل کی گئی ہیں تو اس سے پہلے مفتی شفیع صاحب ابن الجزار سے اجماع نقل کر چکے ہیں کہ تاریخ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف ہے۔ اب نشر الطیب کے آٹھویں کے قول سے استفادہ ٹھیک نہ ہوگا۔ نیز تھانوی صاحب نے ۹ ربیع الاول کا قول ذکر ہی نہیں کیا اور مفتی شفیع صاحب نے ذکر کر کے بے سند قول بتایا ثابت ہوا کہ دیوبندی اپنے معتبر عالم کا قول نہیں مانتے۔ اب اگر وہ لوگ اپنے بڑوں کی بات نہ مانیں تو ان کی مرضی ورنہ حق ظاہر ہو چکا ہے اور شکوک و شبہات کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ ولادت کے بعد اب تاریخ وصال کا حال سنیئے:

تاریخ وصال:......

اب ہم دوسری بات بھی مخالفین کے اکابر کی تحریر سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تاریخ وصال بارہ ربیع الاول شریف نہیں ہے۔

۱......مفتی مذکور نے سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 111 کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ 12 ربیع الاول کو وفات واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپ کا حج 9 ذی الحج روز جمعہ کو ہوا۔ ان دونوں

باتوں کوملانے سے 12 ربیع الاول روز دوشنبہ میں نہیں پڑتی۔ اسی لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے۔ کتابت کی غلطی سے 2 کا 12 اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی۔

(حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 111)

۲......دیوبندیوں کے حکیم تھانوی صاحب نے (نشر الطیب صفحہ 205) میں لکھا ہے کہ ''اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول 10ھ روز دوشنبہ کو قبل از زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی'' وفات پر۔ نشان لگا کر حاشیہ میں لکھتے ہیں ا۔ اور تاریخ تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس ذوالحجہ کی نویں جمعہ کو تھی۔ اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کی نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

(نشر الطیب صفحہ 205) حاشیہ

فیصلہ:

عید میلا دالنبی ﷺ کے خلاف منکرین میلاد کی مایہ ناز بنیاد زیر نظر مضمون کی روشنی میں ان کے اکابر علماء ہی کی تصریحات سے منہدم ہو گئی۔ اور واضح ہو گیا کہ تاریخ وصال وولادت کے متعلق ان کا استدلال کمزور اور خلاف تحقیق ہے جسے یہ لوگ اپنی جہالت یا مغالطہ دہی کی بناء پر پیش کرتے ہیں صحیح و تحقیقی چیز یہی ہے کہ 12 ربیع الاول

ہی حضور پرنور ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور یوم مسرت وتشکر ہے اسی پر مکہ مکرمہ میں عمل ہوتا رہا ہے۔ اور اسی پر امت کا تعامل واجماع ہے۔

مخالفین کا مشترک امام:

نجدیوں، وہابیوں، (غیر مقلدوں دیوبندیوں اور مودودیوں کے) امام ابن کثیر نے لکھا کہ شروع سے اب تک اہل مکہ 12 ربیع الاول ہی کو رسول اللہ ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں بلکہ ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے یعنی اجماع اکثر یا اجماع فعلی اس لئے سلف وخلف 12 ربیع الاول ہی کے دن اور رات کو عمل مولد پر متفق ہیں۔ اور تمام شہروں بالخصوص حضور کی جائے ولادت مکہ مکرمہ میں 12 ربیع الاول ہی کو یوم میلاد کہا جاتا ہے۔

امام داؤدی:

امام داؤدی نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں حضور پاک ﷺ کی جائے ولادت مسجد حرام کے بعد باقی سب مقامات سے افضل ہے اور اس وقت (نجدی دور سے قبل) وہاں ''مسجد مولود'' مشہور ہے اور اہل مکہ ہر سال میلاد شریف کی رات اس جگہ عیدین سے بڑھ کر محافل کا انعقاد فرماتے ہیں''

(جواہر البحار صفحہ 1147 تا 115)

اہل محبت ان حوالہ جات کو پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور غور فرمائیں کہ کیا اس قدر وضاحت وصراحت اور امت کے اجماع وتعامل کے بعد بھی 12 ربیع الاول کے تعین اور حضور پرنور ﷺ کے یوم میلاد ومقام میلاد کی عظمت واہمیت میں شبہ اور

اسے بطور عید منانے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

مجدد غیر مقلدین:

غیر مقلدین کی پارٹی کے مجدد جناب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ" بعض نے کہا دہم اور بعض نے کہا دوازدہم ۔ ماہ مذکور (یعنی ربیع الاول) کو اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے" طیبی نے کہا روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ (بالاتفاق)

(الشمامۃ العنبریہ صفحہ 7)

الجواب:

ہمارے دور کے غیر مقلدین تو رسول اللہ ﷺ کے میلاد 12 ربیع الاول کو ماتم (غم) اور حزن کے اظہار کی تلقین کر رہے ہیں لیکن ان کا مجدد اس دن سے یعنی ربیع الاول کی 12 تاریخ کو جو اظہار فرح میلاد نہیں کرتا ہے کافر کہتا ہے۔ چنانچہ الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ صفحہ 12 میں لکھا ہے کہ عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے۔ سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر نہ کرے بلکہ منکر ہو تو وہ مسلمان نہیں۔

شیعہ پارٹی:

شیعہ فرقہ بھی 12 ربیع الاول کی تعیین میں مخالفت کرتا ہے۔ ہم ان کے ایک بہت بڑے مجتہد اور صحاح اربعہ سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں:

کلینی اصول کافی صفحہ 277 مطبوع نولکشور نے لکھا

ولد النبی ﷺ لاثنتی عشر لیلة مضت من شهر ربیع

الاول فی عام الفیل

سرور عالم ﷺ عام الفیل میں 12 ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

فائدہ:..... فقیر نے ہر فرقہ کے اکابر کی تصریحات لکھ دی ہیں پھر بھی کوئی اپنی ضد کو نہیں چھوڑتا تو ہمارا کیا قصور۔

سوال:...... میلاد کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تو تم بھی مانتے ہو۔ 12 ربیع الاول نہ سہی کوئی اور تاریخ سہی لیکن اس ماہ میں رسول اللہ ﷺ کا فوت ہونا یقینی ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اسی دن صحابہ کرام خوب روئے یہاں تک کہ حضرت عمر و عثمان و فاطمہ و دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، عقل کھو بیٹھے اور یوم وفات کو قیامت سے تعبیر کیا گیا۔ لیکن تم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے لئے کسی صحابی کی خوشی کا قول پیش نہیں کر سکتے۔ سوائے ابولہب کے ایک خواب کی بات کے معلوم ہوا کہ ہم (وہابی، دیوبندی) صحابیوں کی اقتداء کرتے ہیں اور تم ابولہب کی۔ (معاذ اللہ)

جواب:...... اس اعتراض کی تفصیل تو ہم نے "12 ربیع الاول ولادت ہوئی نہ کہ وفات" میں ہے سر دست ایک مختصر مضمون حاضر ہے

قاعدہ:...... حضور نبی پاک ﷺ زندہ ہیں۔ زندہ کا ماتم نہیں ہوتا۔ وہابیوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک نبی مر کر مٹی میں مل گئے اس لئے وہ ماتم کریں تو ان کے مذہب میں جائز ہوگا۔ ہمارے نبی علیہ السلام زندہ ہیں اس لئے ہم زندہ نبی علیہ السلام کی خوشی مناتے ہیں۔ ماتم نہیں۔

قاعدہ:...... جس طرح امر شرع اسلاف صالحین نے سمجھ کر اس پر عمل کیا ہمیں

کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں بلکہ ہم ان کے طفیل اسلام کی دولت سے نوازے گئے ہیں اور فقیر نے کتاب میلاد میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہی اہل اسلام کہتے چلے آرہے ہیں کہ:

ربیع الاول فرحت وسرور کا مہینہ ہے۔ تمام عالم اسلام اس ماہ مبارک میں میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور عید سے زیادہ فرح وسرور کا لطف اٹھاتا ہے۔ حضور کی تشریف آوری کی خوشی کے سامنے مسلمان ہر ایک غم کو بھول جاتا ہے لیکن روز اول ابلیس کو غم لاحق ہوا تو آج اس کے چیلوں کو۔

قاعدہ نمبر ۱۳ اظہار نعمت پر سرور وفرحت:

سب مانتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ظہور پروردگار عالم کی عظیم ترین نعمت ہے۔ نعمت الٰہی کا ذکر اور اس پر شکر اور اس کی یادگار قائم کرنا، خوشی منانا شریعت میں ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔

حضور علیہ السلام کا استدلال:

خود حضور علیہ السلام نے اس قاعدہ کا استدلال یوں فرمایا کہ آپ (حضور سید عالم ﷺ) نے یہود کو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار مناتے اور اپنی فتح کے دن روزہ رکھتے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: نحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم ہم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی منانے اور

یادگار قائم کرنے اور شکر بجالانے کے تم سے زیادہ اولیٰ واحق ہیں۔ یہ فرما کر حضور نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور یادگار قائم کرنے کی ایک سنت قائم فرمادی۔

(رواہ البخاری ومسلم)

دوسرا استدلال:

رسول اللہ ﷺ نے دوسرے طریق سے اس قاعدہ کی وضاحت فرمائی وہ اس طرح ہے کہ مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس دن کے روزہ کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کو اس پر ترغیب دلاتے

کان رسول الله ﷺ یامر بصیام عاشوراء و یحث علیه و ینتعاهدنامنه۔

(رواہ مسلم عن جابر)

باوجودیکہ حضور اقدس ﷺ یہود کی مخالفت فرماتے اور اس کا حکم دیتے تھے لیکن یادگار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ ترک نہ فرمایا بلکہ صحابہ نے خدمت اقدس میں عرض بھی کیا کہ اس دن کو یہود معظم جانتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں اس کے جواب میں بھی یہ ارشاد فرمایا:

لان بقیت الیٰ قابل لا صوم من التاسع (رواہ مسلم عن ابن عباس) و فی روایة عن ابن عباس رضی الله عنه قال صوموالتاسع والعاشر و خالفوا الیهود۔

باوجود مخالفت یہود کے ترک صیام گوارا نہ کیا۔ بلکہ اس سے قبل ایک اور

روزہ بڑھانا منظور کیا۔

ہمارا موقف واضح ہوگیا:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوبان خدا پر جو نعمتیں پروردگار عالم کی ہوں۔ ان کا شکر ادا کرنا اور ان کے بعد قرنوں ان کی یادگاریں قائم کرنا اور سال بسال جب وہ وقت آئے وہ تاریخ پہنچے اسی وقت اس کی خوشی منانا اور اطاعت الٰہی بجالا کر شکر حق ادا کرنا سنت رسول کریم ﷺ ہے۔ حضور انور ﷺ کی ولادت مبارکہ بڑی عظیم ترین نعمت ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فتح کی یادگار منانا سنت ہوتو حضور اقدس ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا کیونکر سنت اور موجب رحمت و برکت نہ ہوگا۔ اور اس نعمت عظمیٰ کا ادائے شکر مسلمانوں کے لئے کس طرح قابل اعتراض ٹھہرے گا۔

ولادت کی یاد منانا سنت رسول ہے:

صحاح کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی ولادت مبارکہ کی یاد منائی اور یاد منانے پر خود بہترین استدلال فرمایا:

''بروایت صحیح مروی ہے:...... سئل رسول اللہ ﷺ من صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی (رواہ مسلم عن ابن قتادہ رضی اللہ عنہ

یعنی حضور انور ﷺ دوشنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

طریق استدلال:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نعمتوں کے اظہار تشکر کے لئے اس دوشنبہ کی تعیین کرنا مسنون ہے۔ غلاموں کے لئے تو آقا کی ولادت کا دن بے اندازہ فرح وسرور کا دن تھا۔ لیکن سرکار دولت مدار نے خود اس دن روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کو نیاز کیشوں کے لئے مسنون فرمادیا۔ حضور کی ولادت شریفہ کی یادگار اس روز نعمت الٰہی کا شکر بہجت وسرور مسلمانوں کا فطری وقلبی جذبہ ہونے کے علاوہ شرعی ودینی طریقہ اور سنت سنیہ ہے اس لئے ماہ ولادت ربیع الاول شریف کو روز سعادت و بہجت یا عید میلاد کہا جاتا ہے۔

ازالہ اوہام وہابیہ:

اس ماہ میں وفات ہوئی لیکن چونکہ وفات کے لفظ سے غم و ماتم کی تجدید ہوتی ہے اس کو شریعت مطہرہ جائز نہیں رکھتی بلکہ مکروہ فرمایا ہے۔ لہٰذا رسول کی وفات کہنا یا اس دن کو اس نام سے نامزد کرنا اور اسی طرح محافل میلاد مبارک میں ذکر وفات داخل کرنا مستحسن نہیں۔ اس سے مسلمانوں کے دل مغموم ہوتے ہیں۔ اسلامیہ کتب اور احادیث مرویہ میں کہیں حکم نہیں بلکہ اشارہ تک نہیں۔ کہ اس دن غم کرو بلکہ سرور و فرحت کے اظہار کا حکم بھی ہے اور جملہ اہل اسلام بلکہ کون و مکان سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں مناتے رہے اور مناتے رہیں گے۔ سوائے ابلیس کے چیلوں کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سال بسال ماتم کو علمائے اسلام نے مکروہ لکھا ہے۔

(مجمع البحار)

حالانکہ ان کا واقعہ جانکاہ قیامت ہی تو تھا اور صحابہ کرام اہلبیت رضی اللہ عنہم کا غم والم وقت کے تقاضہ پر تھا نہ کہ اجرائے احکام اسلام کے لئے ۔ اگر اجرائے احکام کے لئے تھا تو اعلان فرمایئے تا کہ تمہارے مسلک کے لوگ اس روز ماتم کریں اور ہم اہل سنت خوشی پھر کہنا پڑے گا قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

بہر حال شرعی اصول پر اسی ماہ میں غمگین ہونا۔ رونا دھونا کسی حال سے صحیح نہیں بلکہ سرور وفرحت و اظہار بہجت و راحت لازمی ہے جیسا کہ فقیر پہلے بھی چند حوالہ جات لکھ چکا ہے۔ صحابہ کرام کا وقتی طور پر اظہار مسرت کیا کرتے جبکہ اس وقت اسلام سے انہیں روشناسی بھی نہ ہوئی تھی۔ ہاں جب انہیں روشناسی ہوئی پھر جتنا انہوں نے اظہار سرور وفرحت کیا ہمیں کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں جیسا کہ فقیر کی کتاب میلاد میں مفصل ہے۔

ازالہ وہم:

ابولہب کے اظہار مسرت سے ہمارا استدلال نہیں بلکہ حدیث تقریری سے ہی ہم نے دلیل اخذ کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب پر تصدیق ثبت فرمائی۔ اور اس سے ہی جملہ محدثین وفقہاء نے محافل میلاد اور مجالس کے انعقاد پر دلائل بیان کئے۔ اور میلاد شریف کے برکات وفضائل پر استدلال فرمایا۔

سوال:...... مخالفین کہتے چلے آرہے ہیں کہ شرعی عیدین تو صرف دو ہیں لیکن تم نے شیعوں کی طرح یہ تیسری عید میلاد النبی ﷺ کہاں سے نکال لی چنانچہ فیصل آباد سے شائع ہونے والے ایک وہابی ہفت روزہ کی سنیئے:

تیسری عید:

''المنبر'' نے لکھا ہے کہ ''حضور ﷺ نے صراحۃً فرمایا کہ میری امت کے لئے عیدیں دو ہیں عید الضحیٰ اور عید الفطر۔ اب امت میں کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ اسلام میں ایک تیسری عید کا اضافہ کرے''۔ (28 ربیع الاول)

توضیح اویسی:

ان الفاظ سے ''المنبر'' کا مقصود اس ''عید'' کی مخالفت کرنا ہے جس کے صدقے امت کو عید الفطر و عید الضحیٰ نصیب ہوئی اگر یہ عید نہ ہوتی تو دنیا عید الفطر و عید الضحیٰ سے بھی محروم رہتی۔

ازالہ وہم:...... جہاں تک عید الفطر اور عید الضحیٰ کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں یہ دو مخصوص ایام ہیں جن کے احکام وحدود شرعاً متعین ہیں اور اس طرح کی اور کوئی عید نہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ان دو عیدوں کے علاوہ اور کہیں لفظ عید کا استعمال نہیں اور ان کے علاوہ کسی اور جگہ لفظ عید کا اطلاق عقیدہ اسلام وسنت کے منافی ہے سخت جہالت وتعدی ہے کیونکہ:

﴿۱﴾...... عید الفطر و عید الضحیٰ کے علاوہ خود حضور پاک ﷺ نے ''یوم جمعہ'' کو بھی عید فرمایا ہے'' (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳)

﴿۲﴾...... بلکہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ پر بھی عید کا اطلاق آیا ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱ مرقات صفحہ ۲۱۲)

﴿۳﴾......صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:
''خواص اہل اللہ ومحبوبان خدا کا ہر یوم، یوم عید ہے اور جو اخص الخواص ہیں ان کا ہر سانس ''عید'' ہے بلکہ سانس اترنے چڑھنے کے لحاظ سے ان کے لئے ہر سانس میں دو عیدیں ہیں''۔

ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کا بیان گزرا کہ ''مومن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔ جس دن پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے، جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو۔ جب پروردگار کے دیدار ورضا سے بہرہ یاب ہو''۔

(تنظیم اہلحدیث 17 مئی 1963ء)

اور ابن داؤد غزنوی غیر مقلد کے علاوہ فقیر نے شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری اور امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مفسر محقق امام راغب اور امام بغوی رحمہم اللہ کے علاوہ بہت سے محققین اسلام کے اقوال لکھے ہیں۔ جنہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ لغوی لحاظ سے میلاد النبی (ﷺ) کے علاوہ ہر خوشی اور فرحت کو عید کہا ہے۔

فائدہ:...... ہماری اس تحقیق ومذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عید الفطر وعید الاضحیٰ کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر عید کا اطلاق آیا ہے۔ بلکہ از روئے لغت وقرآن ہر مسرت کے دن کو عید کہا جاتا ہے اور چونکہ حضور ﷺ کا یوم میلاد سب سے زیادہ خوشی ومسرت کا دن ہے اسی لئے اسے ''عید'' کہنا ہر طرح حق جائز صحیح اور مناسب ہے۔ اور حضرات بزرگان دین ومحدثین کرام نے صرف یوم میلاد ہی کو نہیں بلکہ ربیع الاول

شریف کی راتوں کو بھی عیدیں قرار دیا ہے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ عیدیں صرف دو ہی ہیں اور عید میلاد النبی ﷺ فرمان نبوت کے خلاف ہے۔ محض جہالت وعظمت وشان مصطفوی سے عداوت پر مشتمل ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

فائدہ:...... یاد رہے کہ عید میلاد النبی ﷺ محض حصول نعمت ومسرت وشکرانہ کے طور پر کہا جاتا ہے۔ یہ مبارک عید نہ عید الفطر وعید الاضحیٰ کے مقابلہ کے لئے ہے اور نہ اس سے ان کی حیثیت واہمیت ختم کرنا مقصود ہے لہٰذا اسے کسی طرح بھی بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے ان کی شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان عیدوں کی نوعیت اور ہے اور عید میلاد النبی ﷺ کی نوعیت اور ہے۔

علمی محاسبہ:

شریعت مطہرہ میں ہزاروں شرعی اصطلاحات کا استعمال غیر اصطلاح میں ہوتا ہے۔ جن میں صرف لفظاً اشتراک ہوتا ہے۔ احکام متعلقہ کا ذرہ برابر بھی ان پر اثر نہیں صرف معمولی مناسب ہے۔ ان الفاظ مصطلحہ کا ان دوسرے افعال پر اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً:

﴿۱﴾......حرم کا لفظ مکہ مکرمہ پر احکام شرعیہ کے مجموعہ سے مستعمل ہوگا۔ حرم نبوی پر اطلاق ہے لیکن احکام نہیں۔

﴿۲﴾......عمرہ کے احکام مخصوص ہیں لیکن قبا شریف کے دوگانہ کو عمرہ سے کہا گیا ہے۔
(ترمذی)

﴿۳﴾......طواف کعبہ شریف سے مخصوص ہے لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ نے القول الجمیل میں اللہ والوں کے اردگرد برائے حصول فیض وبرکت گھومنے کو طواف کا لقب دیا ہے۔

﴿۴﴾......ھدایہ وتحائف اولیاء وعلماء ومشائخ کو نذر ونیاز کہا جاتا ہے۔
(کذا قال شاہ رفیع الدین فی فتاوٰہ)

﴿۵﴾......قرآن ونبی علیہ السلام اور دیگر معظمات کی قسم علے سبیل الجنۃ اور قرآن مجید میں قسمیں وارد ہیں۔

﴿۶﴾......اعتکاف دخول مسجد میں نیت اعتکاف اگرچہ لمحہ بھر۔

﴿۷﴾......اذان کا اطلاق برائے (دفع مرگی۔ تلاش راہ، بچہ کے کان میں، غمگین کے غم دور کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے وہ اذان جو قبر پر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا نام اذان ہے۔ لیکن حقیقت میں تلقین میت ہے۔ تفصیل دیکھئے ایذان الاجر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یا فقیر کا رسالہ "الاذان علے القبر" پڑھئے۔ اسی سے وباء وطاعون کے دفعیہ کے لئے اذان پڑھنا وغیرہ۔

﴿۸﴾...... جنازہ کی نماز کے بعد لفظوں میں تو اسے دعا سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن دراصل وہ تعزیت کا ایک طریقہ ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا رسالہ بذل الجوائز یا فقیر کا رسالہ "الفوائد الممتازۃ" پڑھیے۔

﴿۹﴾......صوفیاء کرام کی اصطلاحات مشہورہ بندگی (عبادۃ) بمعنی نیاز وعجز اور ایسے ہی سجدہ کا لفظ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ دیگر مسائل بکثرت ہیں۔ خوف طوالت سے نمونہ کے طور عرض کردیے گئے ہیں جن سے واضح ہوا کہ معمولی مناسبت سے شرعی اصطلاحی الفاظ استعمال کے

جائیں تو حرج نہیں۔

قاعدہ:

وہ مخصوص الفاظ جو شرع کی اصطلاح میں آئے ہیں وہ دوسرے ان معنوں میں مستعمل ہوں گے جن پر عرف کا غلبہ ہوگا کیونکہ عرف کو شرع کی اصطلاح پر غلبہ ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مستعمل ایک باب اسی بحث میں آیا ہے اور حضرت امام ابن عابدین شامی قدس سرہٗ نے اسی موضوع پر ایک رسالہ "نشر العرف" لکھا ہے۔

انتباہ:

عرف سے عرف عام مراد ہے نہ کہ کسی خاص پارٹی کا اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو شرعی اصطلاح کے توڑنے پھوڑنے پر علماء کرام نے کافر کہا ہے مثلاً اس نے الہامات کو وحی الٰہی (نبوت) اور اپنے لئے نبی اور اپنے متعلقین کو صحابی اور اپنے گھر والوں پر لفظ اہل بیت اور اس کے لئے اور اس کے موقع کے لئے علیہ السلام وغیرہ کا اطلاق کیا ہے۔

شیعہ کا عرف:

ایسے ہی شیعہ کا اہل بیت پر علیہ السلام کا اطلاق ہے اور جو اہل سنت بے خبری سے حضرت علی اور حسنین کریمین اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم پر لفظ علیہ السلام کا اطلاق کردیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

آخری گزارش:

فقیر نے اپنی بساط پر چند سطور عرض کر دیے ہیں اہل اسلام کو میلاد النبی کی خوشی میں زیادہ سے زیادہ یہاں تک کہ اگر روزانہ ہی یہ پاک محفل منعقد کریں تو بجا ورنہ گا ہے گا ہے۔

اور یہ تلقین فقیر اویسی کی بھی ہے کہ فقیر نے اس پاک محفل کے انعقاد سے بہت بڑے فوائد و برکات حاصل کیے اور مخالفین کے ایک مجدد نے بھی لکھا۔

صدیق حسن بھوپالی:

اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) ہر ماہ میں التزام اس کا کریں ج۔

(الشمامہ صفحہ 5)

نوٹ:...... ممکن ہے یہ تصنیف اس کی معزولی اور میلاد پر سخت سزایابی کے بعد کی ہو۔ ورنہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اس نے میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے پر کیسی ناشائستہ حرکت کی۔

حکومت پاکستان کا شکریہ:

الحمد اللہ ہماری گورنمنٹ پاکستان ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پر یوں اعلان کرتی ہے۔

جشن میلاد النبی شایان شان طریقہ سے منایا جائے

اہلِ پاکستان سے حکومت پاکستان کی اپیل:

"لاہور 13 مئی (اپ پ) پورے ملک میں عید میلاد النبی کی تقریب پورے احترام اور وقار سے منائی جائے گی۔ مرکزی حکومت نے فلاں تاریخ کو عام تعطیل کا اعلان کیا ہے۔ عید میلاد النبی کی تقریبات کا آغاز صبح سرکاری و نیم سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم لہرانے سے ہوگا۔ اس روز مختلف انجمنوں کی طرف سے عید میلاد کی محفلیں منعقد ہوں گی۔ جس میں سرور کائنات ﷺ کی حیات مقدسہ پر روشنی ڈالی جائے گی اور نبی آخر الزمان کے حضور میں خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔

ریڈیو پاکستان کے تمام اسٹیشنوں سے اس دن خاص پروگرام نشر کیے جائیں۔ ان پروگراموں میں سیرت النبی کے موضوع پر تقاریر نشر ہوں گے اور شعراء نعتیں پیش کریں گے۔ شام کو سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جائے گا۔ حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اس متبرک اور عظیم الشان دن کو شایان شان طریقہ سے منائیں اور عمارتوں پر چراغاں کریں اور اوقاف کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مساجد اور مزاروں پر چراغاں کا اہتمام کریں پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں درود و سلام کی محفلیں منعقد کی جائیں گی۔ ان محفلوں میں آنحضور ﷺ کی حیات مقدسہ اور تعلیمات پر علمائے کرام تقاریر کریں گے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ:

فقیر کی اپنی گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ جس طرح عید میلاد النبی کے لئے

اہتمام وانتظام کیا جاتا ہے ایسے ہی میلاد والے کے احکام ونظام کے لئے بھی جدوجہد کی جائے تو مجھے یقین ہے کہ پاکستان جس غرض کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اس کے تمام پہلو نیم نہار کی طرح روشن وتاباں ہوسکتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ جس طرح پاکستان بناتے وقت کانگریسی مولویوں نے کہا تھا کہ پاکستان کی 'پ' بھی نہیں بننے دیں گے۔وہ آج بھی پاکستان دشمنی میں اس کی ہر محبوب رو پر شور مچاتے ہیں چنانچہ جب بھی ماہ ولادت ربیع الاول کے چاند طلوع ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری وخالق کائنات کی اس سب سے عظیم واعلیٰ نعمت کی خوشی وشکریہ کے طور پر جشن عید میلادالنبی ﷺ کی تیاری واہتمام کا دنیائے اسلام میں ہر سو چرچا وشہرہ ہوتا ہے۔دنیائے نجد ودیوبند کی طرف سے اس مقدس تقریب کی مخالفت کی جاتی ہے لیکن الحمدللہ اس کی اہمیت ومقبولیت بڑھتی چلی جارہی ہے قوم نے اس کے خلاف غلط وگمراہ کن فتوؤں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے اور شرک وبدعت کی ناپاک آوازیں اس جشن مبارک کے ایمان افروز نعروں کی گونج میں دب کر رہ گئیں۔بلکہ اب تو کچھ عرصہ سے نام وغیرہ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ منکرین میلاد نے بھی اپنے جاہلانہ شرک وبدعت کے مذہبی فتوؤں کے برعکس ماہ ربیع الاول منانا شروع کر دیا ہے حالانکہ پہلے ان حضرات کے نزدیک ربیع الاول کی تخصیص، تاریخ اور دن کا تعین مجلس میں روشنی اور اہتمام ودوامی اور یادگار منانا وغیرہ سب کچھ بدعت وناجائز تھا۔مگر اب انہوں نے محبت مصطفوی کی بناء پر نہیں بلکہ سواداعظم اہل سنت سے رقابت کی بناء پر سب کچھ جائز ٹھہرالیا ہے اور صرف اپنی ناک بچانے کے لئے ''میلادالنبی'' کی بجائے ''سیرۃ النبی'' کا نام تجویز کرلیا ہے۔بہرحال اس سے اصل مبحث میں کوئی

فرق نہیں پڑتا۔اور ''سیرۃ النبی'' کے اجلاس سالانہ اجتماعات وتبلیغی کانفرنسوں کو جائز قرار دے کر تقریب میلاد کو بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اہل سنت سے اپیل:

جہاں مختصر طور پر منکر میلاد کے متعلق ہم اتنی بات کہنا چاہتے تھے وہاں قائلین میلاد کے متعلق اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ دیگر اسلامی مذہبی تقاریب (عیدین، شب برات اور نکاح وغیرہ) کی طرح جشن میلاد کو بھی بالعموم ظاہری ورسمی طور پر منایا جاتا ہے اور اس بات کا بہت کم احساس وخیال کیا جاتا ہے کہ جشن عید میلاد ہمارے لئے ایک ''یوم محاسبہ'' ہے جس میں ہمیں اس بات پر اپنا مکمل محاسبہ کرنا چاہئے کہ جس مقدس رسول ﷺ کے ہم نام لیوا ہیں جس کی تشریف آوری کی خوشی میں ہم اس قدر اہتمام کرتے ہیں اور ان کے نام پاک کے لئے اپنا وقت و دولت قربان کرتے ہیں انہوں نے ناقابل برداشت سختیوں، مصیبتوں، اور مشکلوں کے باوجود جس مقدس اسلام کو پیش فرمایا تھا۔ہم اس اسلام اور اس کے فرمائے ہوئے احکام پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟ اور اس کی خدمت، تبلیغ اور حفاظت کے لئے ہماری کوششوں کا حدود اربعہ کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سرکاری وغیر سرکاری طور پر دھوم دھام سے عید میلاد پاک منانے کے باوجود بہت سے لوگ عملی لحاظ سے احکام اسلام وپیغمبر اسلام ﷺ کے ارشادات کی خلاف ورزی اور بدعات وفسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں۔حالانکہ رسول پاک ﷺ کی محبت وعقیدت کا یہ اہم تقاضہ ہے کہ آپ کے ارشادات کا احترام کیا جائے اور آپ کی شریعت وسنت کو اپنایا جائے اور

زندگی کے ہر شعبہ میں آپ سے رہنمائی حاصل کر کے اس پر عمل کیا جائے۔

سنئیو!

ایک طرف عشق ومحبت کے نعرے شان وشوکت کے مظاہرے اور اس قدر دھوم دھامی پروگرام اور دوسری طرف غیر اسلامی نظام وآئین۔ اور خلاف سنت تہذیب ومعاشرت فرنگیانہ صورت وسیرت اور ہندوانہ وبیہودانہ رسوم ورواج کس درجہ حیرت وتعجب کا باعث اور اصول ودیانت کے خلاف ہیں؟

کیا یہ دورنگی روش، دوغلی پالیسی، قول وفعل میں تضاد، زبان وعمل کا افتراق، ظاہراً حضور کا نام اور عملاً انگریز کی غلامی رسول پاک ﷺ کی خوشنودی کا موجب اور ایک مسلمان کے شایان شان ہو سکتی ہے؟

خلاف ہی خلاف:

اس سلسلہ میں یہ بات مزید دکھ اور تشویش کا باعث ہوتی ہے کہ بے شمار محافل میلاد وسیرت کے اجلاس میں عموماً زبانی طور پر نعت خوانی وحضور پاک ﷺ کے فضائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت وامت کے اصلاح اور لوگوں کی بے راہ روی اور ترک نماز وجماعت، داڑھی منڈوانے، کٹانے سینما دیکھنے، گانے بجانے، تصاویر اور عورتوں کی آزادی وبے پردگی، سود اور رشوت خوری وغیرہ، جرائم ومتعدی برائیوں کو موثر طور پر کم زیر بحث لایا جاتا ہے بلکہ متعدد جگہ ان گناہوں میں ملوث لوگ اپنی دولت واقتدار کی بناء پر انگریزی لباس وشکل وصورت میں محافل میلاد

وسیرت کے اجلاس میں نعتیں پڑھتے، تقریریں کرتے اور صدارتیں فرماتے نظر آتے ہیں۔ اور اس طرح اصلاح کی بجائے الٹا کئی غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور تبلیغ کے پاکیزہ اثرات ودین محمدی کی جامعیت کا پوری طرح مظاہرہ نہیں ہوتا۔

گندی رسوم:

بعض جگہ اس موقع پر زیبائش وروشنی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے اور انعامات کا لالچ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک دنیاوی قسم کی رسم ہے۔ اور اس میں خلوص ومحبت کی بجائے آپس میں رقابت، ریا ونمود اور ہوس ولالچ کا جذبہ ابھرتا ہے۔ بعض مجالس میلاد میں طبلہ وسارنگی اور مزامیر اور تالی بجانے کا شغل فرمایا جاتا ہے اور کئی نادان عید میلاد کے پاکیزہ جلوس میں بینڈ باجہ اور چمٹے وغیرہ خرافات کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور ریکارڈنگ کرتے ہیں حالانکہ یہ باتیں اسلامی مزاج کے خلاف ہیں۔ اور ذکر ولادت کے ساتھ ان کا استعمال نہایت قبیح وسخت جرم ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

امرنی ربی بحق المغارف والمزامیر

یعنی میرے رب نے مجھے ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والوں باجوں کو مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس کے باوجود حضور نبی پاک ﷺ کے مقدس نام وذکر پاک کے ساتھ ان کا استعمال کس قدر جرأت ونادانی ہے۔ ان باتوں سے تو ویسے ہی اجتناب کرنا چاہیے چہ جائیکہ عید میلاد پاک کے سلسلہ میں ان کا استعمال ہو۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ

فوٹو بازی:

جہاں تک تصویر کی لعنت کا تعلق ہے عید میلاد کے نام سے اس کا بھی ایک عام سلسلہ چل نکلا ہے اور اس سلسلہ میں مغرب زدہ افراد در کنار کئی نام نہاد علماء و پیر بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے حالانکہ ان کی تصاویر دیکھ کر لوگ اور زیادہ گمراہ ہوتے اور ان تصاویر کو اس لعنت کے جواز کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

زیبائش آرائش:

محافل میلاد میں روشنی اور جلوس کی گزرگاہوں کی آرائشگی۔ حضور نبی پاک ﷺ کی محبت و تعظیم کے مقصد کے تحت ایک مستحسن چیز ہے۔ لیکن اعتدال و توازن کو نظر انداز کر کے محض روشنی برائے روشنی کے طور پر عجوبہ کاری جدت طرازی اور کاریگری و فنکاری کو مقصود و مطمع نظر بنالینا اسے ایک ''میلہ و نمائش'' کی صورت دینا پھر رات کو عورتوں کا اس کو دیکھتے پھرنا اور مردوں کے ساتھ غلط ملط ہونا اس طرح پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا بحکم خیر الامور اوسطہا اور روشنی کے باوجود ایک باوقار سادگی کا مظاہرہ ہونا چاہئے اور عورتوں کو گھروں سے نکلنے اور اس طرح گھومنے پھرنے سے باز رکھنا چاہئے تا کہ کسی خلاف شرع و غیر اخلاقی چیز کا مظاہرہ نہ ہو۔

کعبہ شریف اور گنبد خضریٰ کا ماڈل:

مذکورہ قابل اصلاح باتوں کے علاوہ بعض مقامات پر ''تعزیہ'' کی طرح مجسم طور پر عماراتی انداز میں روضہ مبارک و کعبہ مقدسہ کا ماڈل بنایا جاتا ہے جس میں کثیر

اخراجات کے علاوہ جہاں اس قسم کی مستقل عمارات بننے کا اندیشہ اور بالکل ''تعزیہ'' کی شکل اختیار کرنے کا خطرہ ہے وہاں جہلا کی طرف سے نقل مطابق اصل افعال اور حد سے تجاوز اور شدید مبالغہ کا بھی امکان ہے اور ویسے بھی اس سے روضہ مبارکہ و کعبہ مقدسہ کی انفرادی شان متاثر ہو سکتی ہے اس لئے برادران اہل سنت کو چاہئے کہ وہ ان امور پر غور کر کے اس سلسلہ میں احتیاط کریں۔ اور اعتدال و توازن کے ساتھ یہ مقدس تقریب منانے کے علاوہ جذبہ اطاعت و اتباع سنت زیادہ سے زیادہ بیدار کریں اور مذکورہ باتوں میں ضرورت سے زائد کثیر اخراجات کی بجائے زائد رقم اسلام کی خدمت، اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت اور اپنے نادار بھائیوں کی امداد کے لئے صرف کریں۔

فقط والسلام

فقیر محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

......اختتام......

302

نعت رسول مقبول ﷺ

سنیو! خوش بختو! آقا دا میلاد مناؤ گج وچ کے
میں نعت سناواں سوہنے دی تسیں نعرہ لاؤ گج وچ کے
جو بخشیا اے پر بخشیا صدق سوہنے دا
جیہدا کھاندے او یارو دن راتیں اوسے دا گاؤ گج وچ کے
سرکار دی آمد آمد سی جبریل نداواں کردا سی
اے رحمت عالم ﷺ نور خدا جلوہ فرماؤ گج وچ کے
ایہہ شمع نہیں فانوس نہیں قسمت دے تارے چمکے نے
کر کر کے چراغاں گھر گھر وچ قسمت چمکاؤ گج وچ کے
میلاد دا موسم آیا اے ہر پاسے رحمت چھائی اے
شیطان دے ساتھی روندے نے اوہناں نوں رواؤ گج وچ کے
اساں نعت پڑھی جد آقا دی تقدیر نے ہنس کے فرمایا
جنہاں کاں کھانے سن کھاندے نیں تسیں حلوے کھاؤ گج وچ کے
انشاء اللہ ایہہ آسی نوں رضوان آکھن گے جنت دے
تسیں آقا دے میلادی او تشریف لیاؤ گج وچ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی

......فہرست مضمون......

آہ!..............حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ وپے میں مستی کردار خون کی طرح محو گردش ہو جن کا قلب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جن کی صورت وسیرت سنت نبوی کی علمی تصویر ہوں جن کا کردار وگفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف وتالیف کی جان بہر صورت اپنے فرس کمالات کے خوشہ حسینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت عدالت، سخاوت، شجاعت، اور حق گوئی وبیباکی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، پرسوز جان قہاری وغفاری اور قدوسی وجبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ کو میسر رہے۔ امت بحفاظت تمام سوئے منزل محو خرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینۂ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغۂ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت اُستاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر پائے آبدار سے لبریز کر رکھا تھا۔ آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، ودنیائے اسلام کے روحانی پیشواء سچائی کے خوگر، امن وآشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی علم وفضل کمال اور عجز وانکساری کے پیکر تھے۔ غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری خوف

نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، ارست فکر، صبر و رضا، حلم و حیاء، زہد و تقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔ فی الجملہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ جس سمت سے دیکھا باکمال نظر آئے۔ اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کر سکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کر دکھایا۔ آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا متقی ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام عطیہ خداوندی سے محروم ہو گیا وہ سایہ جماعت مسلمہ پر فگن تھا اٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ابوالفاروق فقیر محمد رفیق نقشبندی پیر خانوی
سرائے عالمگیر ضلع گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

اما بعد!...... ہمارے دور میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو جلسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور پاک ﷺ کی وفات ہے لہذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۴ سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک وشبہ پیدا ہو گا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت ومحبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش وجنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے لیکن:

ایں خیال است ومحال ست جنوں

وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

مقدمہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمند الو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ: آغاز بہار تھا کہ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوا میں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی مگر عقلمند الو ایک ویران جگہ اداس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوۃ وسلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر عین صبح کے وقت جو حضور کی ولادت باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اویسی غفرلہ اہل انصاف سے گذارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسورنے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سنیوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ھذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا (انشاءاللہ)

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس

صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کیلئے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شدومد سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المومنین تصویر حزن وملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مرتبہ نقشے سے اس دعویٰ کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا تھا۔

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے۔

حین لعن و حین اھبط و حین ولد رسول اللہ ﷺ و حین نزلت فاتحۃ الکتاب۔

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور

جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اظہار مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا:

(۱)......قال یعقوب بن سفیان عن یحیٰی بن بکیر عن اللیث انہ قال توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۵۱ جلد ۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲)......علامہ محمد بن سعد محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳)......امام ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا۔ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم خمیس (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے انتیس دنوں کے یا بعض انتیس

دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں آتا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳۴۰ جلد ۲)

(۴)......نواب صدیق حسن خاں نے لکھا وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔

(شمامہ عنبریہ ص ۸۰)

(۵)......مولوی اشرف علی تھانوی۔۔۔اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر)

ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

(نشر الطیب ص ۲۴۱)

(۶)......ابو الکلام آزاد اپنے مقالات کا مجموعہ ''رسول رحمت'' جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱)......ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول

کو۔ (۲) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ:

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱	ذی الحجہ ۳۰، محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
۲	ذی الحجہ و محرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۳	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۴	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
۵	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
۶	ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہوسکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کرلیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی
عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے (رسول رحمت ص ۲۵۴)
نوٹ: اسکے علاوہ بیشار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہل انصاف کیلئے اتنا
کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سُرور:

جسکا کوئی عزیز مرجائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں
روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ
مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ
دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت وسرور ہوتا ہے ہاں
موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آتی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ
جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال...... اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب:..... امت کے حق میں حضور پاک ﷺ کی ولادت اور رحلتِ اطہر دونوں رحمت
ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور پاک ﷺ نے
فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں:

حیاتی خیر الکم وموتی خیر لکم

(شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۹)

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئی فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی
امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا
کرکے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کردیتا ہے اور جب کسی امت کی
ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کرکے
ہلاک کردیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں
کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے:

اذا اراداللہ رحمة بامة قبض نبيها قبلها فجعله لها فرطا و سلفها
واذا اراده هلكة امة عذبها ونبيها حى فاهلكها وهو ينظر فاقر
عينيه بهلكتها حين كذبوه وعصوا امره

(مسلم)

فائدہ:...... مذکورہ حدیث میں لفظ "فرط" کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے
ہیں۔

اصل الفرط هو الذى يتقدم الواردين يهيئى لهم مايحتا جون اليه
عند نزولها فى منازلهم ثم استعمل لشفيع فيمن خلفه.

(مرقاۃ)

"فرط" کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا

کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ:...... اس امت پر اللہ تعالےٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور پاک ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پا گئی کہ امت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمتِ عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقيقة عند الولادة وهى اظهار شكر و فرح بالمولود ولم يا مر عند الموت بذبح ولا بغيره بل نهى عن النيا حة واظهار الجزع فدلت قواعد الشر يعة على انهٔ يحسن فى هٰذا الشهر اظهار الفرح بولادته ﷺ دون اظهار الحزن فيه بوفاته.

(حسن المقصد فی عمل المولد الحاوی للفتاویٰ)

شریعت نے ولادت کے موقعہ پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے

وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔

(تواریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضانِ نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت مُلا علی قاری نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

ليس هناك موت ولا فوت بل انتقال من حال الى حال

(مرقات)

کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹:

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادت مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یومِ ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا اُن کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں بیشمار ملتی ہیں۔ لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔
انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علمِ نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز:

دین و دنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابلِ قبول ہے کہ بات وہی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرے جسمیں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادت کریمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاول ۵ ربیع الاول ۱۰ ربیع الاول تمام اقوال نا قابلِ قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلافِ تحقیق یا مؤول ہیں۔
حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا:

عن عفان، عن سعید بن میناء، عن جابر وابن عباس انهما قالا ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل.

''عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔

فائدہ:...... اس حدیث کے راوی ابوبکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظِ حدیث تھے۔
ابوزرعہ رازی المتوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔ ''میں نے ابوبکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظِ حدیث نہیں دیکھا''

محدث ابنِ حبان فرماتے ہیں:

ابوبکر عظیم حافظِ حدیث تھے۔آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ان کی جمع و تدوین میں حصّہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ابنِ ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط واتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پاک ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَانْشُرْ عَنْهُ

"اے اللہ ان کو برکت عطا فرما اور ان سے نورِ علم پھیلا"

(۲)...... محمد بن اسحاق کا قول:

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ان سے پہلے "مغازی" تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ابنِ اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" ہی رکھا۔لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی "المبتداء" "المبعث" اور "المغازی" پہلے حصّے میں اسلام سے پہلے نبوّت کی تاریخ ہے۔دوسرا حصّہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصّہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وُلد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل ،عام الفيل.

(سیرت ابن ہشام)

"آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے"۔

فائدہ:......ابن اسحاق امام زُہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ) میں ہوا۔پہلے یہ کتاب ناپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔"رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہوروِتس JOSEPH HOROVITZ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے''۔

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اُردو ترجمہ نور الٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے ''رسول نمبر'' کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔

سیرت ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A.GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwal,in the year of the Elephant .

''پیغمبر خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے''۔

(۳).....ابن ہشام کا قول:

حضرت ابو محمد عبد الملک بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ''سیرت ابن ہشام'' میں لکھا ہے۔ ''رسول خدا پیر کے دن بارھویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی''۔

''سیرت ابن ہشام'' ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں،

تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اُردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(۴).....ابی الفداء اسمٰعیل ابن کثیر کا قول:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ ''السیرۃ النبویۃ'' میں رقمطراز ہیں:

ورواہ ابن ابی شیبة فی مصنفه عن عفان، عن سعیدبن میناء، عن جابر وابن عباس انهما قالا، ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهرربیع الاوّل وهذا هوالمشهور عند الجمهور.

علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم محدث، مفسر اور مورخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی''۔

نوٹ:.....مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵).....علامہ ابن جوزی کا قول:

ابو الفرج عبد الرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰۔۵۹۷ھ) نے ''الوفا'' میں لکھا ہے۔ ''آپ کی ولادت سوموار کے دن

عام الفیل میں دس ربیع الاوّل کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارھویں رات کو ولادت ہوئی''۔ علامہ ابن جوزی نے حضور پاک ﷺ کے حالات پر ایک کتاب ''تلقیح فہوم الاثر'' بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء میں مفید خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہ ربیع الاوّل کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابن جوزی نے ''مولد النبی'' کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنو سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

''تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے''۔

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ ۲، ۸ اور ۱۰ ربیع الاوّل کے بارے میں اقوال نقل کیے ہیں لیکن ۱۲ ربیع

الاوّل پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(۶)..... شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی:

شارح بخاری نے لکھا ہے:

وكان مولده ليلة الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل.

''آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں ہوئی۔''

(۷)..... فاضل زرقانی فرماتے ہیں:

المشهور انه ﷺ ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازى

(شرح مواہب)

''مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے''۔

(۸)..... احمد موسیٰ البکری:

احمد موسیٰ البکری کی کتاب "التاريخ العزلى القديم والسيرة النّبوية" سعودی عرب کی وزارۃ المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

ولد رسول الكريم محمد ﷺ فى مكة المكرمة فى فجر يوم الاثنين الثانى عشر عن ربيع الاول الموافق ۲۰ نيسان (اپریل)

٥٧١ م و تعرف سنة مولده بعام الفيل

"رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے"۔

(۹)......ابراہیم الابیاری:

"مہذب السیرۃ النبویۃ" میں رقمطراز ہیں:

وولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين ،لاثنتی عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل ،عام الفيل

"رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے"۔

(۱۰)......ابن سید الناس:

نے "عیون الاثر" میں لکھا ہے:

وولد سيدنا و نبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لا ثنتی عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاوّل عام الفيل ۔

ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاوّل کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے"۔

(۱۱)......امام محمد غزالی نے "فقہ السیرۃ" میں حضور پاک ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے:

سنة ٥٧٠ مفی الثانی عشر من ربيع الاوّل ٥٣ ق.ھ

"یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت"۔

(۱۲)......ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی نے اپنی کتاب "عَلِّمُوا اَوْلَادَكُمْ مَحَبَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ" (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارتِ اعلام، سعودی عرب کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور پاک ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔

يقول ابن اسحاق شيخ كتاب السيرة (ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين ،لاثنتی عشرة ليلة من ربيع الاوّل عام الفيل)

"ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا"۔

(۱۳)......ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں:

واما ولادته ﷺ فقد كانت فی عام الفيل ،ای العام الذی حاول فيه ابرهة الاشرم غزو مكة وهم الكعبة فرده الله عن ذلك بالاية الباهرة التی وصفها القران ،كانت على الارجح يوم الاثنتی عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل ۔

"جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے کعبے کو گرادے۔ لیکن خداوند عالم نے کھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں"۔

(۱۴)......ابوالحسن علی الحسینی الندوی نے "قصص النبیین" کی جلد پنجم موسوم بہ "سیرۃ خاتم النبیین" میں لکھا ہے:

ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين اليوم الثاني عشر من شهر ربيع الاوّل عام الفيل.

"رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے"۔

(۱۵)......محدث جلیل سید جمال حسینی نے ۸۸۰ھ میں "روضۃ الاحباب" لکھی۔ انہوں نے ولادت سرکار ﷺ کے متعلق لکھا:

"مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاوّل مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاوّل کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ نوشیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان

کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے"۔

(۱۶)......شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب "مختصر سیرت الرسول" میں لکھتے ہیں:

ولد عليه السلام يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاوّل، اختاره وقيل لعشرمنه ، وقيل لاثنتي عسر ة خلت منه

"حضور پاک ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاوّل کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے"۔

(۱۷)......عظیم مؤرخ ابنِ خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے "سیرت الانبیاء" میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل ۵۷۰ء کو ہوئی۔

نوٹ:......مخالفین ہمیشہ عوام کو اکساتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اول کے لخت جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۱۸)......طبری نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹)......طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین ﷺ روز دوشنبہ دوازدھم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(۲۰)..... مولوی سید محمد الحسنی ایڈیٹر ''البعث الاسلامی'' نے ''نبی رحمت'' میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کا دن یومِ ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱)..... امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوعِ صبح کے قریب ہوئی۔ علامہ نبہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشقِ رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے ہمعصر تھے۔ اُن کی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔

(۲۲)..... مشہور عالمِ دین الشیخ مصطفےٰ الغلایینی (المتوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر کلیہ اسلامیہ بیروت اپنی تالیف ''لباب الخیار فی سیرۃ المختار'' میں رقمطراز ہیں:

''ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو عالمِ مادی آپ ﷺ کے وجودِ مسعود سے مشرف ہوا۔''

نوٹ: ..... علامہ مصطفےٰ الغلایینی جماعتِ اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔ اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر ''پیش لفظ'' ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر مودودی کو بارہ ربیع الاوّل کے دن حضورِ اکرم ﷺ کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن مودودی نے بارہ ربیع الاوّل کو یومِ ولادتِ مصطفےٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو آنحضرت ﷺ کا یومِ ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سرکار ہر عالم ﷺ کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاوّل ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیر کی کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یومِ ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳)..... ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے ''حیاتِ محمد'' میں تحریر کیا ہے:

والجمهور على انه ولد فى الثانى عشر من شهر ربيع الاول.

''اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی''۔

(۲۴)..... شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف ''محمد رسول اللہ'' میں رقمطراز ہیں۔

''بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۱ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضورِ اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہلِ مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔

نوٹ: ..... شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵)......مصر کے شہرۂ آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرہ اپنی تالیف "خاتم النبیین" میں لکھتے ہیں۔

والجمهرة المعظى من علماء الرواية على ان مولده عليه الصلوة والسلام فى ربيع الاوّل من عام الفيل فى ليلة الثانى عشر منه۔

(۲۶)......علامہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷)......انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول اکرم اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرورِ کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

(۲۸)......جنوبی افریقہ کے عالم کا قول:

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلوا اپنے مضمون بعنوان "تین عیدیں" (The Three Eids) میں رقمطراز ہیں۔

The 12th of lunar month of Rabi -ul -Awwal is Commonly taken to be the date of the

birth of Prophet.

ترجمہ: قمری سال کے ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ (رسول نمبر ص ۶۴۹)

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت:

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاوّل نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۹)......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "سرور المحزون ترجمہ العیون ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ ولادت آنحضرت ﷺ روز دوشنبہ متحقق شد از شہر ربیع الاوّل از سالے کہ واقعہ فیل دراں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم و بعض گفتہ اند بتاریخ سوم و بعض گفتہ اند بتاریخ دوازدہم"۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے "سید المرسلین" کے نام سے کیا جو اوبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا "آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاوّل کی نو تاریخ تھی، واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن اسی کتاب... کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے "سیرت الرسول" کے نام سے کیا جو دار الاشاعت

کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔ ''جس سال واقعہ فیل پیش آیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارھویں تاریخ بیان کی ہے۔

راز فاش:

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی علمی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔ دار الاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدلنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہودیانہ سازش ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی۔

(۳۰)......ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کاکوروی کی کتاب ''تواریخ حبیب اللہ'' کے متعلق لکھتے ہیں:

اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے علامہ عنایت احمد کاکوروی ایک جید عالم تھے، انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ''مواقع النجوم'' لکھی اور ''ملخصائے حساب'' بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔

اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے موقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ کاکوروی ۷ شوال المکرم ۱۲۷۹ھ کو حالتِ احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱)......سرسید احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب ''سیرت محمدی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے''۔

''خطبات لاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' کے انگریزی ترجمہ Life of Muhammad

Birth and Childhood of Muhammad.

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے:

Oriental historian are for the most part of opinton that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1,in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha.

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲)......مولانا مفتی محمد شفیع کی ''سیرت خاتم الانبیاء'' بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب

آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلو میرے نام کردیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ مولوی عزیزالرحمن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے۔مؤلف نے نہایت فصاحت وبلاغت اور ایجاز محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات ووقائع کو جمع کردیا ہے۔ حسین احمد مدنی نے لکھا ''میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر نصاب میں داخل کرچکا ہوں'' مولوی انورشاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدث دارالعلوم دیوبند کی تقاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ ''سیرت خاتم الانبیاء'' میں ہے۔

''الغرض جب سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم واولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں۔ مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کردیا۔ اور

اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔

دیوبندی گروہ سے فقیر اُویسی کا سوال:

یہ تمہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرمارہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود فلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کررہے ہیں۔ جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کو تھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔ اب سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شبلی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ:...... فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

ناظرین: خدارا انصاف فرمایئے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور علمائے محدثین ومفسرین اور فقہاء ومورخین ہیں ایک طرف تنہا چند غیر معروف نجومی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔

محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاوّل یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اُس کی نفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے

معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعات وعلوم فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گرین وچ آبزرویٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار:

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا لیا وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاوّل ۱۷ھ (۶۳۸ء ۱۲ جولائی) کو مملکتِ اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں

رد و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

صاحب ''فتح الباری'' نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

''بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا دیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسئی کی گئی۔ مولوی اسحٰق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ''سیرت نبوی کی توقیت'' میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ ۱ھ ہجری سے ۱۰ھ ہجری تک نسئی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراق تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیہ پیش کیا جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو

سکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔ قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں۔

It is not ,however ,possible to make pre-Islamic Calender.

''جاہلی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرام، تابعین اور مورخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زیج (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے

گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ وتابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی:

فقیر نے صحابہ وتابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاوّل کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاوّل۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے زیادہ کس کو علم ہوسکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے ابن عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ.

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کردی اور فرمایا

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اللہ ان (صحابہ) سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم

ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً، واعمقها علماً واقلها تكلفاً اختارهم الله بصحبة نبيه ولاقامة دينه"

"رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامتِ دین کے لئے چنا تھا"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے:

وہ جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا"۔

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برائت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل:

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علما کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کا استدلال کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر وتواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ عام الفیل میں حملہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

علامہ سہیلی، حافظ ابن کثیر، مسعوی کے مطابق ''واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی'' سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

فبین ،الفیل وبین مولد رسول اللہ ﷺ خمس وخمسون لیلۃ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر ''فتح العزیز'' میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔ جس سال یہ واقعہ گزرا ہے ،اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۵۵=۲۵+۳۰) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ محدث جلیل سید جمال حسینی مصنف ''روضۃ الاحباب'' سرسید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا

لشکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی لکھتے ہیں ''ابرہہ کی آمد تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل آتا ہے۔ ۵۵=۱۲×۳۰-۱۳ ثابت ہو گیا کہ یوم ولادت سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علامہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاوّل ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی مما لک میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحب لولاک، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲

ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہانِ ہست و بود میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

نبی پاک ﷺ کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ و تبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاول کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جا رہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاول پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۱۔۔۔ اتبعو السو اد الا عظم فا نہ من شذشذفی النا ر ہ

(ابن ماجہ)

بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائیگا۔

۲۔۔۔۔۔ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلا لۃ

(ترمذی)

بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ

از قلم

فیض ملت ... مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی

﴿فہرست﴾

کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد!

یہ کتاب ''کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ'' حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے چند کمالات پر مشتمل ہے۔ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ جانِ ایمان ہے اور جان سے ہی ہر شے کا وجود باقی رہتا ہے تو سمجھ لو کہ جان ہے تو ایمان ہے اور جان نہیں تو ایمان نہیں۔ یہی وجہ ہے جس مجلس میں ذکرِ رسول اللہ ﷺ نہیں وہ مجلس و محفل برکات سے محروم ہے۔ اسی لیے فقیر نے یہ چند کمالات جمع کیے تاکہ مومن گھر بیٹھے یا سفر میں اپنی مجلس ذکرِ رسول ﷺ سے سجا سکے۔۔۔ ویسے بھی مشہور ہے کہ ''اَلْکِتَابُ اَنِیْسٌ خَیْرُ جَلِیْسٍ'' کتاب انسان کا بہترین ساتھی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ سفر میں جاتے وقت کوئی کتاب ضرور ساتھ ہو تاکہ اگر سفر سے جی اکتائے تو مطالعہ شروع کر دے، اور اگر گھر پر ہو اور طبیعت میں اضطراب محسوس ہو تو کسی دلچسپ کتاب کو پڑھنا شروع کر دے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے اذکارِ خیر پر مشتمل کتب و رسائل تسکینِ قلوب کے لیے اکسیر ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (پارہ ۱۳/سورۂ رعد آیت نمبر ۲۸)
خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے

''شفا شریف'' میں ہے ''اَیْ بِذِکْرِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ'' یعنی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو پریشان و مغموم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ انہیں اذان سناؤ چنانچہ اذان سنی تو سکون پایا (مدارج)
اب بھی حکم ہے کہ جب انسان حزن و غم میں مبتلا ہو تو اُسے اذان سنائی جائے اسی لیے نومولود بچے کو سب سے پہلے اذان سنائی جاتی ہے تو اس سے وہ سکون پاتا ہے۔

مقدمہ

ہمارے حضور سرورِ عالم ﷺ دونوں جہانوں کے وجود کے لیے باعث تخلیق ہیں یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جیسے احادیث قدسیہ میں وارد ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَرْضَ وَلَا الْاَفْلَاكَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ اَوْ كَمَا قَالَ

یعنی اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان، جنت، دوزخ نہ بناتا۔

بلکہ ارشاد فرمایا۔

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ۔

اگر پیارے تو نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء حضور پرنور ﷺ کے لیے پیدا فرمائیں تو پھر آپ زمین و آسمان کے مالک ہوئے۔ مالک اپنی ملکیت میں تصرف کرسکتا ہے اور مالک کو اپنی شئے کی خبر ہوتی ہے اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے منجانب اللہ عزوجل علم غیب کا عقیدہ اور آپ کو "متصرف فی الاکوان باذن اللہ" ماننا آپ کے کمالات میں سے ہے۔

حبیب خدا ﷺ

حضور سرورِ عالم ﷺ حبیب خدا ہیں اور اس وصف کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو فخر بھی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم مصروف گفتگو، تھے کسی نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، کوئی کہتا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، کوئی کہتا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں، کوئی کہتا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی

گفتگو اپنی قیامگاہ میں سن رہے تھے، باہر تشریف لائے تو فرمایا "وَاَنَا حَبِيْبُ اللهِ" اور میں حبیب اللہ ہوں۔ آپ ﷺ کے طفیل جملہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ بھی محبوبانِ خدا ہیں اور قیامت میں ان سب کی شفاعت حق ہے اور انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بددینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔ امام اجل ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ......

لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ مُنْكِرِ الشَّفَاعَةِ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ

منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی اس لیے کہ وہ کافر ہے۔

اسی طرح "فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق" وغیرہما میں ہے۔ "فتاویٰ تاتارخانیہ" پھر "طریقہ محمدیہ ﷺ" میں ہے۔

مَنْ اَنْكَرَ شَفَاعَةَ الشَّافِعِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَهُوَ كَافِرٌ

قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔

اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "شفاعت کا منکر" میں پڑھیے۔

اجمالی کمالات

تفصیل سے پہلے چند کمالات بطورِ اجمال عرض کیے جاتے ہیں۔

علم غیب

اللہ تعالیٰ کی عطاء سے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ پس جان لیا میں نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ تیسری فصل:۷۰) بیشک سمیٹ لی گئی میرے لیے زمین پس میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا۔ (مشکوٰۃ:۵۱۲)

ایک حدیث میں راوی بیان کرتے ہیں کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ ﷺ اور خبر دی ہم کو ابتدائے مخلوق سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنے اپنے مقامات میں داخل ہونے تک۔ (مشکوٰۃ:۵۰۶)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خبر دی ہم کو ہر اُس بات کی جو ہونے والی ہے قیامت تک۔ (مشکوٰۃ:۵۴۳)

''تفسیر روح البیان'' میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس جان لیا میں نے علم اولین وآخرین کو، اور ایک روایت میں ہے علم ہر چیز کا جو ہو چکی اور جو بات آخر تک ہوگی۔ (روح البیان:۹/۲۳۲)

تصرفات

اللہ تعالیٰ کے اِذن سے حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی سردی کی تاثیر دور کرے۔ اور ان کی آنکھ میں درد تھا۔ لعاب دہن اُن کی آنکھ میں ڈالا، اسی ساعت کو شفا حاصل ہوئی۔ اس کے بعد کبھی درد چشم عارض نہیں ہوا۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب، بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر) ایک اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو زخم پہنچا اور آنکھ رخسارہ پر نکل آئی۔ اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ چنانچہ وہ آنکھ بہترین اور خوب ترین آنکھوں میں ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ''تاویل قرآن'' اور ''تفقہ فی الدین'' عنایت فرمائے، سو ایسا ہی واقعہ ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خرما میں دُعائے برکت کی اور وہ بہت ہی تھوڑی تھیں۔ اس دُعا کے سبب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے قرض خواہوں کا حق ادا کر دیا پھر بھی تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ (بخاری، مشکوٰۃ باب فی المعجزات پہلی فصل)۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ چلنے میں سب سے پیچھے رہ جاتا، آپ ﷺ نے دُعا فرمائی تو سب سے آگے جایا کرتا۔ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے طویل عمر اور کثرتِ مال واولاد کے لیے دعا فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لمبی عمر پائی اور آپ کی اولاد بڑی ہوئی۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ باب جامع المناقب پہلی فصل) ایک اعرابی کی درخواست پر بارش کے لئے دُعا فرمائی جو متواتر ہفتہ بھر جاری رہی، پھر دُعا فرمائی تو بارش رُک گئی۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات پہلی فصل متفق علیہ) آپ ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب پر ہلاکت کی دُعا کی تو اُس کو راہِ شام میں شیر نے پھاڑ ڈالا۔

ردالشمس

سورج لوٹانا حضور سرورِ دوعالم ﷺ کے کمالات میں سے ایک ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس کا انکار "غیر مسلم" کرتے تو کوئی حرج نہ تھا کہ وہ ہوئے جو غیر مسلم آج اسلام کا دم بھرنے والے بلکہ علم کے مدعی اس بہت بڑے کمال کا انکار کر بیٹھے اور وجہ یہ بیان کی کہ یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حالانکہ یہ بیان کا ایک لنگڑا عذر ہے اس لیے کہ یہ حدیث پاک صحیح ہے جیسے ایک صحیح حدیث کو ہونا چاہیے۔ فقیر پہلے حدیث پاک کا متن عرض کرتا ہے اس کے بعد اس کی سند کی تحقیق عرض کرے گا۔

حدیث شریف یہ ہے۔

عن اسماء بنت عمیس ان النبی ﷺ کان یوحی الیہ وراسہٗ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ ﷺ اصلیت یا علی قال لا فقال اللھم انہ کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرایتھا غربت ثم رایتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والارض وذالک بالصھباء فی خیبر۔ (رواہ الطحاوی فی مشکل الآثار)

ترجمہ:۔ یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہبا کے مقام پر سید دوعالم ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہوگیا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہ پڑھی تھی۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے پیارے علی! کیا ابھی نماز نہیں پڑھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے دُعا کی: یا اللہ! علی المرتضیٰ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت ... بی بی اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ غروب ہوجانے کے بعد واپس لوٹ آیا اور خیبر میں صہبا پر یہ واقع ہوا۔

فہرست منکرین معجزہ ردّالشمس

دورِ سابق میں اس کا انکار ابن تیمیہ وابن الجوزی کو تھا۔ ابن تیمیہ تو اپنی گمراہی میں مرا، لیکن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے ہدایت نصیب ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خلافت سے نوازے گئے۔ دورِ حاضرہ میں سرسید احمد علی گڑھی اور اس کے ہمنوا نیچری، حالی، شبلی، ندوی لوگ اور فرقہ منکرین حدیث، پرویزی، چکڑالوی اور مودودی جماعت اسلامی اور بعض جہلاء غیر مقلد وہابی۔

فہرست مصدقین معجزہ ردّالشمس

اس حدیث مبارکہ کے متعلق آئمہ حدیث، اولیائے امت اور ملت رحمہم اللہ تعالیٰ کے تاثرات وارشادات درج ذیل ہیں، اور یہ فہرست طویل ہے لہٰذا چند نمونے حاضر ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ھذان حدیثان ثابتان رواتھما ثقات۔ (شفا شریف: ۱/۲۸۴) یعنی اس حدیث پاک کی دونوں سندیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

(۲) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال طحاوی وھذان، حدیثان ثابتان، ای عندہ وکفی بہ حجۃ و رواتھما ثقات فلا عبرۃ بمن طعن فی رجا لھما۔ (شرح شفا، نسیم الریاض ۳/۱۱)

یعنی جب یہ دونوں حدیثیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں تو یہ حجت کے لیے کافی ہے اور دونوں حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں لہٰذا ان دونوں حدیثوں کے راویوں

میں طعن کرنے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ

حدیث مذکورہ پر طعن کرنے والے کون؟ وہی ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ اور وہ جو آج کل ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام اور مسلّم امام مانتے ہیں جیسے نجدی وہابی غیر مقلد اور ندوی اور مودودی جماعت اسلامی اور بعض دیوبندی۔ ابن الجوزی کی عجلت محدثین کرام میں مشہور ہے کہ وہ صحیح احادیث کو موضوع، ضعیف کہنے لکھنے میں باک نہیں سمجھتے تھے اسی لیے ان کا کسی حدیث کو موضوع، ضعیف، کہہ دینا ایسے نامعتبر سمجھا جاتا تھا جیسے ہم حدیث موضوع وضعیف کو غیر معتبر اور ناقابل قبول سمجھتے ہیں

ابن تیمیہ میں بھی مرض مذکور کے علاوہ گمراہی وضلالت کی شامت تھی جس کی سزا اس نے زندگی میں پائی اور مرنے کے بعد بھی (واللہ اعلم) اور ابن تیمیہ کے معتقدین کا انکار صرف اور صرف ابن تیمیہ کی شخصیت پرستی کی بناء پر ہے ورنہ تحقیقی میدان میں تو میدان چھوڑ کر بھاگتے نظر آتے ہیں۔ ان کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ردّ الشمس کے معجزے کے انکار سے تمہیں جہنم میں جانا پڑا تو پھر کیا کرو گے!!

بقایا فہرست مصدقین معجزہ ردّ الشمس

بجملہ معترضہ کے طور درمیان میں کچھ عرض کرنا پڑا، اب پھر فہرست اہل حق ملاحظہ ہو۔

(۳) سیدنا امام احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لاینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف عن حفظ ... [illegible]

ترجمہ: یعنی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد بن صالح فرمایا کرتے تھے ''اہل علم کو لائق نہیں کہ وہ حدیث اسماء (ردّ شمس والی) حدیث یاد نہ کریں کیونکہ یہ حدیث تو علامات نبوت سے ہے''۔

(۴) حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ردالمحتار'' میں عنوان یوں قائم کیا ''مطلب لوردت الشمس بعد غروبھا: ۱/۳۶۰'' اس کے تحت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا والی حدیث پاک جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس آیا بیان کرنے کے بعد فرمایا ''والحدیث صححہ الطحاوی وعیاض واخرجہ جماعۃ منھم الطبرانی بسند حسن'' (رد المحتار: ۱/۳۶۱) یعنی اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ثابت کیا۔ اور اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے باسند حسن ذکر کیا ہے، ان میں سے محدث طبرانی ہیں۔ اس کے بعد علامہ ابن عابدین نے فرمایا ''واخطا من جعلہ موضوعاً کابن الجوزی وقواعدنا لاتابہ'' (ردالمحتار: ج ا/ص ۳۶۱) یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث کو موضوع کہا، انہوں نے غلط کہا ہے، اور اہل سنت وجماعت کے قواعد کے یہ بات خلاف نہیں۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ''مخفی نہ رہے کہ ان کا (یعنی بعض افراد کا) یہ کہنا کہ کتب صحاح میں حدیث مذکور کو ذکر نہیں کیا گیا اور حسن منفرد ہے۔ یہ بات قابل غور وفکر ہے کیونکہ جب امام طحاوی، احمد بن صالح، طبرانی اور قاضی عیاض رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو اب یہ کہنا کہ کتب صحاح وحسان میں ذکر نہیں کیا گیا دُرست نہ ہوگا، اور لازم نہیں ہے کہ تمام ہی احادیث مبارکہ کتب صحاح وحسان میں

ذکر ہوں۔ نیز ان کا کہنا کہ اہل بیت میں سے ایک مجہول وغیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں، یہ بات سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہنا ممنوع ہے اس لیے کہ وہ جمیلہ... جلیلہ... اور عاقلہ ودانا عورت ہیں، ان کے احوال معلوم ومعروف ہیں (مدارج النبوت مترجم جلد دوم/ص ۳۳۰) علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابن تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ حدیث اسماء موضوع ہے، بیشک ان کا یہ کہنا ڈھکوسلہ ہے۔

(نسیم الریاض: جلد ۳)

فائدہ

بقدر ضرورت کچھ عرض کر دیا ہے، تفصیل وتحقیق کے لئے فقیر کی کتاب ''شرح حدیث ردّ الشمس'' کا مطالعہ کریں۔

ہمارے نبی ﷺ
غیروں کی نظر میں

حضور ﷺ کے حسن اخلاق کو اپنے پرائے سب ہی تسلیم کرتے ہیں، جس کے متعلق بکثرت واقعات موجود ہیں۔

شہادت باعتبار اپنی تقسیم کے مندرجہ ذیل چار قسم پر ہے۔ دوستوں کی اور دشمنوں کی۔ پھر دونوں قسموں کی دو قسم ہے، عینی شہادت یعنی گواہی دینے والے لوگوں نے اپنی آنکھ سے اس کے حالات کو معائنہ کیا ہو اور سمعی یا خبری شہادت (یعنی گواہی دینے والوں نے حالات کو بذاتِ خود معائنہ نہ کیا ہو بلکہ صحیح حالات معلوم کر کے رائے قائم کی ہو) یوں تو ہر قسم کی گواہیاں یقیناً بڑھی ہوئی ہوتی ہیں جو دشمنوں نے دی ہوں جیسا کہ مشہور مقولہ اہل عرب کا ہے۔

۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء

کیونکہ دوستوں کی شہادتوں کو حسن عقیدہ اور بڑھاؤ چڑھاؤ پر محمول کیا جا سکتا ہے لیکن دشمنوں کی گواہیوں کو یہی کہا جائے گا کہ واقعات صحیحہ نے ان کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کے فضل وکمال کا اعتراف کریں، چنانچہ اس مضمون میں دشمنوں کی کثیر شہادتوں میں سے چند ایک نقل کی جاتی ہیں۔

کفارِ مکہ

قرآن پاک کی مختلف آیات میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا تذکرہ موجود ہے کہ ملک عرب کے غیر مسلم بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شخصی خوبیوں آپ کے ذاتی اوصاف وکمالات اور آپ کے جبلی محاسن ومحامد کے بے حد معترف تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے خدا کی آخری کتاب قرآن مجید کی آیات سن کر بے ساختہ ''ماھٰذا مِنْ کلام البشر'' پکار اٹھتے۔

کفار مکہ ومشرکین مکہ اپنی شدید مخالفت کے باوجود رسول کریم ﷺ کو ہمیشہ ''الصادق'' اور ''الامین'' کے القاب سے یاد کرکے آپ کی شخصی عظمت کا اعتراف کرتے۔

اس دور کے جلیل القدر شعراء اور ادباء جب رسولِ امی لقب ﷺ کا کلام سنتے تو محو حیرت رہ جاتے اور اپنی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا صدق دل سے اعتراف کرتے۔

(۱) ابوجہل کی گواہی

دنیا جانتی ہے کہ ابوجہل، حضور نبی پاک ﷺ کا کتنا بڑا دشمن تھا۔ وہی ابوجہل کہا کرتا تھا کہ اے محمد! (ﷺ) میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو کچھ وحی سے کہتے ہو اور سمجھاتے ہو اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس پر ایک آیت نازل ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔ (پارہ: ۷، رکوع: ۱۰ سورہ الانعام آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ:۔ ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں، سو وہ تجھ کو نہیں

جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۲) نضر بن حارث کی گواہی

ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤساء جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کا ذکر ہو رہا تھا، نضر بن حارث (جو قریش میں سب سے زیادہ جہاں دیدہ تھا) نے کہا: اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد (ﷺ) تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا... سچا... امانت دار تھا، اور اب جب اس کے بالوں میں سفیدی آچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں (قرآن) پیش کرتا ہے تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے... کاہن ہے... شاعر ہے... مجنون ہے... خدا کی قسم! میں نے اس کی باتیں سنی ہیں، محمد (ﷺ) میں ان میں سے (یعنی جو باتیں تم کرتے ہو) کوئی بات نہیں۔ (سیرت النبی ﷺ از ابن ہشام)

(۳) دربارِ شاہی میں ابوسفیان کی گواہی

قیصر روم کے دربار میں قاصدِ نبوی ﷺ پہنچتا ہے۔ کفار قریش، آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے حریف اور مقابل ابوسفیان، جو چھ برس متواتر آپ کے مقابلہ میں فوجوں کے پرے جاتے رہے، وہ آنحضرت ﷺ کی تصدیق حال اور تفتیش کے لیے بلائے جاتے ہیں۔

ناظرین کرام! موقع کی نزاکت پر غور فرمادیں کہ ایک دشمن کی شہادت اپنے ایک ایسے دشمن کے حق میں ہے جس کو وہ دل سے مٹا دینا چاہتا ہے..... ایک ایسے باسر وسامان بادشاہ کے دربار میں اس کی شہادت ہے کہ اگر اسکو راضی کر دیا جائے تو دم میں اس کی فوجیں مدینہ کی سمت بڑھ سکتی تھیں۔

[illegible] ابوسفیان رضی اللہ عنہ بعد کو مسلمان ہو گئے اور بہت بڑے جلیل القدر صحابہ

میں شمار ہوئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم''

تاہم...... اس سوال وجواب کو بغور ملاحظہ فرمایئے۔

قیصر:...... مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان:...... شریف ہے۔

قیصر:...... اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان:...... نہیں۔

قیصر:...... جن لوگوں نے اس کے مذہب کو قبول کیا ہے وہ لوگ کمزور ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان:...... کمزور لوگ ہیں۔

قیصر:...... اس کے پیرو (ماننے والے) بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے ہیں؟

ابوسفیان:...... تیزی کے ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔

قیصر:...... کبھی تم لوگوں کو اس کی نسبت جھوٹ کا بھی تجربہ ہے؟

ابوسفیان:...... کبھی نہیں۔

قیصر:...... وہ کبھی اپنے عہد و اقرار سے بھی پھرا ہے؟

ابوسفیان:...... ابھی تک تو نہیں مگر آئندہ دیکھیں۔

قیصر:...... دعوے نبوت سے قبل اس کے چال چلن کی بابت تمہارا کیا خیال ہے؟

ابوسفیان:...... ہم اس کی نسبت بہت اعلیٰ رائے رکھتے تھے اور وہ ساری قوم میں بالاتفاق ''الصادق اور الامین'' تسلیم کیا جاتا تھا۔

قیصر:...... وہ کیا سکھاتا ہے؟

ابوسفیان:...... کہتا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو... پاک دامنی اختیار کرو... سچ بولو... بدی سے بچو... اہل قرابت کا حق

ادا کرو۔

اسکے بعد اب چند ایسی شہادتیں نقل کی جاتی ہیں کہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو بذات خود نہیں دیکھا مگر تاریخی واقعات کی بناء پر انہوں نے اس قسم کی رائے قائم کی ہے۔

انگریزوں کی شہادتیں

سرولیم میور صاحب کی شہادت

حضرت محمد (ﷺ) کے اخلاص وصداقت کا یہ بڑا زبردست ثبوت ہے کہ ان کا مذہب سب سے پہلے قبول کرنے والے ان کے دلی دوست اور ان کے گھرانے کے لوگ تھے۔ یہ لوگ سب کے سب ضرور ان کے روزمرّہ کے حالات اور ان کی گھریلو زندگی سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے مکاری اور عیاری سے کام لیتے ہیں تو ان کے ان اقوال میں جو شخص دوسروں کو سنانے کے لئے وہ باہر مجمع عام میں کہا کرتے ہیں اور گھر کی چاردیواری کے اندر ان کے اعمال میں عموماً ہمیشہ فرق اور اختلاف ہوتا ہے۔ اگر محمد (ﷺ) کی غرض وغایت فریب ودھوکے سے کام لینا ہوتا تو ناممکن اور محال تھا کہ ان کے دوست احباب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے، ان کی ریاکاری اور عیاری کا پتہ نہ چل جاتا۔

مسٹر تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) کی شہادت

ہم محمد ﷺ کی نسبت ہرگز یہ خیال نہیں کرسکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا، اور نہ ہم اس کو ایک حقیر، جاہ طلب اور دیدہ ودانستہ منصوبے گانٹھنے والا

شخص کہہ سکتے ہیں۔ جو سخت اور کرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا وہ ہر حال میں ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا، اس کا ماخذ وہی ہستی تھی جس کی اتھاہ کسی نے بھی نہیں پائی تھی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال، اور نہ وہ خالی از صداقت تھے نہ کسی کی نقل وتقلید تھے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کو منور کرنے نکلا تھا، اور بلاشبہ اس کے لئے امر ربانی ہی تھا۔ (ہیروز اینڈ ہیروورشپ لیکچر دوم)

مسٹر برنارڈ شا (Bernard Shaw) کی شہادت

انگلستان کے سب سے بڑے ادیب اور فلاسفر مسٹر برنارڈ شا نے نامہ نگار "لائٹ" لاہور سے ظاہر کیا تھا، جب کہ وہ جنوری ۱۹۳۲ء میں بمبئی آئے ہوئے تھے "میں نے حضرت محمد (ﷺ) کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے، وہ بڑے بلند پایہ انسان تھے۔ میری رائے میں انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان جیسا انسان موجودہ دنیا کا ڈکٹیٹر بن جاتا تو اس کے پیچیدہ مسائل ایسے طریق پر حل کردیتا کہ انسانی دنیا مطلوبہ امن وراحت کی دولت سے مالا مال ہوجاتی۔

ایک فرانسیسی ادیب اپنی مشہور تصنیف میں لکھتا ہے، فصاحت وبلاغت میں یکتائے روزگار، بانی مذہب، آئین ساز، سپہ سالار، فاتح اصول، عبادت الٰہی میں لاثانی، دینی حکومت کے بانی، یہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ جن کے سامنے پوری دنیا بھی ہیچ ہے۔

نپولین بونا پارٹ (Nipolian Bona Part)

فرانس کا عظیم ترین جرنیل نپولین بونا پارٹ بھی آنحضرت ﷺ کو اسی طرح خراج عقیدت پیش کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ محمد (ﷺ) دراصل سردار اعظم تھے۔ آپ

نے اہل عرب کو درسِ اتحاد دیا' ان کے آپس کے تنازعات و مناقشات ختم کیے' تھوڑی سی مدت میں ہی آپ کی اُمت نے نصف دُنیا کو فتح کر لیا۔ ۱۵ ارسال کی مختصر مدت میں لوگوں کی بڑی تعداد نے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ سے توبہ کر لی' مٹی کے بنے ہوئے بت مٹی میں ہی ملا دیئے اور بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا۔ کیا یہ کارنامہ رہبر انسانیت کا ہی نہ تھا اور آپ ہی کی کتاب کا نتیجہ نہ تھا کہ یہ سب کچھ پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۵۰ ارسال میں اپنی اُمتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ حضرت محمد ﷺ عظیم المرتبت انسان تھے۔ جب آپ ﷺ دُنیا میں تشریف لائے اُس وقت اہل عرب جو صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے اسٹیج پر اور قوموں نے جو عظمت و شہرت حاصل کی، اہل عرب نے بھی اُسی طرح ابتلاء و مصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی، اور اس قوم نے اپنی روح و نفس کو تمام آلائشوں سے پاک کر کے تقدس و پاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔

جارج برنارڈ شا (Jarj Bernard Shaw)

"آنے والے سو سال میں ہماری دُنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزین تھا"۔

اکانٹ ٹالسٹائی

"حضرت محمد ﷺ کا طرزِ عمل اخلاقِ انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی"۔

ڈاکٹر جی، ایم، ایل

بے شک حضرت محمد ﷺ نے گمراہیوں کے لیے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی اور یقیناً آپ کی زندگی نہایت پاک و صاف تھی۔

مسٹر سیل

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمد ﷺ کے دعوئ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپ کی مقدس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔
اکبر الٰہ آبادی نے اس مشہور غیر مسلم انشاء پرداز مسٹر سیل کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

مصنف سیل کو لکھنا پڑا اپنے رسالے میں!
وہ یوں اصحاب میں تھے جس طرح ہو چاند ہالے میں

مؤرخ ولیم ڈاڈ

آپ ﷺ کا وہ کمال جو آپ نے فتح (مکہ) کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاقِ انسانی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔

ریورنڈ آر میکوئل

اگر آپ کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔

پروفیسر باسورا سمتھ

بلاشک حضرت محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں اگر پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دُنیا

کو کسی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے۔

اگر محمد ﷺ کو قریش ہجرت سے پہلے شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناکارہ و ناقص رہ جاتے۔ اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔
اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دو چند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔
اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستان میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپ کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی، کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ تر، سب سے برتر، اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

مسٹر پیٹر کریہلس

محمد ﷺ نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی۔ جس کی بدولت وہ مال و وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقع پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو حاصل ہیں۔

جان ڈیون پورٹ

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مفتوح اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی زندگی کے واقعات محمد ﷺ کے وقائع حیات سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں۔

فادر ولیم

اسلام امن کا مذہب ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اسے تلوار کے ذریعہ پھیلایا انہیں شاید اسلام کی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دنیا کی چیزیں تمہاری آقا نہیں ہیں تم ان کے آقا ہو، اس لئے خدا کے علاوہ تمہیں دنیا کی چیزوں کے سامنے نہیں جھکنا چاہیے۔
دوسری چیز پیغمبر اسلام نے ہمیں یہ سکھائی کہ انسان اپنی فطرت صحیحہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ آپ نے مال و دولت، حسب و نسب یا رنگ کی بنیاد پر انسانوں کے درجے قائم کرنے کی مخالفت کی اور دُنیا سے غلام و آقا، مفلس و مالدار کے فرق کو مٹا دیا، عربی کو عجمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہ رکھی۔ لیکن آج کی مہذب دُنیا میں یہ امتیاز باقی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بانی سے سبق سیکھیں۔
دنیاداری کو سب نے برا کہا، لیکن پیغمبر اسلام نے اس فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ دنیاداری بھی دینداری ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہو۔
جنگ عام طور سے بری سمجھی جاتی ہے مگر اسلام نے جنگ کے بھی اعلیٰ اصول پیش کئے۔ ”جنگ میں ہر کام جائز ہے“ کے اصول کی مخالفت کی اور جنگ کا ایک خوبصورت نقشہ پیش کیا۔ آپ نے جنگ میں بھی ظلم اور ناشائستگی اور جھوٹ کی مخالفت کی، چنانچہ اسلام کے نام لیوا رات کے راہب اور دن کے شہسوار ہوا کرتے تھے۔

جان ڈیون پورٹ

محمد ﷺ کے اخلاق کی سب سے بڑی شہادت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے یا تو ان کے جگری دوست تھے یا ان کے گھر کے افراد جو ان کی گھریلو زندگی سے پوری طرح واقف [illegible]

جان جاتے جو عام طور پر ایک مکار کے اعمال میں پائی جاتی ہیں۔

اسٹینلے لین پول

سب سے پہلے انہوں نے اپنے قریب رشتہ داروں اور احباب کو دعوت دی، اور اس حقیقت کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے سب سے گہرے دوست اور وہ افراد جو ان کے ساتھ رہتے تھے وہی سب سے پہلے ایمان لائے۔ کسی نبی پر ان کے اپنے گھر والوں کا ایمان لے آنا اس کے اخلاص کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس صحرانشین کی سیرت وکردار کا صحیح صحیح اور متوازن جائزہ لینا بہت مشکل ہے۔ ان کے اخلاق میں شرافت، متانت اور حیاء، جرأت اور عزم کے ساتھ اس انداز میں ملے جلے ہیں کہ انسان کے لئے بجز ان کے احترام کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔

وہ ذات مقدس جس نے کئی برسوں تک اکیلے لوگوں کی نفرت واستبداد کا مقابلہ کیا وہ وہی شخص تھا جس نے کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے کبھی بھی اپنے ہاتھ کو کھینچنے کی کوشش نہ کی وہ بچوں کا محبوب اور منظور تھا' وہ کبھی مسکراہٹوں سے نوازے بغیر ان کے پاس سے نہیں گزرا' وہ ہمیشہ انہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا اور مشفقانہ انداز سے انہیں خطاب کرتا' وہ بے تکلفی' اخلاص اور ہمت کا ایک نہایت ہی حسین امتزاج تھا۔

مہاتما گاندھی

مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارا (سراج منیر) افق مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دنیا کو روشنی اور تسلی کا پیام دیا۔

سیرت النبی کے مطالعہ سے میرے اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے زور پر کائنات میں رسوخ حاصل نہیں کیا بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ

کی انتہائی بے نفسی، عہد و مواثیق کا انتہائی احترام اور اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ، اور اپنے مقاصد ونصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے، یہ خصائص ہر رکاوٹ اور ہر مشکل کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہا کر لے گئے۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

وہ وقت دور نہیں جب کہ اسلام اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے سب کو اپنے اندر جذب کرلے گا' وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا۔

ڈاکٹر کے ایس سیتارام

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔

لالہ بشن داس

جس عزت وتوقیر اور تعظیم وتکریم، صدق وارادت، اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیاء ﷺ کا نام لیا جاتا ہے، کسی دوسرے پیر، پیغمبر، ولی، گورو، رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا، جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کرسکا۔

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری

میرا اٹل ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ پیغمبر اسلام کی ہستی بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت تھی، پیغمبر اسلام نے تاریخ وتمدن، تہذیب واخلاق کو وہ کچھ دیا ہے جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکی ہو۔

گورونانک جی، بانی سکھ دھرم

م۔ محمد من توں من کتاباں چار
من خدا دی بندگی سچا ایہہ دربار

مہاتما ستیہ دھاری

حضرت محمد ﷺ کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ہر ایک حیثیت دُنیا کے لئے سبق دینے والی ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ، سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔

لالہ رام لال ورما

جمہوریت، اُخوت، مساوات، یہ عطیات ہیں جو حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو عطا کئے اور حقیقت میں یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے مصلحوں اور معلموں نے اشاعت کی ہے۔

مسٹر اجیت پرشاد

آنحضرت ﷺ نے جو پیغام دیا ہے وہ تمام کائنات کے لیے ہے، اگر صحیح جذبہ کے تحت دیکھا جائے تو غیر مسلموں نے بھی ان کی تعلیم سے استفادہ کیا، اسی لئے آپ کو مینارِ ہدایت کہہ سکتے ہیں۔ پیغمبر کا پیغام اس دنیا میں ایک ستارۂ نور ہے۔

مسٹر کے ایم منشی

حضرت محمد ﷺ نے انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا پیغام دیا۔ آج جبکہ تمام دُنیا نفاق اور فسادات سے ٹکڑے ہو رہی ہے، آنحضرت ﷺ کے

راستہ پر چلنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

پنڈت گووند بلبھ پنت

آپ ﷺ کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لئے نہیں تھی، آپ ﷺ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپ نے اتحاد، بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے اُصولوں پر زور دیا۔ میں اسی عظیم بالشان ہستی کو اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

ہندو شعراء

یوں تو بے شمار ہندو شعراء نے رحمت دو عالم ﷺ کی شانِ اقدس میں نعتیہ قصائد پیش کر کے اظہارِ عجز و نیاز کیا ہے، لیکن بالاختصار چند شعراء بشکریہ مولانا محمد اجمل صاحب درج کئے دیتے ہیں۔

ہری چند اختر

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کالکہ پرشاد

گر شمس و قمر کو کوئی آنکھوں پہ اُٹھا لے

اور دولت کونین کو دامن میں چھپا لے
کالکہ پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلین محمد ﷺ کو وہ آنکھوں سے لگا لے

جگن ناتھ آزاد

غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
حقیقت کی خبر دیتا بشیر آیا، نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ بشیر آیا
بھٹکتی خلق کو رستہ دکھانے راہنما آیا
سفینے کو تباہی سے بچانے ناخدا آیا
مبارک ہو زمانہ کو کہ ختم المرسلین آیا
سحاب رحم بن کر رحمۃ اللعالمین آیا
خلیق آیا، کریم آیا، رؤف آیا، رحیم آیا
کہا قرآن نے جس کو صاحب خلق عظیم آیا
بشر بن کر زمانے کا جمال اولیں آیا
متاع صدق لے کر صادق الواعد و امیں آیا
وہ آیا جس کو کہیے فخر آدم ہادیٔ اکرم
وہ آیا جس کو لکھیے زندگی کا محسن اعظم
تجلی عام فرماتا ہوا شمس الضحیٰ آیا
امام الانبیاء آیا، محمد مصطفیٰ ﷺ آیا

دلو رام کوثری

محمد مصطفیٰ ﷺ افضل ہیں یوں سارے رسولوں میں
کہ ہے جیسے گلاب افضل زمانے بھر کے پھولوں میں

کمالاتِ ولادتِ رسول ﷺ

رخِ مصطفےٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کی بزمِ خیال میں ہے نہ دکانِ آئینہ ساز میں

﴿حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ﴾

۱:......آپ ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت مبارک سرورِ دوعالم ﷺ کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہوگیا۔ اور مجھ کو ملک شام کے محلات نظر آنے لگے۔ اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ عالم معطر ہوگیا، آپ مختون وناف بُریدہ اور آلائشِ اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں بوقت ولادت حضرت کی دایہ تھی۔ سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔

اوّل یہ کہ آپ ﷺ جب شکم مادر سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ نے خداوند تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا۔

دوسرے یہ کہ آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا۔

تیسرے یہ کہ تمام گھر آپ ﷺ کے نور سے روشن ہوگیا۔

چوتھے یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے ان کو شکم مادر سے پاک و

صاف جدا کیا ہے۔

پانچویں یہ کہ آپ مختون وناف بریدہ پیدا ہوئے۔

چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت دیکھی جس پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا۔

۲:......نوشیرواں کا محل بوقتِ ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، اس پر کاہنوں نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہوں گے۔ یہ سن کر کسریٰ کو فی الحال تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصہ دراز چاہیئے مگر حال یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں ان کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ تک ختم ہو گئے۔

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُسکی آمد آمد ہے

۳:......آپ کے میلاد شریف کے وقت آتش نمرود جو ہزار سال سے برابر روشن تھی۔ بسبب افسوس کے جو بطلانِ دین مجوس اور انشقاق ایوان کے باعث تھا جو اس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہوگئی ہے اور نہر فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیرواں نے پُل باندھ کر عمارات عالیشان اور اس کے گرد بہت سے آتش کدے اور کنائس بنائے تھے ایسی حیران اور بیخود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

۴:......منکرین نے بچشم خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات و بینات بزرگو!!! کے

جنات پر جو استراق سمع کے لیے اطراف آسمان کی طرف جاتے تھے برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقت ولادت شریف تمام روئے زمین کے بُت اوندے گر پڑے اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں۔ اختصاراً چھوڑی گئیں اور شب ولادت حضرت ﷺ میں تخت ابلیس اُلٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے وہ کہتے تھے میں شب ولادت حضرت ﷺ میں کعبہ شریفہ میں تھا۔ قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی اور بُت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہو گئے اور بُت ہبل جو سب سے بڑا تھا۔ منہ کی بل گر پڑا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد ﷺ کو جنا اور قریش کے ایک فریق کا ایک بُت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے تھے، ایک شب وہ بُت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہو گیا، لوگوں نے اس کو پھر سیدھا کیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ پیغمبر آخرالزماں پیدا ہوئے اور ان کے نور سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اور تمام بُت منہ کے بل گر پڑے اور بادشاہوں پر ان کا رعب چھا گیا۔

احادیث مبارکہ

حضور سرور عالم ﷺ کے ارشادات گرامی بھی ملا ... ں جو آپ نے خود اپنے لیے تحدیث نعمت کے طور ارشاد فرمائے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

(رواہ مسلم کتاب الفضائل ج۲ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین، پہلی فصل)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا اور پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے شق ہوگی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا۔

اور سب سے پہلا شفاعت قبول کرنے والا میں ہی ہوگا اور سب سے پہلا شخص جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہی ہوں گا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں حضور انور ﷺ کی چار فضیلتیں ارشاد ہوئی ہیں جو اور کسی پیغمبر میں پائی نہیں جاتیں۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ۔

(مسلم کتاب الایمان ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نبیوں کی امتوں سے بڑھ کر میرے تابعدار زیادہ ہوں گے، اور میں ہی سب سے پہلا جا کر بہشت کے دروازہ پر (کھولنے کے لیے) دستک دوں گا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی دوسرے پیغمبر میں نہیں پائی جاتیں۔

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ أُحْسِنَ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین، پہلی فصل)۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک محل ہو جس کی تعمیر بہت ہی خوبصورت طریقہ سے ہوئی ہو، اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو، پھر دیکھنے والے اُس کے گرد گھومے اور اس کی عمدہ تعمیر سے تعجب کرتے ہیں، مگر اس ایک اینٹ کی جگہ وہ خالی پاتے ہیں۔ وہ میں ہی ہوں کہ میں نے اس ایک اینٹ کی جگہ کو بھر دیا ہے اور وہ محل مکمل ہو گیا ہے اور میرے ہی ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہوا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں سب نبیوں میں آخری ہوں۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی ایک فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آپ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت قیامت تک اپنی آب و تاب سے چمکتی رہے گی اور کوئی نبوت آپ کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہو گی اور کوئی آپ کے بعد نبی ہونے کا نام بھی لے گا تو اُمتِ محمدیہ اُسے ملعون و کذاب جیسے القاب سے نوازے گی۔

☆☆☆☆☆☆

افضل الانبیاء ﷺ

حضور سرور عالم ﷺ تمام انبیاء ﷩ سے علی الاطلاق افضل ہیں۔ قطع نظر دیگر دلائل کے آپ کا اسم گرامی بھی اُن کے اسماء کے اعتبار سے افضلیت کی دلیل کافی ہے۔

مثلاً آدم علیہ السلام کا نام آدم کیوں ہے۔

اس لیے کہ آدم کے معنی گندم گوں ہیں، اس نام سے آپ کے رنگ کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے ہی نوح کے معنی آرام کے ہیں اور اسحٰق کے معنی ہنسنے والا ہے اور یعقوب کے معنی پیچھے آنے والا ہے، یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے اور موسیٰ کے معنی پانی سے نکالا ہوا، جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا تھا تب ان کا یہ نام رکھا گیا تھا اور یحییٰ کے معنی عمر دراز اور عیسیٰ کے معنی سرخ رنگ اور اسم محمد ﷺ کا کیا کہنا، لیکن یاد رہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے ذاتی اسماء گرامی دو ہیں، محمد اور احمد ﷺ ان دونوں ناموں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ محمد وہ ہے جس کی تعریف وثناء سب زمین و آسمان والوں سے بڑھ کر کی ہو۔ لہٰذا فخر الاولین والآخرین کا اسم گرامی علم بھی ہے اور صفت بھی اور اپنے معانی کے لحاظ سے کمالات نبوت پر دلالت کرنے والا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ'' پڑھیئے۔ بطور نمونہ چند احادیث۔

ثبوت افضلیت احادیث مبارکہ سے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں نہ دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزگی بنائی گئی ہے (یعنی زمین پر تیمم کر کے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، پس میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آئے پس چاہیے کہ جہاں ہو پڑھ لے، اور مجھ پر غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے بڑی اور عام شفاعت دی گئی ہے، اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور مجھے تمام لوگوں یعنی تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی پانچ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو پہلے کسی پیغمبر میں نہیں پائی گئیں۔

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتیں بے شمار ہیں، فقیر اس حدیث مبارک کے ساتھ معجزات عرض کرتا ہے تاکہ فضائل کے ساتھ کمالات و معجزات۔

معجزات

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا اَفْیَحَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتَتِرُ بِہٖ وَاِذَا شَجَرَتَیْنِ بِشَاطِیِٔ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اِحْدٰھُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَۃَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِھَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَیْنَھُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَۃٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا عَلٰی سَاقٍ۔

﴿مسلم، مشکوۃ باب فی المعجزات پہلی فصل﴾

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے۔ ہم ایک کشادہ وادی میں جا کر اترے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کی اوٹ میں بیٹھ سکیں۔ ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارہ پر پائے۔ ان میں سے ایک کی طرف رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا: تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبردار ہو جا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح چلا جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ہو اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے درخت کے ہاں تشریف لائے اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا: دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ پھر وہ دونوں

مل گئیں اور میں بیٹھا ہوا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا، کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ایک ان میں سے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔

فائدہ

اس حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو بھی رسول اللہ ﷺ کے تابع فرمان بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تو بطریق اولیٰ آپ کا ہر فرمان مان لینا چاہیے۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا ھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (رواہ الترمذی والدارمی، مشکوۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پھر ہم مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں نکل گئے۔ پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

لطیفہ

یا رسول اللہ درخت پڑھ رہے ہیں لیکن آج کل یہ جملہ کلمہ پڑھنے والوں میں نزاعی ہے۔

فائدہ

اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ ہر پہاڑ اور ہر درخت آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ فَلَمَّا دَنٰی

قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا۔

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ جب آپ کے قریب آیا، اُسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اُس نے کہا، اس بات پر آپ کی تصدیق کون کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کانٹے دار درخت۔ پھر اُسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں ٹھیک ہے پھر اپنی اُگنے کی جگہ پر چلا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ۔ (رواہ الترمذی وصححہ، مشکوٰۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں کس طرح پہچانوں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کی ٹہنی کو بلا لوں جو گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں (پھر تو مان جائے گا) پھر

رسول اللہ ﷺ نے اس ٹہنی کو بلایا، وہ کھجور کے درخت سے اتری یہاں تک رسول اللہ ﷺ کے آگے آ گری۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلی جا۔ پھر وہ گنوار مسلمان ہو گیا۔

الجوبہ

یہ ایسا کمال ہے کہ عام آدمی سن کر دنگ ہو جاتا ہے اور وفادار اُمتی خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک جنس حدیث کے ضعیف وصحیح کے چکر میں ہے۔ بہر حال معجزات کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں کہ

وَاِنَّ مُعْجِزَاتِهٖ ﷺ زَادَتْ عَلٰى مُعْجِزَاتِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَدَدًا وَّرُتْبَةً وَاَنَّهٗ اُوْتِيَ مِنْهَا مَا لَمْ يُؤْتَ اَحَدٌ

حضور ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہیں۔ گنتی میں بھی، رتبے میں بھی۔ بعض ایسے معجزے ہیں کہ پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے۔

○ ○○ ○

معجزات اشعار کے رنگ میں

سَبَّحَ اللهَ بِأَيْدِيهِ الْحَصَى
فَسَمِعَهُ مَنْ هُنَالِكَ وَعَقَلَ

ترجمہ: سنگریزوں نے آپ کے دست مبارک میں آ کر خدا کی پاکی بیان کی۔ چنانچہ ان تمام لوگوں نے اس کی تسبیح سنی اور بھی جو وہاں موجود تھے۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو بزار اور طبرانی (اوسط) اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور دو عالم ﷺ تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ بعد ازاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور سرور کونین ﷺ کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو ہتھیلی پر رکھا، تو وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھنبناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبناہٹ کی طرح سنی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً ہی چپ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کو لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ فوراً سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگیں حتیٰ کہ میں نے

ان کی بھنبھناہٹ، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا تو وہ پھر ساکت ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام خلافت نبوت ہے۔

☆☆☆☆☆

سَلَّمَتْ أَحْجَارُ وَادٍ لِلْأَدَاتِ
يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَتْ تَتَهَلَّلُ

ترجمہ:- جنگل کے نالوں کے پتھروں نے آپ کو سلام کیا اور پکار کر یا نبی اللہ کہنے لگے۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابن سعد ابو نعیم نے بروایت برہ بنت ابی تجرۃ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خداوند عالم نے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ حسب عادت خود قضائے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دور ہو جاتے ہیں اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں تک پہنچتے تھے تو جس پتھر یا درخت پر سے گزرتے تھے وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ" پکارتا تھا۔ آپ دائیں بائیں گردن پھیر پھیر کر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ابو نعیم کی ایک اور روایت میں اس قدر اور ہے کہ آپ ان کو وعلیکم کہہ کر جواب دیتے تھے۔

☆☆☆☆☆

وَالطَّعَامُ حِيْنَ يُؤْتَى عِنْدَهُ
سَبَّحَ اللهَ فَمَا عَنْهُ غَفَلْ

ترجمہ:- اور جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو اس نے خدا کی پاکی بیان کی

اور وہ اس سے غافل نہ ہوا۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث سے جس کو ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ثرید (ایک قسم کا شوربا جس میں روٹیوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے تھے) لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کھانا سبحان اللہ کہہ رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اس کے سبحان اللہ کہنے کو سمجھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس برتن کو اس شخص کے قریب لے جاؤ۔ وہ اس کے قریب لے گیا تو وہ بولا۔ یارسول اللہ علیہ السلام بے شک اس میں سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز آرہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک اور شخص کے قریب کرنے کا حکم دیا۔ اس نے بھی وہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے پاس واپس کرلیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اچھا ہو کہ موجودہ لوگوں میں سے آپ ہر شخص کے قریب کیے جانے کا حکم دیتے تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس جا کر اس کی آواز نہ آتی تو اس کی نسبت یہ مشہور ہو جاتا کہ یہ گنہگار ہے اس کو واپس لاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس واپس لایا گیا۔

☆☆☆☆☆

والبعير اذ اراد اهله نحره
جاء وشكا بعين تنهمل
ثم في الله وناجى مغضبا
ما به من أمة البلوى نزل

فانتقذاه ثم خلاه سدى
لا يعنى فهو من حر الجمل

ترجمہ:- ایک اونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپ کے پاس اشکبار آنکھوں کے ساتھ آیا اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اس پر پڑی تھی۔ آپ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا، تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلی بن مرہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بہ نسبت زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے میری خوراک کم کردی اور کام زیادہ لینا شروع کردیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگذشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو میرے لیے چھوڑ دو۔

☆☆☆☆☆

واستغاثت ظبية قد شدها
حابل رام اقتناصا ما احتبل

يَا نَبِيَّ اللهِ اَطْلِقْنِي اَعُدْ
بَعْدَ اِرْضَاعِي لِخِشْفٍ مُنْخَزِلْ
خَلْفَهَا تَعْدُو وَيَتْلُو اَنَّهُ
خَاتَمُ الرُّسُلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ
ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِي آثَارَهَا
لِلْاَسْرِ مَا اَغْفَلَتْ بِالْاَجَلْ
ثُمَّ خَلَّاهَا تَصِيحُ فِي الْفَلَا
تُعْلِنُ التَّوْحِيدَ جَهْرًا لَا تَمَلْ

ایک ہرنی نے آپ سے فریاد کی کہ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادہ شکار (اس کو پھانس چکا تھا اور) وہ پھنس گئی تھی (اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ) اے خدا کے نبی! آپ مجھ کو تھوڑی دیر کے لیے کھول دیجئے، میں اپنے ضعیف اور چھوٹے بچّوں کو دودھ پلا کر بہت جلد اسی جگہ واپس آجاؤں گی۔ آپ نے اسے کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئی کہ آپ یقیناً آخری پیغمبر اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں (پھر تھوڑی دیر کے بعد) پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لیے آگئی۔ اور وعدے کی مدت میں کچھ خلل نہ ڈالا۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت زید بن ارقم بیان کیا ہے کہ میں سرور عالم ﷺ کیساتھ تھا کہ ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف

ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کے چوبوں سے بندھی ہوئی تھی۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا کہ "یارسول اللہ! اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں، میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے، یہ نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس مصیبت سے چھوٹوں، اور نہ آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں"۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تیری رسّی کھول دوں تو تُو لوٹ کر واپس آجائے گی۔ اس نے عرض کیا کہ ضرور آجاؤں گی، اور اگر وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ کو عشار (محصول لینے والا) کا سا عذاب دے۔ آپ نے سن کر اسکو چھوڑ دیا تھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی کہ وہ واپس آگئی۔ آپ ﷺ نے اس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لیے ہوئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے۔ وہ بولا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں یہ آپ ہی کو دیے دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ وہ جنگل میں "سُبْحَانَ اللهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ﷺ" کہتی پھرتی تھی، بلکہ صاحب نزہۃ المجالس لکھتے ہیں کہ اس کی اولاد تک یہ طریقہ رہا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی مزار پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے اسے دیکھا بھی۔

☆☆☆☆☆

وَدَعَا جَمْعًا مِنْ اَهْلِ صُفَّةٍ
كَانَهُمْ وَاتَّخَذُوا اللَّيْلَ جَمَلْ
لِطَعَامٍ قَدْرُهُ مُدٌّ فَقَدْ
لِثَمَانِيْنَ وَقَدْ زَادَ الْاَكْلْ

ترجمہ:۔ آپ ﷺ نے اصحاب صفہ کی ایک جماعت کو جو راتوں کو عبادت کرتی اور

ساری ساری رات جاگتی تھی، کھانے کے لیے بلایا، جس کی مقدار ایک مد تھی۔ یہ تھوڑی سی مقدار اسی ۸۰ آدمیوں کے لیے کافی ہوگئی اور جس قدر کھایا اُس سے زیادہ بچ گیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اُس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا۔ اس وقت آپ ﷺ نے ہم سب کے سامنے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جَو کی بنی ہوئی تھی، میرے خیال میں ایک مد سے زائد نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ۔ ہم سے جس قدر کھایا گیا، خوب کھایا۔ ہم لوگ ستر اور اسی کے درمیان میں تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لیے مگر وہ پیالہ ویسے کا ویسا ہی بھرا ہوا تھا، کوئی فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ فقط انگلیوں کا نشان اُس میں معلوم ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆

وَابْنُ اَسْقَعَ اِشْتَکٰی مِنْ فَاقَةٍ
مُذْ ثَلٰثٍ لَمْ یَذُقْ طَعْمَ الْاَکُلْ
فَدَعَا خُبْزًا بِسَمْنٍ فَتَّهٗ
وَدَعَا قَوْمًا لِیَغْتَابُوا النُّزُلْ
فَالثَّلَاثُوْنَ اَتَوْهُ وَانْتَهٰی
کُلُّهُمْ شِبْعًا وَبَعْدَهُمْ اَکَلْ
وَهُوَ بَاقٍ لَمْ یَرِدْهُ اَکْلُهُمْ
ثُمَّ تَکْثِیْرٍ کَمَا کَانَ اَوَّلْ

ترجمہ:۔ حضرت واثلہ بن اسقع نے فاقہ کی شکایت کی۔ تین دن سے کھانے کا مزہ بھی نہیں چکھا۔ پس آپ ﷺ نے ایک روٹی منگوا کر گھی میں اس کے ٹکڑے کر دیئے اور ایک ایک جماعت کو بلایا کہ وہ باری باری سے اُس کو کھائیں۔ پس تیس آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے اور اُن سب کا پیٹ بھر گیا اور اُن سب کے بعد آپ ﷺ نے کھایا۔ وہ کھانا اسی طرح بچا رہا، کم تو نہ ہوا، بلکہ بجائے کم ہونے کے بڑھ گیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو حاکم نے بسند یزید بن ابی مالک بروایت واثلہ بن اسقع بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں پر تین دن بغیر کھائے بیتے گزر گئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت کی خبر دی۔ آپ نے دریافت کیا کہ گھر میں کوئی چیز کھانے کے قابل ہے۔ لونڈی نے عرض کیا کہ ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاس منگوایا اور روٹی کے ٹکڑے اپنے دست مبارک سے کئے اور فرمایا کہ جا کر دس آدمیوں کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا۔ ہم سب نے مل کر کھایا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ مگر اس کھانے پر فقط یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری انگلیوں سے کچھ نشان سے بن گئے ہیں۔ جب ہم لوگ سیر ہو کر کھا چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اور بلا کر لاؤ۔ میں اُسی طرح بلاتا رہا مگر اس کھانے میں بجز زیادتی کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

وَقَضٰی عَنْ جَابِرٍ مِنْ صُبْرَةٍ
مَا عَلَیْهِ مِنْ دُیُوْنٍ لَا تُعَلْ
لَمْ تَکُنْ تَکْفِیْ اِذَا اَحْصَیْتَهَا

بَعْضُهَا اِذَا فَنَقُّوْا وَانْقَضَبْ وَكُلِّ

وَنَقْضَا فَامُوْنُهَا اِذَا انْكَرُوْا

خَطْهَا اثْمَنُ اَوْتَا خِيْرُ الْاَجَلْ

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض آپ نے ایک ڈھیری سے ادا کر دیا جو کہ بہت سا تھا، حالانکہ اگر تم اس کو جانچتے (تو ظاہر ہو جاتا) کہ اُن کے قرض کے بعض حصہ کو بھی اس ڈھیری سے ادا کرنا ناممکن تھا، اور جب قرض خواہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا کہ وہ نہ تو قرض کا کوئی حصہ معاف کریں گے اور نہ ہی ادائے قرض کی مہلت میں توسیع کریں گے تو آپ نے اُسی ڈھیری سے اُن کا قرض پورا ادا کر دیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اُس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بخاری نے بسند شعبی بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور اُنہوں نے چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض چھوڑا۔ جب کھجوریں پک گئیں اور وہ وقت آیا کہ ان کو درخت پر سے توڑا جائے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ واقف ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے اور بہت سا قرض اُن پر ہے۔ میری خواہش تھی کہ قرض خواہوں کی نظر آپ پر پڑتی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے کھجور کے درختوں پر سے جس قدر چھوہارے ٹوٹیں جا کر اُن سب کو ایک جگہ جمع کر لو۔ میں نے ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں بغرض شرکت حاضر ہوا۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ گھومے اور اُس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد فرمایا کہ جا کر قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔ جب وہ لوگ آ گئے تو آپ ﷺ نے ناپ ناپ کر اُن کو دینا شروع کیا، یہاں

تک کہ خداوند عالم نے میرے باپ کے سارے قرض کو اس میں سے ادا کر دیا اور میں اس پر زیادہ خوش تھا کہ میرے اور میری بہنوں کے لیے اُس میں سے ایک چھوہارہ بھی نہ بچے مگر والد مرحوم کا قرض سب ادا ہو جاوے۔ لیکن خدا کی قسم ساری ڈھیریاں سالم بچ رہیں، یہاں تک کہ جس ڈھیری پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے مجھ کو ایک چھوہارہ بھی کم معلوم نہ ہوتا تھا۔

○ ○ ○ ○

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آخر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اربعین خصائص پر رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا احاطہ بشری طاقت سے باہر ہے۔ علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ متوفی ۴۲۵ھ یوں فرماتے ہیں کہ مجھے ان تین چیزوں کی حد و غایت معلوم نہ ہوئی

۱۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات۔

۲۔ مکرِ نفس۔

۳۔ معرفتِ نفس (نفحات الانس مصنفہ ملا جامی قدس سرہٗ متوفی ۶۹۷ھ)

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ اپنے قصیدہ ''بردہ شریف'' میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی
چاہو جو مانو اُسے زیبا ہے اللہ کی قسم
جو شرف چاہو کرو منسوب اُس کی ذات سے
کوئی عظمت کیوں نہ ہو، ہے منزلت سے اس کی کم
حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ ''مدارج النبوۃ'' میں یوں

فرماتے ہیں

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ رقمطراز ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال اور سردار بشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند منور ہے۔ آپ کی شان بیان کرنا کماحقہٗ ممکن نہیں۔ قصہ مختصر خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

قرآن حکیم یوں ناطق (گویا) ہے ''كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا'' (پ ۵ رسورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۳) آپ پر خدا کا فضل عظیم ہے ''اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ'' (پارہ ۲۹ رسورۃ قلم آیت نمبر ۴) بے شک آپ کی خو بو بڑی شان کی ہے ''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ'' (پارہ ۲۱ رسورۃ احزاب آیت ۵) ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے'' بے شک ہمارے نبی تمام مخلوقات سے افضل ہیں، جو فضائل و معجزات حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہیں، ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں۔ یہ خصائص بھی بکثرت اور حد و حصر سے خارج ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ نے بیس سال کی محنت سے احادیث و آثار و کتب تفسیر و شروح حدیث و فقہ و اصول و تصوف میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا تتبع کیا ہے اور ''خصائص کبریٰ'' تصنیف فرمائیں جن میں ہزار سے زیادہ خصائص مذکورہ ہیں۔ قطب شعرانی متوفی ۹۶۵ھ نے ''کشف الغمہ'' میں اپنے استاذ علامہ سیوطی کے خلاصے یہی خصائص نقل

کیے ہیں، ان میں سے بعض بحوالہ ''سیرۃ نبوی'' مصنفہ پروفیسر مولانا مولوی نور بخش صاحب (مرحوم) توکلی ایم اے (وغیرہ) یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا (آپ اول و آخر ظاہر و باطن اور بکل شی علیم ہیں۔ (مدارج النبوۃ)۔

(۲) عالم ارواح ہی میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں نے آپ کی روح انور سے استفاضہ کیا۔

(۳) عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام کی رُوحوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں جیسے قرآن کریم میں ہے ''لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ'' (پارہ ۳ رکوع ۱۷ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۸۱)۔

(۴) یوم الست میں سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے بلیٰ کہا تھا۔

(۵) حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات حضور انور ﷺ ہی کے لیے پیدا کیے گئے۔

(۶) حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔

(۷) کتب الہامیہ سابقہ تورات و انجیل وغیرہ میں آپ کی بشارت درج ہے۔

(۸) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد تک حضور ﷺ کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک و صاف رہا ہے۔

(۹) حضور انور ﷺ کی پیدائش کے وقت بت اوندھے گر پڑے اور جنوں نے

اشعار پڑھے۔

(۱۰) حضور نبی کریم ﷺ ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک و صاف پیدا ہوئے۔

(۱۱) پیدائش کے وقت آپ سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت ہائے شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔

(۱۲) آپ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لیے۔

(۱۳) فرشتے آپ ﷺ کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ آپ نے گہوارے میں کلام کیا، چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے تھے، جس وقت آپ اس کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے تو وہ آپ کی طرف جھک جاتا۔ ''فتاویٰ مولوی عبد الحی لکھنوی جلد اول ۹۷'' میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کرتا تھا جب کہ آپ ﷺ ان دنوں چند روزہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت (تکلیف) سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ تو ان دنوں چہل روزہ تھے، آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۵ مطبوعہ مصر)

(۱۴) بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا اور درخت کا سایہ آپ ﷺ کی طرف آجایا کرتا تھا۔

(۱۵) مولا کریم نے قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہر عضو مبارک مثلاً دل، زبان، آنکھ، چہرہ، ہاتھ، گردن، سینہ، پشت وغیرہ کا ذکر کیا ہے جس سے حق جل

ملا کی کمال محبت وعنایات پائی جاتی ہے، آیات یہ ہیں۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (نجم ع ۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء ع ۱۱) مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (نجم شروع) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (دخان رکوع ۳) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (نجم ع ۱) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ (بقرہ ع ۱۷) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (بنی اسرائیل ع ۳) يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (انشراح شروع)

(۱۶) حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک میں سے ستر نام مثلاً نور، عزیز، رؤف، رحیم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہیں (بلکہ آپ مظہر جمیع اسمائے الٰہی ہیں)۔

(۱۷) حضور نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا آگے سے پیچھے اور رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔

(۱۸) حضور نبی کریم ﷺ کے دہن (منہ) مبارک کا لعاب دہن آب شور کو شیریں بنا دیتا تھا اور شیر خوار بچوں کے لیے دودھ کا کام دیتا تھا۔

(۱۹) جب آپ ﷺ کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔ چنانچہ مقام ابراہیم میں ہے اور سنگ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مبارک مشہور ہے۔ ﴿خصائص کبریٰ وشرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی﴾

(۲۰) آپ ﷺ کی بغل مبارک پاک وصاف اور خوشبودار تھی، اس میں کسی قسم کی بوئے ناخوش نہ تھی۔

(۲۱) آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ دوسرے کسی شخص کی نہیں پہنچتی تھی، چنانچہ جب آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے تو خواتین اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔

(۲۲) آپ ﷺ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک کہ اکثر اژدحام (بھیڑ) ملائکہ کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔

(۲۳) خواب میں آپ کی آنکھ مبارک سو جاتی مگر دل بیدار رہتا۔ بعض کہتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام کا بھی یہی حال تھا۔

(۲۴) آپ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ دیگر انبیائے کرام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔

(۲۵) حضور نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

﴿زرقانی علی المواہب جز ۵ ص ۲۲۲، صحیح بخاری کتاب الصیام، باب مایکرہ من صوم النبی ﷺ افطار﴾

(۲۶) حضور نبی کریم ﷺ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑا معلوم نہ ہو۔ ﴿﴾ مواہب لدنیہ

(۲۷) حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(۲۸) حضور انور ﷺ کا خون اور تمام فضلات پاک تھے بلکہ آپ کے بول شریف کا پینا شفا تھا۔ (در المختار، عینی شرح بخاری، شفا قاضی عیاض، مواہب اللدنیہ، زرقانی و مدارج النبوۃ، کشف الغمہ وغیرہ۔

(۲۹) حضور نبی کریم ﷺ کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

(۳۰) آپ ﷺ جس گنجے کے سر پر اپنا دست شفا پھیرتے اسی وقت بال اُگ آتے، اور جس درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔

(۳۱) آپ ﷺ جس کے سر پر ہاتھ رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے

بال سیاہ ہی رہا کرتے، کبھی سفید نہ ہوتے۔

(۳۲) آپ رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

(۳۳) حضور اقدس ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ ﷺ گزرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ ﷺ یہاں سے گزرے ہیں۔

(۳۴) جس چوپائے پر آپ ﷺ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ ﷺ سوار رہتے۔

(۳۵) بعض غزوات میں فرشتے آپ ﷺ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے مثلاً بدر و حنین وغیرہ معرکوں میں۔

(۳۶) قرآن کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے آپ کے کسی اور پیغمبر پر درود وارد نہیں ہوا۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شئے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو "سورۂ لقمان" کے اخیر میں مذکور ہیں۔ ﴿آیت نمبر۳۴﴾

(۱) قیامت کب ہوگی۔ (۲) مینہ کب ہوگا۔ (۳) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے۔

(۴) کوئی کس زمین میں مرے گا اور کل کیا ہوگا۔ (کشف الغمہ للشعرانی بحوالہ خصائص للسیوطی، جز ثانی ص ۳۱ ☆ کلمۃ العلیا وغیرہ)

(۳۸) حضور نبی کریم ﷺ سارے انس و جن و ملائکہ کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔

(۳۹) چاند کا دو ٹکڑے ہونا، شجر و حجر (درخت و پتھر) کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا، ستون حنانہ کا رونا اور آپ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی کا جاری ہونا

یہ سب معجزات آپ ﷺ کو عطا ہوئے۔

(۴۰) حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ (مگر ملعون دجالون کذابون تیس دجال جھوٹے مرزا قادیان کی طرح۔

(۴۱) حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب دیا اور فرمایا مثلاً یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام انہیں ان کے نام سے خطاب کیا گیا۔ مثلاً یا آدم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۴۲) جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نام کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی وصف فرمایا مثلاً وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پ۴ آل عمران ع ۱۵) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (پ ۱۸، سورہ نور، ع ۹) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (پ۲۲، احزاب، ع ۵)

(۴۳) حضور نبی کریم ﷺ کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا یعنی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ۱۸، سورہ نور، ع۹) رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے حالانکہ دیگر امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتے تھے۔

ھذا آخر رقم القلبہ القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ بہاولپور پاکستان ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔
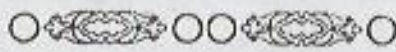
ناموس نبی ﷺ

ناموس نبی ﷺ کی خاطر ہم ہر باطل سے ٹکرائیں گے
جو راہ میں ہماری آئے گا' ہم اس کو مار گرائیں گے
یہ مسئلہ ہے جب ایمان کا' کیا خطرہ ہے جسم و جان کا
اس مسئلے کو جو چھیڑے گا' پھر تاج اچھالے جائیں گے
کیا حاجت ہے ہمیں زندگی کی' پھر زندگی میں شرمندگی کی
سب وار کے پونجی جندڑی کی' خود بدن پہ کفن سجائیں گے
گستاخ نبی ﷺ کا چلتا پھرے' کیوں عاشق دل میں جلتا رہے
گستاخ کو آگ لگا کے ہی' سینے کی آگ بجھائیں گے
اس راہ محبت میں ہم سے' مہمان بنے جو جیلوں کے
کل خلد بریں کے باغوں میں' تختوں پہ دیکھے جائیں گے
اس راہ میں جن کو زخم لگے وہ پھول ہیں گویا جنت کے
انہیں ساقی کوثر محشر میں' بھر بھر کے جام پلائیں گے
محبوب کی عزت گر مانگے' آصف کی جان بھی حاضر ہے
اک جان نہیں ان پر تو' لکھ بار بھی صدقے جائیں گے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علامہ الحاج المفتی محمد فیض احمد اویسی

......فہرست مضمون......

......فہرست مضمون......

مقدمہ

1......مخالفین صرف نبوت وولایت کے متعلقات کو بدعت وحرام کہنے کے عادی بن گئے ہیں ورنہ ہزاروں امور وہ خود عمل میں لاتے ہیں ح۔

2......شرعا بدعت حرام نہیں بلکہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں ایک ان میں واجب بھی ہے اور مستحسنہ بدعت تو عام مروج ہے، یہاں تک کہ دور حاضرہ کے دوتہائی امور اسی بدعت حسنہ کے تحت مستعمل ہیں جن کی تفصیل فقیر کی کتاب ''العصمۃ عن البدعۃ'' میں ہے ہاں بدعت سیئہ مذموم ہے جو ہمارے نزدیک بھی حرام ہے۔

3......بلا دلیل شرعی کسی عمل کو بدعت یا حرام کہنا شریعت کے ساتھ مقابلہ اور اللہ پر بہتان تراشی ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

"یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ"

(پ۶ع۳)

''اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت حق بات کے سوا ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالو''۔ یعنی اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ امور دینیہ میں افراط وتفریط نہ کرو۔ جو امر کلام علماء حقانی سے جس حد تک ثابت ہو اس میں اپنی طرف سے افراط وتفریط نہ کرو بلکہ کم وکاست احکام الٰہی

بندگان خدا تک پہنچادو۔

4......بدعت حسنہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن وحدیث کے اصول وضوابط کے مطابق ایسا فعل جدید جو انہی اصول وضوابط کی تائید وتقویت کا موجب وسبب ہے مثلاً اسی چراغاں کو لیجئے کہ ہم سب سمجھتے ہیں کہ محافل ومجالس اور مساجد میں چراغاں ایک زیب وزینت ہے کیونکہ ہر مکان پر روشنی زیب وزینت ہے ہی جیسا کہ اندھیری رات میں آسمان جب ستاروں سے جگمگاتا ہے تو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چراغوں کا روشن کرنا موجب زینت ہے۔

کسی بھی فعل کی ممانعت جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسول اللہ ﷺ سے نہ ہو اسے عمل میں لانا مباح ہے اور ظاہر ہے کہ زینت روشنی کی نہی بنصوص شرعیہ ثابت نہیں ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہرگز ایسا نہ کرتے اور عند الشرع یہ بات بطور اصول مقرر ہو چکی ہے کہ جس زینت کی نہی شرع سے ثابت نہیں وہ خالص مباح ہے اور آیہ کریمہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

کے حکم میں داخل ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیۃ کے تحت فرماتے ہیں:

القول الثانی انه یتنلول جمیع انواع الزینة فیدخل تحت الزینة
جمیع انواع التزیین و یدخل تحتها تنظیف البدن من جمیع
الوجوه و ید خل تحتها المرکوب وید خل تحتها ایضاً انواع الحلی
لان کل ذالك زینة ولو الا النص الواردنی تحریم الذهب والفضة
والا بریسم علی الرجل لکان ذلك داخلاتحت هذا العموم الخ

یعنی آیۂ کریمہ مذکورہ میں مفسرین کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے دوقول ہیں قول
ثانی یہ ہے کہ آیت کریمہ میں زینت سے مراد تمام انواع واقسام کی زینت مراد
ہے پس جس قدر اقسام اور انواع زینت کے ہیں وہ سب اس آیۂ میں داخل
ہیں، بدن کی صفائی بھی اس میں داخل ہے تمام وجوہ سے (یعنی صابن کے ساتھ
ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ) سواریاں بھی اس میں داخل ہیں (یعنی خواہ موٹر
ہو یا سائیکل، ٹمٹم ہو یا یکہ وغیرہ) اور زیورات کی کل اقسام بھی آیۂ میں داخل
ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں زینت ہیں حتیٰ کہ چاندی سونا ریشم مردوں پر حرام نہ ہوتا
اوران کی حرمت میں کوئی نص واردنہ ہوتی تو وہ بھی مردوں کے لئے حلال ہوتے
لیکن چونکہ سونا چاندی ریشم مردوں پر حرام ہے اس لئے وہ اس آیۂ کریمہ میں
جملہ اقسام کی زینت کی نہی واردنہ ہو اس وقت تک وہ خالص مباح ہے اوراس کو
حرام وبدعت کہنا شریعت میں تصرف ودست اندازی کرنا ہے پھر یہی امام ایک
طویل حدیث نقل فرما کر ارقام فرماتے ہیں:

واعلم ان هذا الحدیث یدل علی ان هذه الشریعة الکاملة تدل
علی ان جمیع انواع الزینة مباح ماذون فیه الا ما خصه
الدلیل فلهذا السبب ادخلنا الکل تحت قوله من حرم زینة
الله الآیه ۔

یعنی جان لو کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت کاملہ میں تمام
انواع زینت مباح خالص ہیں ان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے
لیکن وہ ہی قسم زینت ممنوع وناجائز ہے جو کسی دلیل شرعی کے ساتھ خاص ہو گئی
ہے پس اس وجہ سے تمام اقسام زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں، ہر قسم کے اسباب
صفائی بدن کے ہر قسم کے کھانے کی چیزیں جو منجانب شریعت ممنوعہ نہیں ہیں)
ماتحت آیۂ کریمہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ داخل ہیں۔

نتیجہ :

ہمارے مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ کل انواع واقسام زینت مباح و
جائز ہیں لیکن جس قسم زینت کو شارع نے حرام کردیا وہ حرام وناجائز ہے اور جس
کو شارع نے حرام نہیں کیا وہ بے شک آیۂ کریمہ میں داخل ہے اور بندوں کو اس
کے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ روشنی کرنا اقسام
زینت سے ہے پس روشنی کرنا آیۂ کریمہ مذکورہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کے
لئے مباح قرار دی گئی اور نہ صرف مباح بلکہ مستحسن ومندوب ہے۔

زمانہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں چراغاں:

سیرت حلبی جلد۲ میں امام علی بن برہان حلبی تحریر فرماتے ہیں کہ صدر اول میں اصحاب رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے:

ان المسجد كان اذا جاء ت العتمة يو قد فيه بسعف النخل فلما قدم تميم الداری المدينة صحب معه قناديل و حبالاً و زيتاً و علق تلك القناديل سواری المسجد و او قدت فقال ه رسول الله ﷺ نورت مسجد نا نور الله عليك اما والله لو كان لی ابنة لا نكحتكها

یعنی جب عشاء کا وقت ہوتا کھجور کی شاخیں جلا کر اجالا کیا کرتے تھے جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو اپنے ساتھ قنادیل اور رسیاں اور روغن زیتون لائے اور مسجد نبوی کے ستون شریف سے وہ قنادیل لٹکائیں اور روشن کیں حضور پرنور سید عالم ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی کہ تو نے ہمارے مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے خدا کی قسم اگر کوئی صاحبزادی غیر شادی شدہ ہوتی تو میں تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا۔

فائدہ:......اس حدیث پاک سے چراغاں پر رسول اللہ ﷺ نے صحابی کو دعا بھی دی اور انعام کا اظہار بھی الحمد للہ ہمیں یہ عمل نصیب ہوا ہے اور پرامید ہیں کہ ہمیں آقائے کریم ﷺ دعاؤں سے نوازتے ہیں اور چراغاں کرنے والوں کو

کل قیامت میں انعامات عطاء فرمائیں گے۔(انشاءاللہ عزوجل)

غنیۃ الطالبین جلد دوم ص۱۰ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں حضور پرنور ﷺ روشنی کی طرف رغبت دلاتے ہیں، روی عن النبی ﷺ (حدیث مبارکہ)، حضور پاک ﷺ سے مروی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے گھر سے کسی ایک گھر میں قندیل روشن کی جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے پر مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ روشنی کا جواز قسم زینت ہے شرعاً ممنوع نہیں بلکہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں خود حضور کے سامنے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے قنادیل روشن کیں، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی اور اظہار خوشنودی اس سے ظاہر ہے کہ فرمایا اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو تجھ سے شادی کر دیتا اور غنیۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ یہ فعل پسندیدہ محبوب خدا ﷺ ہے کہ مساجد میں روشنی کرنے کی ترغیب فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام نے چراغاں کیا:

سیرت حلبی جلد دوم میں ہے:

ترجمہ:...... ؟

۱......مساجد میں قنادیل لٹکانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے کیا جب لوگوں کو نماز تراویح کے لئے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے جمع کیا اس وقت مسجد میں بہت قندیلیں لٹکا دیں جس وقت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کریم کا اس طرف گزر ہوا دیکھا کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی ہے تو یہ دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے اے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

۲......غنیۃ جلد دوم میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بروایت خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم مساجد میں تشریف لائے جب کہ مساجد روشنی سے جگمگا رہی تھیں اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے تھے پس آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر کی قبر کو منور فرمائے جیسا کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔

۳......فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنبیہ میں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا دی اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا دی۔

یہ مذکورہ ہو چکا ہے کہ اول تمیم داری نے قنادیل روشن کیں اور حضور سرور عالم ﷺ نے اظہار مسرت فرمایا۔

یہاں یہ شبہ گزرتا تھا کہ روایات سابقہ میں سب سے اول قنادیل روشن کرنا تمیم

داری سے ثابت ہوتا ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول قنادیل روشن فرمائیں۔

علامہ حلبی نے سیرۃ حلبیہ جلد دوم میں لکھا ہے کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عہد رسالت نبی کریم ﷺ میں ہوئی بعد ازاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اولیت اضافی ہے یعنی کثرت سے قنادیل روشن کرنا اول آپ سے واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قنادیل جو شام سے لائے تھے گو متعدد تھیں مگر کثیر نہ تھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنادیل کثیرہ روشن کیں اصل عبارت یہ ہے:

ولعل المراد تعليق ذالك بكثرة فلا يخالف ما تقدم من تميم الداری

ترجمہ اوپر گزرا ہے۔

تفسیر روح البیان جلد اول میں تحت آیہ کریمہ انما یعمر مساجد الله من امن بالله

علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ در بارہ تزئین مساجد فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس تعمیر فرمائی اور اس کے خوبصورت بنانے میں مبالغہ کیا یہاں تک کہ مسجد کے قبہ کے سرے پر کبریت احمر نصب فرمایا حالانکہ اس وقت نہایت عزیز الوجود تھا اور اس کی روشنی منتہائے نظر معلوم ہوتی تھی اور کاتنے والی عورتیں اس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے

کام کرتی تھیں اور اس طرح بخت نصر کے عہد تک رہا پھر اس نے اس کو خراب کر دیا۔

۲...... اسی میں ہے منجملہ اسباب تزئین مسجد قنادیل روشن کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: یعنی اسباب زینت سے ہے قنادیل کا مسجد میں لٹکانا اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلانا۔

نتیجہ: ...... ان روایت معتبرہ سے واضح ہو گیا کہ مساجد میں بہ نیت ثواب روشنی اور قندیل کے ساتھ مسجد کو زینت دینا پسندیدہ محبوب خدا ﷺ ہے اسی بناء پر علماء کرام نے استحباب و استحسان کا قول کیا، ناظرین غور کریں کہ جس فعل کو حضور ﷺ پسند فرمائیں اور خلفائے راشدین بنفس نفیس اس کا ارتکاب کریں وہ کیونکر ممنوع و بدعت ہو گیا۔

علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں بعد نقل کرنے ان روایات کے جن کو ہم سیرۃ حلبی سے نقل کر آئے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ...... یعنی بعض علماء نے فرمایا کہ زیادہ روشنی کرنا جس طرح کہ نصف شعبان یعنی پندرہویں شعبان کو کرتے ہیں اور اس شب کو لیلۃ الوقود کہتے ہیں اس کا حکم بھی ایسا ہونا چاہئے جیسا تزئین مسجد کا اور نقش و نگار کا، وقد کرھه بعضهم واللہ اعلم

اور بعض علماء نے پندرہویں رات شعبان کو روشنی مکروہ مانی ہے ایسا ہی سیرۃ حلبی میں ہے اس عبارت سے ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ۔

ان دونوں قولوں میں باسانی تطبیق ہو سکتی ہے وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب روشنی کے قائل ہیں ان کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قنادیل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے کہ صحابہ کرام نے مساجد میں ہی روشنی کی اور جو علماء کراہیت کے قائل ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ علاوہ مساجد کے بلا غرض صحیح مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہئے اس میں کوئی فائدہ نہیں محض مال کا ضائع کرنا ہے جس طرح ہمارے زمانہ کے لیڈران قوم کے جلوس میں بازار سجائے جاتے ہیں اور چراغاں کیا جاتا ہے اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جلوس میں روشنی میں مبالغہ کرتے بازار سجاتے ہیں یہ بے شک اسراف ہے جو بحکم قرآن عظیم حرام ہے۔

انتباہ:

مگر افسوس ہے ان نام نہاد علماء پر جو بے دین لوگوں کے جلوس میں شرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور کرتے دیکھیں اور حرام و بدعت ہونے کا حکم نہ سنائیں کہ کہیں لیڈران ناراض نہ ہو جائیں اور حضور انور ﷺ کے میلاد یا لیلۃ المعراج کی خوشی میں اگر کسی مسلمان نے اپنے ایمانی جذبات

سے مساجد میں روشنی کی تو وہ گمراہ بدعتی ہو گیا اور فتویٰ بھی جھٹ لگا دیا کہ روشنی کرنا حرام و بدعت ہے۔

بدعت یا سنت:

شاہ ولی اللہ دہلوی کے پردادا استاذ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ اپنی کتاب کشف النور عن اصحاب القبور میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ:......یعنی جو بدعت حسنہ موافق ہو مقاصد شرع کے وہ سنت ہے اس بدعت کو سنت کہا جائے گا پس علماء کرام اولیاء ذوی الاحترام وصلحاء عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جب کہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی توقیر وتعظیم پیدا کرنا ہوتا کہ وہ صاحب قبر کی تحقیر وتوہین نہ کریں اور اس طرح اولیاء وصلحا کی قبور کے پاس قنادیل روشن کرنا باب تعظیم وتکریم سے ہے پس اس میں بھی مقصد نیک ہے اور اولیاء کی محبت وتعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نذر ماننا بھی جائز ہے اس سے لوگوں کو روکنا نا مناسب ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد اول ص ۸۷۹)

دارومدار نیت پر ہے:

ارباب بصیرت پر واضح ہوگا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے انما الاعمال بالنیات پس جو روشنی بہ نیت ثواب و تزئین مسجد کی جائے گی وہ ضرور محبوب و پسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی اور جو

محض لہو ولعب اور بے دینوں کی عظمت وتعظیم کے لئے ہوگی ضرور بدعت قبیحہ اور حرام ہوگی جیسے جلوس کفار ومشرکین ومرتدین وفساق متبدعین پر روشنی کرنا بازار سجانا دوکانات آراستہ کرنا، دروازے بنانا جھنڈیاں لگانا یہ سب ناجائز وممنوع اور خالص اسراف وتبذیر ہے۔

اسلاف صالحین کا طریقہ چراغاں:

حضرت علامہ حلبی اپنی سیرۃ حلبیہ میں ایک جلیل الشان عالم سے نقل فرماتے ہیں کہ اس عالم نے روشنی کی جائے گی لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھ دوں۔ چنانچہ اسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنی کثیر کے واسطے لکھ دے اس لئے کہ اس میں تہجد گزاروں کا دل لگتا ہے اور مساجد خانہ خدا ہیں پس خانہ خدا سے وحشت وحیرت دفع ہوگی۔

یہ بشارت دیکھتے ہی میں بیدار ہوا روشنی کا حکم دیا، سیرت کی اصل عبارت یہ ہے:

وعن بعضهم قال امرن يالمامون ان اكتب بالا ستكثار من المصابيح فى المساجد فلم ادرما اكتب لانه شئى ثم اسبق اليه فاريت فى المنام اكتب فان فيها انس للمنبهجدين ونضالبيوت الله عن وحشة الظلم فانبتهيت و كتبت بذالك الخ

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مولف تذکرۃ الاولیاء سیدی احمد خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں تحریر فرماتے ہیں (جو خراساں کے معتبر

مشائخ اور مشہوران فتوحات سلطان ولایت اور مقبولان قربت میں سے تھے اور ریاضت وکلمات عالی میں مشہور اور صاحب تصانیف تھے اور آپ کے ایک ہزار مرید ایسے تھے جو ہوا میں اڑتے اور پانی پر بے تکلف چلتے تھے) کہ ایک بار ایک درویش آپ کے یہاں مہمان آیا تو آپ نے ستر شمع روشن کیں درویش نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلف تصوف سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، کہا جاؤ اور چراغ میں روشنی کے لئے انہیں جلایا اسے بجھا دو، اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ان چراغوں پر ڈالی مگر ایک بھی بجھ نہ سکا دوسرے دن ستر نصاریٰ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اس کا حال اس طرح لکھا ہے کہ احمد خضرویہ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو نے ہمارے واسطے ستر شمعیں روشن کیں تو ہم نے تمہارے لئے ستر نور ایمان سے منور کردیئے۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۲۲۷)

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہ العالی کتاب آداب النکاح فرماتے ہیں:

حکی ابو علی الروذباری رحمتہ اللہ علیه عن رجل اتخذ ضیناء قتد فاوقد فیها الف سراج فقال الرجل قد اسرفت فقال له ادخل فکلما او قد منه لغیر الله فاطفئه فدخل الرجل فلم تدر علی اطفاء واحد منها فانقطع

(یعنی امام اجل عارف اکمل سند الاولیاء حضرت سیدنا امام ابو علی روزباری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجلہ اصحاب سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ ۳۲۲ھ میں آپ کا وصال شریف ہے امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ نے رسالہ مبارکہ میں ان کی نسبت فرمایا اظرف المشائخ واعلمہم بالطریقۃ)
حکایت فرماتے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے احباب کی دعوت کی اس میں ہزار چراغ روشن کئے کسی نے کہا کہ اسراف کیا صاحب خانہ نے فرمایا اندر آیئے جو چراغ میں نے غیر خدا کے لئے روشن کیا ہوا ہے اسے گل کر دیجئے معترض صاحب اندر آگئے ہر چند کوشش کی ایک چراغ بھی نہ بجھا سکے آخر قائل ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جائے نام ونمود اور فخر مد نظر نہ ہو تو پھر وہ کام ہرگز ممنوع نہیں اور جو کام لوگوں کے دکھلانے اور تفاخر کرنے کے لئے ہو وہ بے شک ممنوع ہے۔

خلاصہ: روشنی کے تین درجے ہیں:

﴿۱﴾...... بقدر حاجت ضروری لابدی وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما شروع امر میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کرلیا کرتے تھے اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آجاتے تھے۔

﴿۲﴾...... زینت کے لئے یہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا

کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سے چمک اٹھی جیسا کہ غنیۃ کی عبارت سے ہم ثابت
کر آئے ہیں اور جیسا کہ تنبیہ فقیہ اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے رای القنادیل
تزھر فی المساجد ۔ اسی طرح حلبی وغیرہ میں ہے غرضیکہ کل روایتوں میں
لفظ "تزھر" صیغہ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے "زہور" سے اور معنی اس کے
صراح میں لکھتے ہیں زہور روشن شدن آتش وبالا گرفتن آں" بنابریں ہم کہتے ہیں
کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلاشبہ حاجت ضروری ہے زیادہ نہ
تھا۔ لیکن یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

﴿۳﴾...... یہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہو سکتی تھی مگر بلا غرض صحیح
خواہ مخواہ فخر و نمود و نمائش کے لئے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اسراف ہے
اور جس کسی نے منع کیا ہے اسی قسم ثالث سے منع کیا ہے نہ کہ قسم اول و دوم سے۔

فیصلہ: ...... جو لوگ قسم اول و دوم سے بلا لحاظ نیت حرام و بدعت کہہ دیتے ہیں
وہ بہت بڑی کج فہمی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو چاہئے کہ حضرت تمیم داری اور
حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما وغیرہم کے معمول بہ کا ادب
کریں کہ پہلے پہل بغرض زینت مساجد یہ فعل انہوں نے کیا جو قدر حاجت
ضروریہ سے یقیناً روشنی زیادہ تھی۔

حجاج جب مکہ معظمہ جاتے تو دیکھتے ہیں کہ کعبہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ،
عرفات تک تو میل اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ رات نہیں بلکہ دن دیکھئے اور اس

کارنامہ کو لوگ سراہتے ہوئے نہیں تھکتے وہاں اسراف و بدعت اور حرام یاد نہیں
آتا، ہاں وہ حج کی آڑ تو یہاں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس روشنی کو حج سے نسبت ہے
اور یہاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اب فیصلہ ناظرین کے ہاتھ
میں ہے جب رسول میں داخل ہو یا خارج۔ ہمارا کام تھا بتانا۔

وما علینا الا لبلاغ المبین
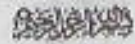
اما بعد! ...... فقیر ان سوالات کی ترتیب پر جوابات عرض کرے گا۔ لیکن جوابات سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ میلاد شریف سے ہماری مراد حضور نبی پاک ﷺ کا عالم بالا سے عالم دنیا میں تشریف لانے کا ذکر اور آپ کی آمد کے مطابق آپ کے معجزات کا بیان ہے اس سے نہ کسی کو انکار ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

جب کہ اس کا ذکر قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں موجود ہے صرف جھگڑا یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اس ذکر خیر کو میلاد شریف سے تعبیر کیوں کیا جاتا ہے، تو یہ بھی غلط فہمی کا نتیجہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر عبادت کا کوئی نہ کوئی نام ضرور ہے کوئی نام تو خیر القرون سے چلے آرہے ہیں۔ اور بعض بعد زمانہ اول موسوم ہوئے ہیں مثلاً قرآن مجید کے پارے اور ان کے اسماء یہ نام خیر القرون میں تھے اور نہ بعد کی صدی میں بلکہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان جلد اول قرآن پاک کی کثیر اصطلاحات کا نام پھر اس کی تاریخ کہ یہ نام کب سے شروع ہوا وغیرہ وغیرہ لیکن انہوں نے قرآن پاک کے پاروں کی تقسیم اور ان کے اسماء کا ذکر نہیں فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام دسویں صدی کے بعد ایجاد ہوا اور نا معلوم کب، اس کے متعلق تفصیل فقیر نے ''میلاد شریف کی شرعی حیثیت'' میں عرض کر دی ہے اسی لئے اب کسی کو اگر ضد ہے تو صرف اس لئے کہ اس کا انکار محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کیا ہے ورنہ ابن تیمیہ نے اس کا اقرار کیا ہے بلکہ اس کے سب سے بڑے عاشق ابن کثیر نے تو اس کے جواز و برکات میں ایک رسالہ لکھا

ہے جو عربی میں بھی ہے اور اردو میں بھی پاکستان میں عام ملتا ہے، اسی لئے جس کو محمد بن عبدالوہاب کی اتباع وتقلید کا خبط ہے وہ بے شک انکار کرے ورنہ صدیوں سے بلکہ خیر القرون میں سے بلکہ غور کیا جائے تو روز اول سے یہ تقریب سعید منعقد ہوتی چلی آئی ہے جس کا مختصر جواب سوالات کے دوران عرض کروں گا انشاء اللہ عزوجل۔

استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی سے درخواست ہے کہ بارہویں کے صدقے ایک سو بارہ سوال میلاد شریف کے ثبوت اور اعتراضات کے سلسلے میں نقل کر رہے ہیں امید ہے کہ حضرت صاحب قبلہ ان تمام سوالات کے جوابات مختصر بیان فرمائیں گے۔

(سائل محمد جہانگیر نقشبندی کراچی)

سوال نمبر 1

ذکر میلاد نورانی وروحانی کب ہوا؟

جواب:...... بروز میثاق نورانی میلاد ہوا اس کو ہی روحانی میلاد کہا جاتا ہے اور اس کی تصریح قرآن مجید میں ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی محفل میں یعنی روز میثاق حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ

كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

(پ ۳ ع ۱۶)

ترجمہ:.....اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پکا وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں دوں کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس ایک بڑا رسول تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے پاس ہو ضرور ضرور ان کے ساتھ تم ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا"۔

الفاظ "ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ" میں اللہ تعالیٰ نے میلاد یعنی (آپ کی ولادت) کا ذکر فرمایا ہے تو معلوم ہوا سب سے پہلا میلاد شریف کا ذکر کرنے والا خود خدا ہے اور سننے والے انبیاء کرام ہیں، مخالفین میلاد کا انکار کس آیت کی رو سے کرتے ہیں کوئی دلیل ہے تو پیش کریں:

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

نوٹ:.....اس آیت میثاق پر علماء کرام کی تصانیف ہیں امام تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ لکھا جو جواہر البحار میں منسلک ہے اس کی تلخیص امام السیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں فرمائی، امام احمد رضا محدث بریلوی نے اس کے چیدہ چیدہ مضامین اپنی تصنیف "تجلی الیقین" میں درج فرمائے ہیں ان کا مطالعہ فرمایئے۔

سوال نمبر ۲

ذکر میلاد جسمانی وروحانی کب ہوا؟

جواب:.....میلاد روحانی کا ذکر تو اوپر ہوا جسمانی میلاد حضور نبی پاک ﷺ کی شب میلاد (سوموار اور بارہ ربیع الاول) کو ہوا جس کی تفصیل کتب میلاد میں ہے۔ فقیر چند جھلکیاں عرض کرتا ہے۔

بزم کون ومکان کو سجایا گیا:

باعث تخلیق کائنات علیہ التحیۃ والصلوات کی تشریف آوری کی شب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور بہشتوں کے دروازے کھول دو۔ فرشتے محبوب پاک ﷺ کی آمد کی بشارتیں دے رہے ہیں۔ پہاڑ بلند ہو کر اظہار مسرت کر رہے ہیں، خوشی ومسرت سے سمندر کی لہریں اوپر اٹھ رہی ہیں اور نہر کوثر کے گرداگرد ستر ہزار کستوری کے درخت نصب کیے گئے۔

(خصائص کبریٰ ص ۴۷)

چراغاں:

ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے روشنی اور چراغاں کا اہتمام فرمایا، آسمان پر روشنی کے دو ستون نصب کیے گئے ایک زبرجد کا اور دوسرا یاقوت کا گویا یہ سرخ وسبز رنگ کی دو ٹیوبیں تھیں جن سے آسمان بقعہ نور بن گیا اور ولادت مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں نصب کی گئی ان ٹیوبوں کو باقی رکھا گیا چنانچہ جب شب اسریٰ آقا ومولا کا آسمان سے گزر ہوا تو آپ کو بتایا گیا "ھذا ضرب

"استبشارا بو لادتك " انہیں آپ کی ولادت کی خوشی میں نصب کیا گیا تھا اس وقت اتنا نور پھیلا کہ دنیا بقعہ نور بن گئی تھی الدنیا کلھا نوراً ستارے پھلجڑیوں کی صورت زمین پر جھکے چلے آتے تھے جیسا کہ حضرت عثمان بن عاص کی والدہ سے مروی ہے

البست الشمس یومئذ نور اعظیما

اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا یعنی سورج کا نور بڑھا دیا گیا۔

(خصائص ص ۴۷ جلد ۱، مواہب الدنیہ ص ۱۱۹ جلد ۱)

فرحت بخش شربت:

شب ولادت عبد المطلب حرم کعبہ میں تھے اور آپ کی بہو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا گھر میں اکیلی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں مجھے قدرے خوف محسوس ہوا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا اس نے اپنے پر میرے سینے کے ساتھ ملے جس سے خوف وہراس زائل ہو گیا۔ اس پرندے نے مجھے شربت پیش کیا جو دودھ سے سفید، شہد سے شیریں اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا جس کے پینے سے مجھے نورانیت محسوس ہوئی پھر میں نے بہت دراز قامت حسین وجمیل عورتیں دیکھیں میں نے کہا تم کون ہو؟ کہنے لگیں آسیہ (فرعون کی بیوی) مریم بنت عمران (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور یہ ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں۔ حوریں عرض کرنے لگیں

ارسلنا الله الیك لنتبرك بهذا المولود الذی لتلدینه فی هذه اللیلته

اے آمنہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف اس لئے بھیجا ہے تا کہ آج آپ کے ہاں پیدا ہونے والے مبارک فرزند سے ہم برکت حاصل کریں۔

(انوار محمدیہ ص ۲۳ و میلاد النبوی از ابن الجوزی حجۃ اللہ علی العالمین وغیرہ وغیرہ)

کعبہ جھوم اٹھا:

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ شب ولادت حرم کعبہ میں تھے آدھی رات کے بعد آپ نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں جھک کر تکبیر کی آواز بلند کر رہا ہے۔

اللہ اکبر ......اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الان قد طھرنی ربی من انجاس الاصنام دارجلس المشرکین۔

اللہ اکبر محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب نے مجھے بتوں اور مشرکین کی نجاستوں سے پاک و صاف کر دیا ہے۔

کعبہ تین دن تک اسی طرح جھومتا رہا اور اس سے یہ آواز آتی رہی میرا نور مجھے واپس لوٹا دیا گیا اب ہر طرف سے میری زیارت کرنے والے آیا کریں گے اور مجھے جہالت وگمراہی سے پاک کر دیا جائے گا۔ اے عزیٰ (بت کا نام) تجھے ہلاکت ہو۔

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے ...... آیا وہ عرش والا صبح شب ولادت

(خصائص کبریٰ ص ۴۷ جلد ۱، مدارج النبوۃ ص ۱۷ جلد ۲)

نوٹ:......اس سوال کے جواب کے لئے مکمل تفصیل فقیر کی تصنیف ''میلاد نامہ'' میں پڑھئے۔

سوال نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے ذکر میلاد کی محفل کب سجائی؟

جواب:......اس کا جواب سوال نمبر ا کے جواب میں عرض کر دیا گیا ہے۔

سوال نمبر ٤

اللہ تعالیٰ نے میلاد کی خوشی میں کیا کیا انعامات دیئے؟

جواب:...... میلاد پاک کی خوشی کے انعامات ایزدی بھی لاتعداد ولاتحصی ہیں۔فقیر چند ایک عرض کر دیتا ہے۔

بخاری جلد دوم کتاب النکاح۔

باب وامهاتكم التى ارضعنكم ومايحرم من الرضاعة میں ھے فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبته قال له ما ذا بقيت قال ابولهب لم الق بعدكم خيرا انى سقيت فى هذه بعتاقتى ثوبية

جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری؟ ابولہب بولا'' کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو

آزاد کیا تھا''

واقعہ کی تفصیل:

ابولہب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا اس کی لونڈی ثویبہ نے آ کر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے، یہ بخت کافر تھا جس کی برائی قرآن میں آئی ہے، مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چوستا ہے تو پیاس بجھ جاتی ہے حالانکہ وہ کافر تھا ہم مومن، وہ دشمن تھا ہم ان کے بندے بے دام، اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ہم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔تو وہ کریم ہیں ہم ان کے بھکاری وہ کیا کچھ نہ دیں گے۔

دوستاں را کجا کنی محروم ...... تو کہ باد شمناں نظر داری

مژدہ ایمان افروز:

مدارج النبوۃ جلد دوم حضور ﷺ کی رضاعت کے باب میں اسی ابولہب کے واقعہ کا بیان فرما کر فرماتے ہیں۔ دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور سرور کنندہ و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرو میلاد آں حضرت و بذل شیر جاریہ وے بجہت آں حضرت جزا دادہ شد

تا حال مسلمان کہ مملو است بہجت وسرور وبذل مال کردہ انداز تغنی وآلات محرمہ ومنکرات خالی باشد۔

اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے جو کہ حضور پاک ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت وخوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔

نیز روایات میں ہے کہ اس شب اللہ تعالیٰ نے ہر پیدا ہونے والے کو بچہ پیدا فرمایا یہاں تک کہ جانوروں تک میں یہ انعام جاری رہا۔ اور اب بھی محدثین کرام فرماتے ہیں کہ میلاد شریف محافل ومجالس کے انعقاد سے افلاس وتنگدستی دور ہو جاتی ہے، اسے بہت سے لوگوں نے آزمایا بلکہ فقیر کا آزمودہ ومجرب نسخہ ہے کہ جس کی اولاد نرینہ نہ ہو وہ میلاد شریف کی نذر مانے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اولاد نرینہ سے نوازتا ہے۔

الحمد لله على ذالك۔

سوال نمبر ۵

فرشتوں نے میلاد کی خوشی کیسے منائی؟

جواب:......ملائکہ کرام کی شب میلاد کی خوشیوں کی داستان طویل ہے چند روایات

ملاحظہ ہوں:

۱......مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت میں ملائکہ نے آمنہ خاتون ؓ کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام عرض کیا۔ ہاں ازلی راندہ ہوا شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا۔

۲......حضرت سیدہ آمنہ خاتون ؓ نے کہا جب میرے بچے کی پیدائش کی رات آئی تو وہ پیر کی رات تھی اور فجر کی پو پھٹنے کا وقت تھا اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ نبیوں کا (سلام ہو ان پر) ولادت کا وقت یہی ہوتا ہے۔

تو میں نے ایک مختصر سی جماعت کو آسمان سے اترتے دیکھا جس کے ساتھ تین بڑے عالیشان اور سفید جھنڈے تھے انہوں نے ایک جھنڈا تو کعبہ کی چھت پر گاڑ دیا اور ایک گھر کے صحن میں کھڑا کر دیا اور ایک جو باقی تھا اسے بیت اللہ کی چھت پر ٹھہرا دیا۔

۳......اس سہانی رات میں آسمان کے تارے جھک جھک کر میرے قریب ہوتے تھے جن کو دیکھ کر ایسا خیال آتا تھا کہ یکدم وہ مجھ پر گر پڑیں گے میں نے دیکھا کہ تاروں نے اپنی روشنی سے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا ہے۔ اور آسمان کے تمام دروازے کھل گئے۔

(خیر المونس جلد۲ ص۱۶۱)

۴......اور فرمایا کہ جس وقت صبح کے آثار نمودار ہوئے تو میں گھر میں تنہا تھی اور عبدالمطلب طواف کعبہ کو گئے ہوئے تھے ناگاہ میں نے ایک تڑاکے کی ایسی آواز

سنی جو بہت سخت تھی اور میں سہم گئی پھر میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل پر مل رہا ہے تو اس کے اثر سے میرا خوف جاتا رہا بلکہ ولادت کی جو بے چینی تھی وہ بھی زائل ہو گئی۔

۵......اس کے بعد میں نے غور کیا تو دیکھا کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا اور میں نے اسے دودھ خیال کیا اور مجھے پیاس بھی بہت سخت تھی تو اسے پی گئی پینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا اور مجھ سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا۔

۶......پھر میں نے چند طویل القامت عورتوں کو پایا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ عبد مناف کے خاندان کی عورتیں ہیں جو مجھے گھیرے کھڑی ہیں اور میں نے گھبرا کر کہا کہ ہائیں! میری اس حالت کا علم ان عورتوں کو کس طرح ہوا ہے میرے اس تعجب پر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آسیہ فرعون کی عورت ہوں، دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ بھی فرمایا وہ جو ہیں حوریں ہیں۔

۷......میں نے پھر تڑاکے کی آواز سنی اور اب رہ رہ کر یہ آواز بار بار آ رہی تھی اور ہر پچھلی آواز پہلی آواز سے زیادہ زوردار تھی جس سے میرا خوف بڑھتا جاتا تھا اور میری پریشانی زیادہ ہو رہی تھی دیکھا تو سفید ریشم کی ایک چادر آسمان اور زمین کے درمیان لٹک گئی اور ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا لوگوں کی نگاہوں سے اس کو چھپا لو اور فرمایا کہ پھر فضاء میں کچھ لوگ ادھر ادھر کھڑے دیکھے جن کے

ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔

(تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۲۰۲)

۸......گھر میں چلنے پھرنے کی آواز پاتی تھی لیکن مجھ کو نظر کوئی نہیں آتا تھا اور بادل کا ایک سفید ٹکڑا آسمان سے نیچے اترا اور چڑیاں سبز کہ ان کی چونچیں مثل یاقوت سرخ تھیں نظر آئیں اور یہ دیکھ کر میرا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا جو قطرہ اس سے ٹپکتا اس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

(معارج النبوۃ جلد ۲ ص ۵۲)

۹......اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کا نورانی چہرہ پورے چاند سے مقابلہ کرتا تھا۔ (خیر الموانس جلد ۲ ص ۱۶۲) اور آپ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب تک سارا روئے زمین روشن ہو گیا حتیٰ کہ شام کے بنگلے اور بازار چمکنے لگے تو مجھے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۶۶) اور آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ اور معطر اور مطہر پیدا ہوئے۔ (ایضاً ص ۶۳)

۱۰......اور فرمایا کہ جب آپ اس عالم میں ظہور فرما ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کیا اور انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور بزبان فصاحت فرمایا

لا اله الا الله انی رسول الله

(تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۲۰۲ و شواہد النبوۃ)

سوال نمبر ۶

میلاد میں جھنڈے لگانے کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب:...... مذکور بالا مضمون میں اس کا حوالہ آ گیا ہے۔

سوال نمبر ۷

میلاد شریف میں چراغاں کرنے کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب:...... اس موضوع پر فقیر کا ایک رسالہ مطبوعہ ''چراغاں کا ثبوت'' اس کا خلاصہ ہفت روزہ الہام بہاول پور میں شائع ہوا وہ حاضر ہے:

اما بعد! ہم اہلسنت میلاد شریف کی محافل ومجالس مبارکہ اور اعراس مشائخ اور ختمات رمضان المبارک و دیگر دینی امور میں روشنی کا اہتمام کرتے ہیں جسے چراغاں سے تعبیر کیا جاتا ہے اس پر مخالفین حسب عادت بدعت بدعت اور حرام حرام کی رٹ لگاتے ہیں اس پر فقیر مختصر دلائل لکھتا ہے کہ اہل حق کو تسکین اور اہل باطل کی تردید ہو۔

سوال نمبر ۸

میلاد شریف میں جلوس نکالنے کا ثبوت ہے؟

جواب:...... اس مسئلہ میں بھی فقیر کا ایک رسالہ مطبوعہ ''ربیع الاول میں جلوس کا ثبوت'' اس رسالہ میں فقیر نے دلائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ مخالفین کے سوالات کے جوابات لکھے ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

امرتسر کا ایک جلوس میلاد:

کوثر نیازی نے لکھا کہ سب جانتے ہیں کہ مولانا غزنوی داؤد غزنوی امرتسری اہلحدیث (وہابی) مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کی تجویز انہوں نے پیش کی تھی اس کے چند سطور کے بعد لکھا ہے کہ:

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ 1937ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے، خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے کچھ حلوہ کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے مولانا مرحوم کی ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یوم ولادت سرور عالم'' تھا مجلس کے ایک شاعر ورکر جناب غلام نبی انجاز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی بیٹھک میں تھا، اجلاس منعقد ہوا افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی نے کی تھی۔ انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ''صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو ہستیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں مسیح اور مسلم، مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک واحتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن

انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے کہ میں مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمائیں۔

اس پر مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی، جس پر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تا کہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ تیار ہوسکیں، شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لئے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ سپیکروں اور دریوں وغیرہ کے لئے اچھی خاصی رقم درکار ہوگی، ایک صاحب جن کا نام اصغر تھا کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے ہی ہم کو ''ٹکڑ خور'' کہتے ہیں، آخر چوہدری افضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپیہ کی رسید کی ایک ایک صد کی کاپیاں بنوا کر خاص خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور ہوئی بینک کے چیک کے طریقے ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا ''برائے جشن میلاد النبی ﷺ''

اجلاس کی کاروائی سے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی عمل اختیار کرنے کو لکھا گیا، چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاک پر جلسے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ سپیکر پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیاں کی ٹولیاں ٹرکوں، گھوڑوں اور موٹر سائیکلوں

پر نعرہ تکبیر رسالت بلند کرتی جارہی تھیں، کفار ہیبت زدہ تھے اللہ تعالی مولانا داؤد غزنوی مرحوم کو ان کی اس سعی جمیل کا اجر عطاء فرمائے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 31 مارچ 1983ء)

تبصرہ اویسی غفرلہ:

جلوس بارہ ربیع الاول کی شرعی حیثیت اور اس کی اسلامی تاریخ فقیر نے رسالہ مذکورہ میں تفصیل سے عرض کی ہے اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ جلوس ہیئت کذائیہ کا آغاز خود وہابیوں کے اکابر نے کیا اب یہ فتوی پہلے اپنے اکابر پر جاری کریں پھر ہمارا نام لیں لیکن الحمدللہ ہم اس کا شرعی ثبوت واضح کر چکے ہیں۔

سوال نمبر ۹

میلاد شریف میں والدہ محترمہ نے کیسے خوشی منائی؟

جواب:......اس کا جواب نمبر ۵ میں مفصل آگیا ہے۔

سوال نمبر ۱۰

ولادت باسعادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول کے سواء کسی اور تاریخ پر اجماع ہے؟

جواب:......۱۲ ربیع الاول شریف میں ولادت کے علاوہ کسی دوسری تاریخ پر اجماع تو کیا کسی مسلمان کا قول بھی نہیں ہاں شبلی نعمانی نے ایک منجم کا قول نقل کیا ہے جس پر مخالفین نے محض اہل سنت کی مخالفت میں اس کا غلط قول لئے پھر رہے ہیں ورنہ ان کے اکابر بھی ۱۲ ربیع الاول شریف کو یوم ولادت مانتے ہیں فقیر کا اس مسئلہ میں بھی ایک

رسالہ غیر مطبوعہ ہے

ولادت نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے ایک صحیح روایت بارہ ربیع الاول کی منقول ہے جسے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے سند صحیح کے ساتھ روایت فرمایا ملاحظہ ہو:

عن عفان عن سعيد بن مينا عن جابر و ابن عباس انهما قالا ولد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثانی عشر من شهر ربيع الاول.

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد ۲ ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت، البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۰ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:..... عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

اس کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں۔

(خلاصۃ التہذیب ص ۲۶۸ طبع بیروت)

دوسری راوی سعید بن مینا ہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔

(خلاصہ ص ۱۴۳، تقریب ص ۱۲۶)

ان دو جلیل القدر اور فقیہہ صحابیوں کی صحیح اسناد و روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار ہے..... علیہ الصلوٰۃ والسلام

فائدہ:..... اس صحیح حدیث کے مطابق امت کا اجماع ہے، چند بزرگوں علماء و مشائخ

کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

چنانچہ حضرت زبیر بن بکار، امام ابن عساکر، امام جمال الدین بن جوزی اور ابن الجزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہل تحقیق کا اجماع نقل کیا۔

(السیرۃ الحلبیہ ص ۹۳ تا ۹۸، شمامہ عنبریہ ص ۷ از نواب صدیق خان بھوپالی اہل حدیث)

اور یہی جمہور اہل اسلام کا مسلک اور ان میں مشہور ہے (البدایہ جلد ۲ ص ۲۶۰، الفتح الربانی ج ۲۰ ص ۱۸۹، المورد الروی لملا علی قاری ص ۹۶ طبع مکۃ المکرمہ، حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی، ماثبت من السنۃ ص ۹۸، المواہب اللدنیہ للقسطلانی نیز اس کی شرح زرقانی جلد ۱ ص ۱۳۲، مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴)

بارہ ربیع الاول ہی کے یوم میلاد ہونے پر قدیماً وحدیثاً تمام اہل مکہ متفق چلے آرہے ہیں اور اسی تاریخ پہ حضور کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہو کر میلاد شریف منانے کا قدیم سے اہل مکہ کا معمول ہے۔

(المواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ۱ ص ۱۳۲، سیرۃ حلبیہ جلد ۱ ص ۹۳، المورد الروی ملا علی القاری ص ۹۵، ماثبت من السنۃ ص ۹۸، تواریخ حبیب الٰہ ممدوحہ مولوی اشرف علی تھانوی، مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۴ وغیرہا)

بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف کرنے کا اہل مدینہ کا معمول ہے۔

(تواریخ حبیب الٰہ) اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشن میلاد منانے کا معمول ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ ص ۹۳ زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۲)

قدیم اہل مکہ کے معمول کی مختصر وضاحت:

محدث ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں، اہل حرمین شریفین مکہ و مدینہ اور مصر و یمن و شام اور تمام بلاد عرب مشرق و مغرب کے مسلمانوں کو پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں، حسب توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے ہیں میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ بھی ہے کہ سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت رزق مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھر بار میں سکون و قرار جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے رہتا ہے۔

(بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص ۵۷ تا ۵۸)

خداتعالی رحمتیں نازل فرمائے اس شخص پر جو ماہ میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دل میں بغض شان رسالت کی بیماری ہے اس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔ (المواہب مع الزرقانی جلد ۱ ص ۱۳۹) ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ:

"اما اهل مكه يزيد اهتمامهم به علی يوم العيد"

(المورد الروی طبع مکہ ص ۲۸)

یعنی اہل مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے۔

سوال نمبر ۱۱

مخالفین یہ کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو وصال ہوا؟

جواب:...... مخالفین کا یہ قول غلط ہے اس لئے حضور سرور عالم ﷺ کا وصال پیر کو ہوا اور حجۃ الوداع کی تاریخ ملانے سے ۱۲ ربیع الاول وفات بالکل پوری نہیں اترتی علاوہ ازیں وفات نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

۱...... ۱۲ ربیع الاول اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے منسوب ہے۔

۲...... ۱۰ ربیع الاول یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف منسوب ہے۔

۳...... ۱۵ ربیع الاول، مروی از حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

۴...... ۱۱ رمضان اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف منسوب ہے۔

(روایت نمبر ۱، ۲ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۵۶ روایت نمبر ۳ وفاء الوفاء جلد ۱ ص ۳۱۸)

پہلی روایت کہ جس سے وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی ہے اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہو، یہ امام علی بن

مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں، امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی متروک ہے مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں، ذہبی نے کہا واقدی کے تحت ضعیف ہونے پر آئمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۶، ۳۲۵ مطبوعہ ہند قدیم)

لہٰذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جا سکے۔

روایت نمبر ۲ و نمبر ۴ کی سند نامعلوم، البتہ اجلہ تابعین ابن شہاب زہری، سلیمان بن طرخان اور سعید بن ابراہیم زہری وغیرہم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاول کو وفات نبوی منقول ہے، حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے لہٰذا بعد کے کسی مورخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

مقام غور ہے جب صحابہ کرام (جو وفات نبوی کے چشم دید گواہ تھے) ان کا اعتبار قوی ہے یا آج کے ڈھکوسلہ بازوں کا، تفصیل مزید فقیر کے رسالہ ۱۲ ربیع الاول ولادت یا وفات میں دیکھئے۔

سوال نمبر ۱۲

مخالفین کہتے ہیں کہ عید صرف دو ہیں تیسری عید کوئی نہیں؟

جواب:...... میلاد النبی ﷺ کو عید سے تعبیر کرنے کا ثبوت اس شخص کے لئے ضروری ہے جو اصول شرع سے ناواقف ہے ورنہ مخالفین اہل علم ہو کر بغض نبوت کا ثبوت دے رہے ہیں کیونکہ اسلام کی ہزاروں اصطلاحات لغوی معانی میں مستعمل ہو رہی ہیں جن پر انہوں نے کبھی اعتراض نہیں کیا لیکن جونہی ہم نے نبی اکرم ﷺ کے میلاد مبارک کو عید سے تعبیر کیا تو ہم پر گمراہی کا فتویٰ جڑ دیا حالانکہ قرآن مجید واحادیث مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا
(سورۃ مائدہ)

''اے اللہ ہمارے پروردگار ہم پر نازل فرما آسمان سے ایک خوان تاکہ وہ (خوان اترنے کا دن) ہمارے اگلے اور پچھلوں کے لئے عید ہو''

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان اترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے اسی واسطے عیسائی آج تک اتوار کے دن چھٹی کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اس دن خوان اترا تھا۔

غور فرمائیے جس دن دستر خوان اترے وہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو اور جس دن اللہ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت حضور سید عالم ﷺ تشریف لائیں وہ دن مسلمانوں کے لئے عید نہیں؟ ہے

اور یقینا ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین آپ کی کتاب قرآن میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے کہا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الآيه فرمایا میں اس دن اور اس مقام کو جس میں یہ نازل ہوئی تھی جانتا ہوں وہ مقام عرفات اور وہ دن جمعہ تھا اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ ہمارے لئے بھی وہ دن عید ہے۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے فرمایا جس روز یہ نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

(ترمذی، خازن)

ان دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید قرار دیتے اور اس کے جواب میں دونوں جلیل القدر صحابی یہ نہیں فرماتے کہ ہم مسلمان جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو، یا جس دن اللہ کی طرف سے کوئی نعمت اترے اس دن کو عید کہنا یا منانا بدعت جانتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں تھیں۔

معلوم ہوا کہ کسی نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن کو عید کا دن کہنا یا منانا کتاب وسنت سے

ثابت ہے۔ حضور اکرم (ترمذی، خازن) کی تشریف آوری کا دن بلاشبہ یوم عید ہے۔

قرآن کریم، احادیث مبارکہ آئمہ عظام اور علماء کرام کے ارشادات سے ثابت ہے کہ میلاد النبی ﷺ کو عید کہنا جائز ہے اس موضوع پر فقیر کی ایک ضخیم تصنیف مطبوعہ ''میلاد النبی عید کیوں؟'' ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال نمبر ۱۳

کیا جشن منانا جائز ہے اور جشن کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب اوپر آچکا ہے۔ ؟

سوال نمبر ۱۴

کیا مخالفین نے بھی کوئی جشن منایا ہے؟

جواب:...... ہاں میلاد شریف کی خوشی ہمارے لئے جشن سے بڑھ کر ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ مخالفین کے جشن کا حال ملاحظہ ہو:

صد (۱۰۰) سالہ جشن دیوبند

۱۲،۲۲،۲۳ مارچ 1980ء جمعہ، ہفتہ، اتوار کو ہندوستان میں صد سالہ جشن دیوبند منایا گیا، جس میں دوسرے ملکوں کے علاوہ پاکستان سے ۸۵۹ علماء کرام شامل ہوئے جن میں مفتی محمود اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم عبید الرحمٰن، مولوی عبید اللہ انور، مولوی غلام اللہ خان کی قیادت میں شامل ہوئے۔ (ایک خبر) پاکستان سے ۴ ہزار سے زائد آدمی شریک ہوئے۔ روزنامہ امروز، جنگ، نوائے وقت اور رسالہ روئیداد صد سالہ جشن دیوبند، ناشر مکتبہ ۱۲۱/۷ گلشن کالونی شادباغ لاہور۔

افتتاح خطاب:

دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کا افتتاح کرتے ہوئے ہندوستان کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے خطاب کیا، ان سے پہلے قاری عبدالباسط نے تلاوت کی، تصویری جھلکیاں اور خطاب روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۳ مارچ 1980ء روزنامہ مشرق، نوائے وقت لاہور ۲۲، ۲۳ مارچ 1980ء روئیداد جشن دیوبند ص ۱۹ روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل 1980ء تصویر میں علماء کے جھرمٹ میں ایک ننگے منہ اور ننگے سر اور برہنہ بازو عورت کو تقریر کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، نیچے لکھا ہوا ہے کہ اندرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر خطاب کر رہی ہیں۔

فائدہ: اندرا گاندھی کے علاوہ جشن دیوبند میں مسٹر راج نرائن، جگ جیون رام مسٹر بہو

گنا نے بھی شرکت کی۔

(روزنامہ جنگ ۱۱ اپریل 1980ء رسالہ روئیداد دیوبند ص ۵۰)

فائدہ: ...... رسالہ روئیداد دیوبند ص ۵۰ بھارت نے خصوصی ٹکٹ اور لفافے جاری کیے جن پر مدرسہ دیوبند کی تصویر تھی۔

فائدہ: ...... ارکان وفد نے بتایا کہ مسز اندرا گاندھی جب اسٹیج پر آئیں تو مفتی محمود اور دیگر افراد نے ان سے ملاقات کی اور ان سے دہلی جانے اور ویزا جاری کرنے کو کہا، اس پر مسز اندرا گاندھی نے ہدایات جاری کی کہ جو چاہے اسے ویزا جاری کر دیا جائے بھارتی حکومت نے دیوبند میں ویزا آفس کھول دیا۔ (نوائے وقت ۲۶/۳/۸۰)

فائدہ: ...... کئی دیوبندی علماء کو ہندو اصرار کر کے اپنے اپنے گھر لے گئے جہاں وہ چار دن ٹھہرے رہے۔

فائدہ: ...... جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی۔ پنڈال پر ۱۰ لاکھ سے زائد رقم خرچ ہوئی، کیمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زائد رقم خرچ ہوئی بجلی کے انتظامات پر تین لاکھ روپے سے بھی زیادہ خرچ ہوا۔

(روزنامہ جنگ ۱۲ اپریل 1980ء روزنامہ امروز ۹ اپریل 1980ء)

سوال نمبر ۱۵

دو عیدوں کے علاوہ مخالفین سے تیسری عید کا ثبوت ہے؟

جواب: ...... یہ لوگ کام وہی کر جاتے ہیں جو ہم کرتے ہیں لیکن مانتے نہیں یہی حال

عید منوانے کا ہے کہ ہی عید میلاد النبی ﷺ کو تیسری عید کا نام دے کر دل کی بھڑاس
نکالتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شرعی وہی دو عیدیں سہی لیکن ہمارے نزدیک یہ عید
شرعی اصطلاحات کے معنی میں نہیں عرفی معنی ہیں مثلاً کوئی دوست عرصہ کے بعد ملے تو
کہتے ہیں آج عید ہوگئی پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ
قرآن مجید میں ایسی خوشی کا نام عید رکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال سنئے
حضرت انس بن مالک سے مروی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اک دن اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ تلاوت
کی تو ایک یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے
اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی
ہماری دو عیدیں تھیں یوم جمعہ اور یوم عرفہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱، طبرانی شریف میں یہ
حضرت عمر سے منقول ہے۔

فرمان سرکار ہے الجمعۃ عید المسلمین کے لئے عید کا دن ہے جو کہ آدم
علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے۔ عید جمعہ تو عند اللہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے
بھی زیادہ بڑا دن ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۲)

فائدہ:..... یوم عید الاضحیٰ، عید الفطر، یوم عرفہ اور یوم جمعہ سے بھی زیادہ دن ہے جس
دن ہمارے آقائے دو عالم ہزاروں رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ دنیا میں تشریف
لائے اگر یوم جمعہ عظمت والا اور عید کا دن کہا گیا ہے تو وہ پیدائش آدم علیہ السلام کا دن
ہے۔ ہمارے حضور ﷺ تو آدم علیہ السلام کے بھی سردار اور نبی ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الٰہی ہم پر آسمان سے پکا پکایا
کھانا اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کے لئے۔

فائدہ:..... جب من وسلویٰ یا مائدہ نازل ہوا جو کہ ایک نعمت ہے تو وہ دن روز عید
کہلاتا ہے تو جن کے صدقے دنیا کی تمام نعمتیں ملیں بلکہ ان کا وجود نعمت عظمیٰ ہے، تو
جس دن وہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے وہ کیوں عید نہ ہو، بہر حال جمعہ کا دن
عید ہے عرفہ کا دن عید ہے مخالفین اس پر عمل کرتے ہیں انہیں عید بھی مانتے ہیں لیکن ضد
ہے تو عید میلاد النبی ﷺ سے، فقیر کا رسالہ ''میلاد النبی عید کیوں؟'' میں درجنوں
مثالیں قائم کی ہیں جنہیں مخالفین عید مانتے ہیں اور اس سے مراد شرعی عید نہیں عرفی عید
کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶

کیا تاریخ کا تعین کر کے میلاد منایا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۱۷

کیا کسی دن کا تعین کر کے میلاد منایا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۱۸

کیا کسی وقت کا تعین کر کے میلاد کر سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۱۹

اس قسم کی تعین کا ثبوت مخالفین سے بھی ہے؟

جواب:۱۹/۱۸/۱۷/۱۶

کسی زمانہ میں یہ سوال عروج پر تھا اب اس سوال سے مخالفین خاموش ہیں اس سوال کے جواب میں فقیر کا رسالہ "نعم التعین فی جواز التعین" ہے کسی کار خیر کے لئے یونہی میلاد شریف کے لئے وقت اور دن وتاریخ مقرر کرنا مسنون اس کو نا جائز کہنا انتہا درجہ کی جہالت و بے دینی ہے، رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا **وذکرھم بایام اللہ** یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں جیسے غرق فرعون، من وسلویٰ کا نزول وغیرہ (خزائن عرفان) معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔
مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صوم التطوع فصل اول میں ہے:

سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی

حضور علیہ السلام سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔ ثابت ہوا کہ دوشنبہ کا روزہ اس لئے سنت ہے کہ یہ دن حضور علیہ السلام کی ولادت کا ہے اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں یادگار منانا سنت ہے اس لئے دن مقرر کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور

نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ وخیرات تقسیم شیرینی وغیرہ، مشکوٰۃ شریف یہ ہی باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فنحن احق و اولی بموسی منکم

ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں فصامہ و امر بصیامہ خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے اسی مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑ نہیں بلکہ زیادتی فرما کر مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے نیز اللہ تعالیٰ کی عبادت جس وقت کی جائے روا ہے لیکن وجہ نہ نمازوں کی رکعتیں مختلف کیوں ہیں فجر میں دو مغرب میں تین عصر وغیرہ میں چار وہاں جواب دیا ہے کہ یہ نمازیں گزشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے صبح کے وقت دو رکعت شکریہ ادا کیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل کا فدیہ دنبہ پایا لخت جگر کی جان بچی قربانی منظور ہوئی، چار رکعت شکریہ ادا کیں یہ ظہر ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار ہیں۔ حج تو ازاول تا آخر ہاجرہ واسماعیل وابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ

تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا مگر صفا و مروہ کے درمیان
چلنا پھرنا، منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے محض یادگار کے لئے۔
اور ان تمام عبادات میں تعین ہی تعین ہے۔

ماہ رمضان خصوصاً شب قدر اس لئے افضل ہوئے کہ ان میں قرآن کریم کا نزول ہے۔
رب تعالیٰ فرماتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

اور فرماتا ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ اور یہ رات تا قیامت اعلیٰ ہو گئے تو
صاحب قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے تا قیامت ربیع الاول اور اس کی بارہویں
تاریخ اعلیٰ و افضل ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم علیہ
السلام کی پیدائش، انہیں سجدہ، ان کا دنیا میں آنا، نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگنا، یونس
علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا، یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا،
موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا، پھر آئندہ قیامت کا آنا یہ سب جمعہ کے دن
ہے۔ لہٰذا جمعہ سید الایام ہو گیا۔

اسی طرح برعکس کا حال ہے کہ جن مقامات اور جن تاریخوں میں قوموں پر عذاب آیا
ان سے ڈرو منگل کے دن فصد نہ لو کہ یہ خون کا دن ہے۔ اسی دن ہابیل کا قتل ہوا اسی
دن حضرت حوا کو حیض شروع ہوا دیکھو ان دنوں میں یہ واقعات ایک بار ہو چکے ہیں مگر

ان واقعات کی وجہ سے دن میں عظمت یا حقارت ہمیشہ کے لئے ہو گئی۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کو خوشی یا عبادت کی یادگاریں منانا عبادت اور وہ بھی
تعین کر کے اگر کسی چیز کا مقرر کرنا ناجائز ہو جائے تو مدرسہ کی تاریخ امتحان مقرر کرنا
تعطیل کے ماہ شعبان کا عشرہ تا شوال عشرہ اولیٰ دورہ تفسیر و دورہ احادیث، حدیث کی
تاریخ امتحان مقرر، تعطیل کے لئے ماہ رمضان مقرر، دستار بندی کے لئے دورہ مقرر
مدرسین کی تنخواہ مقرر، کھانا اور سونے کے لئے وقت مقرر، جماعت کے لئے گھنٹہ اور
منٹ مقرر، نکاح و ولیمہ اور عقیقہ کے لئے تاریخیں مقرر، میلاد شریف کو شرک کرنے
کے شوق میں اپنے گھر کو تو آگ نہ لگاؤ یہ تاریخیں محض عادت کے طور پر مقرر کی جاتی
ہیں یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس تاریخ کے علاوہ اور تاریخ میں محض میلاد جائز ہی نہیں،
یوپی میں ہر مصیبت کے وقت کسی کے انتقال کے بعد میلاد شریف کرتے ہیں،
کاٹھیاواڑ میں خاص شادی کے دن میت کے تیجہ دسویں چالیسویں کے دن میلاد
شریف کرتے ہیں پھر ماہ ربیع الاول میں ہر جگہ پورے ماہ میلاد شریف ہوتے رہتے
ہیں۔ سوائے دیوبند کے ہر جگہ دستور ہے بلکہ سنا گیا ہے کہ وہاں بھی عام باشندے
میلاد شریف برابر کرتے ہیں۔

انتباہ:

خیال رہے کہ دن یا جگہ مقرر کرنا چند وجہ سے منع ہے ایک یہ کہ وہ دن یا جگہ
کسی بت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی، دیوالی کو اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکانے یا
مندر جا کر صدقہ کرے اسی لئے مشکوٰۃ شریف باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں

اونٹ ذبح کرنے کی نیت کی، تو فرمایا، کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا، عرض کیا نہیں، فرمایا جا اپنی نذر پوری کر، یا اس تعین میں کفار سے مشابہت ہو، یا اس تعین کو واجب جانے اس لئے مشکوٰۃ باب صوم النفل میں ہے کہ صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے یا اسے واجب جاننا منع ہے یا جمعہ کا دن ہے اسے روزے کا دن نہ بناؤ۔

مخالفین کے اعتراض سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس کوئی دلیل حرمت موجود نہیں یوں ہی ایک ضد پیدا ہوگئی ہے اس لئے محض قیاسات باطلہ سے حرام کہتے ہیں مگر یاد رہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سوال نمبر ۲۰

میلاد شریف میں کون سی عبادت کرنی چاہئے؟

جواب:......کوئی خاص عبادت منقول نہیں البتہ اس موقع پر حضور سرور عالم ﷺ کے معجزات وکمالات اور سیرت مبارکہ کے بیان کی محافل قائم کی جائیں بہتر ہے۔

سوال نمبر ۲۱

کیا بارہ ربیع الاول کو روزہ رکھنا چاہئے؟

جواب:......ہاں روزہ رکھنے میں حرج نہیں نفلی روزے ہر وقت رکھے جاسکتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۲

میلاد شریف کے بابرکت رات و دن میں نوافل پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:......جتنا چاہیں نوافل پڑھیں وہ اوقات علماء کرام سے سمجھ لیں۔

سوال نمبر ۲۳

میلاد شریف کی کوئی خاص عبادت ہے؟

جواب:......میلاد شریف میں کوئی خاص عبادت شرعاً مقرر نہیں۔

سوال نمبر ۲۴

میلاد شریف میں نفلی عبادت بدعت تو نہیں؟

جواب:......ہمارے نزدیک کوئی عبادت نفلی بدعت نہیں اصل اباحت ہے اسی لئے اسی قاعدہ پر آپ بے شک نوافل پڑھیں۔

سوال نمبر ۲۵

کیا حضور ﷺ نے اپنا میلاد منایا؟

جواب:......جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ میلاد شریف حضور سرور عالم ﷺ کے اوصاف جمیلہ اور سیرت مبارکہ اور معجزات وکمالات بیان کرنے کا نام ہے تو اس طرح حضور نبی پاک ﷺ نے بھی اپنا میلاد شریف منایا ہے۔ آپ ﷺ نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف

بیان فرمائے جس سے معلوم ہوا کہ میلاد شریف پڑھنا سنت رسول ﷺ بھی ہے
۔ چنانچہ مشکوۃ جلد دوم باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں حضرت عباس رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا شاید
حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں:

فقال النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا

پس منبر پر قیام فرما ہو کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ آپ رسول
اللہ ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو
ہم کو بہترین مخلوق میں سے کیا پھر ان کے دو حصے کیے عرب وعجم، ہم کو ان کے بہتر
یعنی قریش میں سے کیا۔

پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو ان میں سب سے بہتر خاندان
یعنی بنی ہاشم میں سے کیا۔ اسی مشکوۃ اسی فصل میں ہے کہ ہم خاتم النبیین ہیں اور
ہم حضرت ابراہیم کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا
خواب ہیں جو کہ انہوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور
چمکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں ان میں حضور ﷺ نے اپنا نسب
نامہ اپنے نعت شریف، اپنی ولادت پاک کا واقعہ بیان فرمایا۔

میلاد شریف میں آجکل یہی ہوتا ہے ایسی صدہا احادیث پیش کی جاسکتی
ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ بہت سے امور خود سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم اور بعد کے زمانوں میں ہوتے رہے اس طرح سے پھر نام بدلتے
رہے نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔

(تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "میلاد شریف کی شرعی حیثیت")

سوال نمبر ۲۶

کیا حضور ﷺ کے سامنے کسی نے ذکر میلاد کیا؟

جواب:...... حضور پاک ﷺ نے خود منبر بچھا کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے
اپنی نعت سنی (بخاری) اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قصیدہ اس بارہ میں بہت
مشہور ہے اس قصیدہ عباسیہ کی فقیر نے شرح لکھی ہے۔

سوال نمبر ۲۷

کیا صحابہ کرام نے ذکر میلاد کیا؟

جواب:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے
تھے کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی نعت شریف سناؤ چنانچہ مشکوۃ باب فضائل سید
المرسلین ﷺ فصل اول میں ہے کہ مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعت سناؤ جو کہ
تورات شریف میں ہے انہوں نے پڑھ کر سنائی اسی میں ہے کہ حضرت کعب احبار
فرماتے ہیں کہ ہم حضور پاک ﷺ کی نعت یوں پاتے ہیں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ
کے رسول ہوں گے میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ کج خلق، نہ سخت طبیعت، ان کی
ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ان کی ہجرت طیبہ میں، ان کا ملک شام میں ہوگا،

ان کی امت خدا کی بہت حمد کرے گی کہ رنج وخوشی ہر حال میں خدا کی حمد کرے گی۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

سوال نمبر ۲۸

کیا ذکر میلاد کا ثبوت قرآن کریم میں ہے؟

جواب:...... حقیقت بین نگاہ سے سارا قرآن ہی قصیدہ رسول ﷺ ہے۔ علماء کرام نے اس کے اثبات میں مستقل تصانیف فرمائی۔ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معمولی سی جھلک شان حبیب الرحمٰن کے مقدمہ میں دکھائی ہے پھر چند آیات میں مختصر اور جامع بیان قلمبند فرمایا ہے چند آیات ملاحظہ ہوں:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور حضور کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے لہٰذا محفل میلاد کرنا اس آیت پر عمل ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو اور حضور علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے آج کسی کا فرزند پیدا ہو تو ہر سال تاریخ

پیدائش پر سالگرہ کا جشن کرتا ہے کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اسی تاریخ پر جشن و جلوس مناتا ہے تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟ خود قرآن کریم نے حضور علیہ السلام کا میلاد جگہ جگہ ارشاد فرمایا۔ فرماتا ہے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الایۃ

اے مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے۔ اس میں تو ولادت کا ذکر ہوا۔ پھر فرمایا:

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

حضور نبی پاک ﷺ کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے ہیں۔

۳...... اہل علم نے سورہ یونس کی آیات مبارکہ ذیل سے حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار خوشی کا استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

(یونس پ۱۱ آیت ۵۷،۵۸)

”اے لوگو! تحقیق آئی ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت، اور جو کچھ سینوں میں ہے اس کے لئے شفاء اور ہدایت اور رحمت مومنین کے لئے

اے نبی آگاہ کردو کہ تم اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پہ خوشی کا اظہار کیا کرو۔
کیونکہ اس کا فضل ہر اس شئے سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو"

فائدہ:......ان آیات نے واضح طور پہ یہ اصول دے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فضل اور رحمت کے حصول پر فرحت وخوشی کے اظہار کا حکم ہے۔ مثلاً قرآن و اسلام بلکہ ہر خیر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس پر جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔ چونکہ حضور پاک ﷺ کی ذات تمام مخلوق پر سب سے بڑی مہربانی، فضل بلکہ فضل و رحمت کا واسطہ اور سر چشمہ ہے اس لئے آپ کی آمد پر ان تمام سے بڑھ کر مومن کو خوشیاں منانی چاہئیں اور محفل میلاد اجتماعی طور پر اسی خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے۔ مخالفین محفل میلاد اس استدلال کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں یہاں فضل اللہ اور رحمت اللہ سے مراد فقط اسلام اور قرآن ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مراد لینا درست نہیں۔ شیخ اسمٰعیل بن محمد انصاری نے اس استدلال کا رد ان الفاظ میں کیا ہے:

اما الاستدلال بقول الله تعالیٰ قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا على مشروعيه الاحتفال بالمولد النبوى فمن قبيل حمل كلام الله تعالیٰ على مالم يحمله السلف الصالح والدعاء الى العمل به على غير الوجه الذى مضوا عليه فى العمل به فهو امر لا يليق

(القول الفصل فی حکم الاحتفال)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

سے محفل میلاد پر استدلال اللہ تعالیٰ کے کلام کو ایسے معنی پر محمول کرنا ہے جس پر اسلاف نے محمول نہیں کیا اور ایسے عمل کی طرف دعوت ہے جس کے خلاف عمل رہا اور یہ چیز ہرگز مناسب نہیں اس پر دلیل کے طور پر امام شاطبی، ابن عبدالہادی اور شیخ محمد بن موصلی کے اقوال سے استدلال کیا کہ اسلاف سے جو آیت کا معنی منقول ہو وہی معتبر ہوگا اس کے علاوہ گنجائش نہیں اسلاف سے منقول کونسا معنی ہے اس بارے میں شیخ ابن قیم کے حوالے سے لکھا:

و قد دارت اقوال السلف على ان فضل الله ورحمة (فى هذه الاية) الاسلام والسنة

(القول الفصل)

اسلاف کے اقوال اسی کے اندر دائرہ ہیں کہ اس آیت میں فضل اللہ اور رحمت سے مراد اسلام اور سنت ہے۔

سوال نمبر ۲۹

ذکر میلاد کا ثبوت حدیث میں ہے؟

جواب:......گزشتہ اوراق میں حضور پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے میلاد شریف کا احادیث سے ثبوت تو ہے۔

سوال نمبر ۳۰

حضور علیہ السلام کے دادا نے کیا خوشی منائی میلاد پر؟

جواب:...... روایت ہے حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا فرماتے ہیں کہ اسوقت میں کعبہ شریف میں تھا یک بارگی دیکھا تھا کعبۃ اللہ اپنی جگہ سے ہلا اور خوشی میں جھوما پھر چار دیواری کے ساتھ جھکا اور مقام ابراہیم علیہ السلام میں سجدہ کیا اور اپنی جگہ دیواریں کھڑی ہوگئیں اور دیواروں سے دفعتۃ یہ آواز تکبیر بلند ہوئی اللہ کے مقبول محمد مصطفی ﷺ پیدا ہوئے جس نے ان کی زیارت کی اس کے لئے سعادت ہے اور اپنی مراد کو پہنچا پھر حضرت عبدالمطلب نے کوہ صفا کی طرف نگاہ کی تو وہ بھی کبھی بلند کبھی پست مارے خوشی کے ہوتا تھا اور کوہ مروہ کی طرف دیکھا تو وہ بھی جوش مسرت سے اسی طرح مضطرب تھا اب یہ غیب کی آواز سن کر اور یہ کیفیات عجیب وغریب دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ ایک آدمی گھر سے بلانے آیا اور کہا اے مکہ کے سردار! بشارت ہو تم کو تمہارے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے کہ جس کے نور سے تمام مکان روشن ہو گیا اور خوشبو سے بس گیا اور مکہ کی گلی گلی چمک گئی اور مہک گئی یہ سن کر حضرت عبدالمطلب مکان کی طرف خوشی خوشی تشریف لائے اور حضرت آمنہ سے پوچھا کہ اس واقعہ سے حیران ہوں۔ خیال کیا کہ شاید خواب دیکھتا ہوں لیکن نیند کا اثر آنکھوں میں بالکل نہیں اس لئے اس طرف آیا ہوں کہ یہ بات سچ ہے یا میرا خواب وخیال ہے حضرت آمنہ نے فرمایا سب سچ ہے اور جو عجائبات نظر سے گزرے تھے وہ

سب بیان کئے تو حضرت عبدالمطلب نے بکمال شوق دیکھنا چاہا، حضرت آمنہ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے محافظان غیب سے تاکید ہے کہ جب تک تمام فرشتے ان کی زیارت سے مشرف نہ ہولیں اس وقت تک اور کسی کو اجازت نہ ہوگی یہ سن کر حضرت عبدالمطلب ناخوش ہونے لگے ناچار حضرت آمنہ نے اس طرف اشارہ کیا جہاں آپ جلوہ فرما تھے، عبدالمطلب نے اس طرف قدم بڑھایا فوراً ایک شخص غیب سے تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور سخت آواز سے دھمکایا کہ عبدالمطلب ڈر کر کانپنے لگے اور الٹے ہٹ آئے ہر چند یہ ماجرا قریش سے بیان کرنا چاہا لیکن زبان نے کام نہ دیا مجبوراً چپ رہے۔

(میلاد اکبر)

سوال نمبر ۳۱

اور کسی رشتہ دار نے ولادت باسعادت کی خوشی منائی؟

جواب:......روایت ہے کہ آپ کی پھوپھی بی بی صفیہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں حاضر تھی اس وقت تمام مکان روشن ہو گیا اور اس کی روشنی میں میں نے چھ چیزیں عجیب وغریب دیکھیں ایک تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور یارب امتی فرمایا دوسرے آپ کا نور چراغ پر غالب تھا تیسرے میں نے چاہا کہ آپ کو نہلاؤں تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو تکلیف نہ کر ہم نے اپنے حبیب کو دنیا میں پاک وصاف بھیجا ہے چوتھے آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا

ہوئے پانچویں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت مثل آفتاب کے چمکتی تھی جس پر بخط نور تحریر تھا:

لا اله الا الله محمد رسول الله

چھٹے آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی فرمایا تھا:

اشهد ان لا اله الا الله محمد الرسول الله

(میلاد گوہر)

سوال نمبر ۳۲

کیا جنگل کے جانوروں نے میلاد کی خوشیاں منائیں؟

جواب:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو قریش کے چوپایوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ قسم ہے کعبہ کے رب کی کہ آج کی رات دنیا کا سردار اور زمانہ کا چراغ اپنی ماں کے پیٹ میں آ گیا اور اس رات کی صبح کو جتنے دنیا کے بادشاہوں کے تخت تھے سب اوندھے گر گئے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اس رات کی صبح تمام دنیا کے بت سرنگوں ہو گئے۔

(سیرت حلبیہ جلد ا ص ۵۵)

۲......اس دن روئے زمین کے بادشاہ گونگے ہوئے اور بات نہ کر سکے اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی اسی طرح دریائی حیوانات

نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ ابوالقاسم کا زمین پر ظہور قریب ہو گیا ہے۔

(حجۃ اللہ از علامہ نبہانی ص ۲۲۳)

سوال نمبر ۳۳

بیت اللہ شریف نے بھی میلاد منایا؟

جواب:...... بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان واردات میں تھیں کہ خواجہ عبدالمطلب تشریف لائے اور کہا کہ میں اس وقت کعبہ میں تھا کہ یکا یک کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کر کے کہا محمد ﷺ کا خدا بہت بڑا ہے جس نے مجھے بتوں کی پلیدی سے پاک کیا پھر میں نے دیکھا کہ ہبل بت جو سب سے بڑا تھا سر کے بل گرا اور ندا آئی کہ آمنہ کا بیٹا پیدا ہوا اور رحمت الٰہی اس پر نازل ہوئی اے آمنہ! میں ان باتوں سے حیران ہوا کہ شاید خواب ہو گا مگر ہاتھ آنکھوں پر ملا تو نیند کا اثر نہ پایا، جب تیرے گھر کی طرف متوجہ ہوا تو باب بنی شیبہ سے بطحاء کی طرف باہر آیا کوہ صفا کو اوپر اور نیچے ہوتے ہوئے دیکھا اور کوہ مروہ کو اضطراب تھا اور ادھر ادھر سے آواز آتی تھی اے قریش کے سردار! ڈرتے اور کانپتے کیوں ہو؟ لیکن میں گویائی کی قدرت نہ رکھتا تھا جب میں نے تیرے گھر کی طرف توجہ کی تا کہ فرزند ارجمند کو دیکھوں تو دہلیز پر ایک سفید پرندہ دیکھا جس نے اپنے بازو کو تیرے گھر پر بچھایا ہوا تھا اور مکہ معظمہ کے پہاڑ اس کے نور سے جلوہ گر تھے اور ایک سفید بادل نے تیرے گھر میں آنے سے مجھے روکا تھوڑی دیر ٹھہر گیا کستوری کی خوشبو کی وجہ

سے دماغ معطر ہو گیا جرات کر کے تیرے پاس پہنچا اب بتا وہ نور مقدس تیری
پیشانی سے کہاں گیا بی بی نے کہا فرزند متولد ہوا اور سب مشاہدات سنائے خواجہ
عبدالمطلب نے کہا کہ وہ فرزند مجھے دکھائے بی بی نے کہا تم نہیں دیکھ سکو گے مگر
بتلا دیتی ہوں کہ وہ فلاں مکان میں تشریف فرما ہیں، جب خواجہ عبدالمطلب اس
مکان کی طرف چلے تو دیکھا یک ایک باعظمت شخص نے تلوار بے نیام کیے ہوئے
سامنے آ کر کہا ٹھہر جا کہ جب تک فرشتے اس کی زیارت سے فارغ نہیں ہوں
گے کسی کو زیارت کی اجازت نہیں ہوگی۔ خواجہ عبدالمطلب واپس ہوئے تا کہ
قریش کو خبر دیں مگر سات دن تک اس بارے میں بات نہ کر سکے۔

(معارج النبوت جلد۲ ص ۵۵)

سوال نمبر ۳۵

کیا تابعین تبع تابعین نے میلاد منایا؟

سوال نمبر ۳۶: کیا اولیاء کرام نے میلاد منایا؟

سوال نمبر ۳۷: کیا مفسرین نے میلاد منایا؟

سوال نمبر ۳۸: کیا محدثین نے میلاد منایا؟

سوال نمبر ۳۹: کیا علمائے حق اہل سنت و جماعت نے بھی میلاد منایا؟

جوابات سوال ۳۵ تا ۳۹:

تابعین، تبع تابعین یونہی آئمہ مجتہدین اور جملہ فقہا و محدثین رحمہم اللہ
تعالیٰ سب میلاد کرتے تھے صرف طریقہ کار کا فرق تھا جیسے آجکل درس و
تدریس اور تعلیم و تعلم کا طریقہ کار ہے کہ یہ بھی ادوار سابقہ میں سے جاری ہے
لیکن ان کا طریقہ کار اور تھا ہمارا اور لیکن دونوں کی حقیقت ایک یونہی میلاد
شریف کو سمجھئے۔

﴿۱﴾......علامہ سخاوی فرماتے ہیں:

لازال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد.

ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں میلاد شریف کرتے
ہیں۔

(سیرت حلبیہ ص ۸۰)

علامہ علی بن برہان الدین حلبی سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں:

وقد استخرج له الحافظ بن حجر اصلاً من السنته و كذا الحافظ السيوطی وردا علی الفاكهانی المالكی فی قول ان عمل المولد بدعة مذمومة. (انتهى)

بے شک عمل مولد کے لئے ابن حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اور اسی طرح
حافظ سیوطی نے بھی ان دونوں نے فاکہانی مالکی پر اس کے اس قول میں سخت رد

فرمایا ہے کہ (معاذ اللہ) عمل مولد بدعت مذمومہ ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۸۰)

ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی الله علیه وآله وسلم.

(ما ثبت بالسنۃ ص ۷۹)

اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے زمانہ میں۔

علامہ احمد عابدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اهل مکه یذهبون الیه فی کل عام لیلة المولد و یحتفلون بذالك اعظم من احتفالهم مالا عیاد

اہل مکہ ہر سال میلاد شریف کی رات حضور پاک ﷺ کے مولد شریف (جائے ولادت) میں حاضر ہو گئے ہیں اور عیدوں سے بھی بڑھ کر محفل قائم کرتے ہیں۔

(جواہر البحار ص ۱۱۲۲)

﴿۳﴾...... حضرت شیخ زین العابدین علیہ الرحمۃ ہر جمعہ کی شب کو چند من چاول پکا کر بارگاہ رسالت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے لطف یہ کہ چاول کے ہر دانے پر تین مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھا ہوتا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایام مولد میں ہر روز ایک ہزار تنکہ (ایک بڑا پیمانہ) زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ بارہ

ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار تنکہ چاول پکاتے تھے۔

(اخبار الاخیار شریف)

نوٹ:...... فقیر نے اس کے متعلق قرن اولیٰ سے لے کر تا حال سوائے نجدیوں وہابیوں کے تفصیل وار ہر صدی کے علماء و مشائخ کی عبارات ''میلاد شریف کی شرعی حیثیت'' میں عرض کر دیا ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

سوال نمبر ۴۰

میلاد شریف کے وقت کیسے کیسے عجائبات ہوئے ہیں؟

جواب:...... ان عجائبات کے ظہور کا کیا کہنا ان گنت عجائبات ظاہر ہوئے تبرکا چند ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾...... جب سید عالم نور مجسم ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا سیدہ آمنہ فرماتی ہیں:

فوضعت محمد او نظرت الیه فاذا هو ساجد قد رفع اصبعیه الی السماء کالمتضرع المبتهل

(زرقانی ص ۱۱۲ جلد ۱)

جب حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف یوں اٹھائی ہوئی ہیں جیسے کوئی عجز و نیاز اور زاری سے دعا کر رہا ہو سجدے سے سر انور اٹھایا تو

صحیح و بلیغ زبان میں فرمایا:

لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ

(شواہد النبوۃ ص ۳۶)

﴿۳﴾...... سہیلی روایت کرتے ہیں کہ ولادت کے وقت سب سے پہلا کلام آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے نکالا وہ...... **جلال ربی الرفیع** ...... تھا۔

(سیرۃ نبوی ص ۳۸ جلد ۱)

اور یہ روایت بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر کبیر ا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا

(سیرۃ نبوی ص ۳۸ جلد ۱)

﴿۴﴾...... اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی کے والد ماجد تحریر فرماتے ہیں:......

"بعض روایات میں ہے جناب الٰہی میں عرض کیا:

یا رب ھب لی امتی

خدایا میری امت مجھے بخش دے خطاب ہوا:

وکفبتک امتک با علی ہمتک

میں نے تیری امت بسبب تیری بلند ہمت کے تجھے بخشی، پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا:

اشھد وایا ملائکتی ان حبیبی لا ینسی امتہ عند الولادۃ فکیف

ینسا ھا یوم القیامۃ

اے فرشتو گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو وقت ولادت کے نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔

(سرور القلوب ص ۱۳ و تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۲۰۳)

﴿۵﴾...... حضرت عبد المطلب کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اچانک کعبہ نے مقام ابراہیم پر سجدہ کیا، عرض کی مولا تیرا لاکھ شکر ہے وہ رسول پیدا ہو گئے جن کے صدقے مجھے آباد ہونا ہے اور بتوں سے پاک ہونا ہے۔

جس کے سجدہ کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
تیری آمد تھی کہ بیت اللہ سجدہ میں گرا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

اس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

سوال نمبر ۴۱:

حضور علیہ السلام کے میلاد کا کس کس کو انتظار تھا؟

جواب:...... چونکہ حضور سرور عالم ﷺ کا ذکر خیر اور چرچا ہر دور میں رہا اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ چرچا محمد ﷺ کا میں لکھی ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کی آمد کا انتظار ہر ذی شعور کو تھا۔

مدارج النبوۃ وغیرہ میں فرمایا کہ سارے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبریں دیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان تو قرآن میں بھی نقل فرمایا:

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام پاک احمد ہے۔ سبحان اللہ بچوں کے نام پیدائش کے ساتویں روز ماں باپ رکھتے ہیں مگر ولادت پاک سے 570 سال پہلے مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کا نام احمد ہے ہوگا نہ فرمایا معلوم ہوا کہ ان کا نام پاک رب تعالیٰ نے کب رکھا؟ یہ تو بس رکھنے والا جانے یا جس کا نام رکھا گیا انجیل برنباس شریف کے سولہویں باب میں ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے فصیح و بلیغ وعظ فرمایا کہ لوگوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں دلوں میں امید وخوف کے دریا موجیں مارنے لگے ایک عورت خوشی میں کھڑی ہو کر بولی کہ مبارک ہے وہ ماں جس کے پستان اے مسیح تو نے چوسے مبارک ہے وہ گود جس میں اے روح اللہ تم کھیلے آپ نے فرمایا کہ بے شک واقعی میری ماں بھی مبارک ہے مگر میری ماں سے بڑھ کر ایک ماں دنیا میں آنے والی ہے جس کی گود میں نبیوں کا سردار رسولوں کا تاجدار اللہ کا آخری پیغمبر کھیلے گا۔

کسی نے پوچھا اس کا نام اور کام کیا ہوگا؟ اس پر حضرت مسیح روح اللہ

نے حضور علیہ السلام کے اوصاف بیان کیے حتیٰ کہ فرمایا ان کا نام محمد اور احمد ہوگا اس پر سارے مجمع میں شور مچ گیا اے محمد تو آجا ہمیں اپنا جمال دکھا جا۔

نوٹ:......اس قسم کے واقعات کو جمع کر کے فقیر نے ایک کتاب لکھی ''آدم تا ایندم''

حضرت وہب حضور پاک ﷺ کے نانا جان فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا حضرت عبداللہ کو آسمان سے نوری فرشتوں نے آکر ان یہودیوں سے بچایا جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی شادی ہوئی تو وہ نور پاک جناب کی جھولی میں آیا تو آپ خود فرماتی ہیں مجھے ہر ماہ کسی نہ کسی پیغمبر کی زیارت ہوتی اور وہ فرماتے آمنہ تجھے مبارک ہو تم امام المرسلین کی ماں بننے والی ہو، کائنات کی ہر چیز نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی فاطمہ نامی ایک عورت نے سابقہ کتب سے سن لیا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عبداللہ والد ہوں گے اس نے کئی بار عرض کی اے عبداللہ مجھ سے شادی کر لو، آپ نے فرمایا اپنی مرضی نہیں کرتا بلکہ والدین کی رضا چاہتا ہوں، جب حضرت آمنہ سے آپ کی شادی ہوگئی، زفاف شریف کے بعد آپ کا اس عورت کے پاس سے گزر ہوا وہ بولی آپ نے شادی کس سے کی فرمایا آمنہ سے وہ بولی آپ اسے مبارک دینا کہ وہ آخر الزمان نبی کی والدہ بننے والی ہے میں بھی یہی خواہش رکھتی تھی جو کہ پوری نہ ہوئی مگر:

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اس کی تھی میں طالب اور اس کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے

سنا ہے وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

پہلے ماہ آدم علیہ السلام کی زیارت دوسرے مہینے شیث علیہ السلام کی تیسرے مہینے نوح علیہ السلام، چوتھے مہینے ادریس علیہ السلام پانچویں مہینے ہود علیہ السلام چھٹے مہینے ابراہیم علیہ السلام، ساتویں مہینے اسمٰعیل علیہ السلام، آٹھویں مہینے موسیٰ علیہ السلام، نویں مہینے عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی، اور ہر نبی نے آ کر کہا آمنہ تجھے مبارک ہو تیری گود میں خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین کائنات کی ہر چیز کا نبی آنے والا ہے بی بی پاک فرماتی ہیں مجھے نو ماہ کوئی کسی قسم کی تکلیف تک نہ ہوئی جو دوران حمل عورتوں کو ہوتی ہے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۷، خیر المونس جلد ۱ ص ۱۶۰)

حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی بارگاہ حضرت آمنہ میں عرض کی:

دی خبر آمنہ کو یہ جبریل نے تیرے گھر انبیاء کا امام آئے گا

سوال نمبر ۴۲

حضور پاک ﷺ کے میلاد سے سب سے زیادہ تکلیف کس کو ہوئی؟

جواب:......ابلیس کو، چنانچہ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۵۱ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے چمک گئی اور ابلیس بولا آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے اب ہمارا کام مشکل ہوگا۔ ولادت سعادت کے وقت ابلیس غمگین و پریشان آواز کے ساتھ رو

دیا اور جب ارادہ بد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونا چاہا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو ایک ایسی ٹھوکر لگائی وہ عدن میں جا گرا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۶۵)

سوال نمبر ۴۳

اور آج کس کو زیادہ تکلیف ہے میلاد شریف سے؟

جواب:......نجدی وہابی، دیوبندی اور ان کے ہمنوا فرقوں کو یہ مسئلہ تحریک وہابیت کی زد میں اسی لئے آ گیا کہ اس نے ترکوں کے خلاف انگریز کو دکھانا تھا کہ ان کا کامل مکمل باغی ہوں ورنہ اس سے قبل اس کا امام ابن تیمیہ و ابن کثیر وغیرہ منکر نہ تھے آج تک اسی رفتار میں ہے لیکن عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ہے کہ جتنا روکتے ہیں میلاد شریف کا چرچا زیادہ ہو رہا ہے۔

سوال نمبر ۴۴

ہم میلاد شریف میں کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرتے ہیں اس کا ثبوت کیا ہے؟

جواب:......میٹھی شے تقسیم کرنا اس لئے مرغوب ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

کان النبی ﷺ یحب حلوا

حضور نبی پاک ﷺ میٹھی شے سے محبت کرتے تھے اور دوسری حدیث میں ہے:

ان المومنین حلوا الحلواء

مومن میٹھا ہے میٹھے سے محبت کرتا ہے۔

سوال نمبر ۴۵

کیا حضور علیہ السلام نے ذکر میلاد کا حکم دیا ہے؟

جواب:...... حضور نبی کریم اللہ ﷺ اپنے کمالات سن کر خوش ہوتے اور سنانے والے کو انعامات سے نوازتے۔ فقیر نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے ''نعت خوانی پر انعام نبوی'' (مثلاً) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار و کفار کی مذمت منظور کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور نبی پاک ﷺ ان کے لئے مسجد میں منبر بچھوا دیتے تھے حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے اور حضور پاک ﷺ دعائیں دیتے تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس اے اللہ حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس سے امداد کر۔

(دیکھو مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب الشعر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مجلس مصطفی علیہ السلام میں منبر دیا گیا۔ ابو طالب نے نعت لکھی خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ کو فالج ہو گیا تھا کوئی علاج مفید نہ ہوتا تھا آخر کار قصیدہ بردہ شریف لکھا رات کو خواب میں حضور پاک ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر سنایا شفا بھی پائی اور انعام میں چادر مبارک بھی ملی، نعت شریف سے دین و دنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مولانا جامی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، غوث پاک رضی اللہ عنہ غرض کہ

سارے اولیاء و علماء نے نعتیں لکھی اور پڑھی ہیں ان حضرات کے قصائد نعتیہ مشہور ہیں۔

سوال نمبر ۴۶

کیا میلاد شریف کرنا شرک ہے؟

جواب:...... ایسا سوال کوئی جاہل کر سکتا ورنہ حاضر ہے کہ میلاد پیدائش کو کہتے ہیں اور شرک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کا نام ہے تو بقول اس کے کیا خدا تعالیٰ کی بھی ولادت ہوئی...... (معاذ اللہ)

سوال نمبر ۴۷

کیا میلاد شریف کرنا بدعت ہے؟

جواب:...... میلاد شریف کو بدعت کہنا نادانی ہے ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ اصل میلاد سنت الٰہیہ، سنت انبیاء، سنت ملائکہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سنت صحابہ کرام، سنت سلف صالحین اور عام مسلمانوں کا معمول ہے پھر بدعت کیسا؟ اور اگر بدعت ہو بھی تو ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بدعت واجب بھی ہوتی ہے اور مستحب بھی جائز بھی حرام بھی ہوتی ہے۔ اور مکروہ و حرام بھی، ہم بارہا کہہ چکے اور لکھ چکے، کہ یہ محفل بدعت حسنہ مستحبہ ہے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیونکر حرام ہو سکتا ہے؟ یہ بدعت کا فتویٰ ان کا بڑا پرانا ہے اب وہ تھک ہار چکے۔ علماء کرام نے بے شمار اس موضوع پر کتابیں لکھیں اور ثابت کر دکھایا کہ

جس قاعدہ سے وہ اہلسنت کے معمولات کو بدعت کہتے ہیں اس قاعدہ پر ہزاروں بدعات کے وہ خود مرتکب ہیں۔ فقیر نے اس کی مثالیں رسالہ ''بدعت ہی بدعت'' میں لکھ دی ہیں۔

سوال نمبر ۴۸

کیا میلاد شریف کرنا عیسائیوں کے طریقے کی نقل ہے؟

سوال نمبر ۴۹

کیا میلاد شریف کرنا ہندوؤں کے طریقے کی نقل ہے؟

جواب:...... یہ بھی مخالفین کی ایک شرارت ہے ورنہ غیر مسلموں سے ہر تشبیہ برا نہیں بلکہ بری باتوں میں یا ان چیزوں میں تشبیہ حرام ہے جسے اسلام نے ان کا قومی یا مذہبی نشان قرار دیا ہو (اور ہم بھی اسی طرح کریں) نیز تشبیہ اور اشتراک میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو ۱ھ تک ہمارے آقا پیغمبر اسلام اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشورہ کے دن ایک ہی روزہ رکھا اس روزے کو حرام نہ کہا دوم تھوڑے فرق سے تشبہ اٹھ جاتا ہے بظاہر اشتراک اگرچہ ہے تشبہ کے بہانے عبادت بند نہ کرو۔ نجدی مولوی اس کو غیر مسلموں کے تہوار سے تشبہ دیکر گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ کیا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ غیر مسلموں کی لمبی لمبی ناف رسیدہ داڑھیوں سے متاثر ہو کر تم نے بھی رکھ لی ہیں؟ وہ بھی سالانہ عید مناتے ہیں مسلمانوں نے بھی شروع کر دیئے۔

سوال نمبر ۵۰

کیا میلاد شریف دیوبندیو نے بھی منایا ہے؟

جواب:...... دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا میلاد و قیام مشہور ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں'' پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں جانتا مثلاً تمام کو لذا تھا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم رسول ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی ہیئت معین کرلی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کرلیا مثلاً ذکر سے بارہ ربیع الاول مقرر کرلی تو ہرگز کوئی منع نہیں

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

اور بوقت ضرورت دیوبندی ملوانے میلاد و جلوس وغیرہ میں شریک ہوتے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

﴿۱﴾...... اتحاد کے دنوں میں مفتی محمود اور مولوی محمد یوسف بنوری اور دوسرے اکابر علماء دیوبند نے میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں شرکت کی اس کے علاوہ

ڈیرہ اسماعیل خان میں مفتی محمود صاحب اور انکے معتقدین باقاعدگی سے جلوس نکالتے رہے ہیں۔

﴿۲﴾...... عام طور پر تمام دنیا کے مسلمان بارہ ربیع الاول کو آپ ﷺ کا یوم میلاد مناتے ہیں۔ میلاد النبی کے موقع پر اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور مسلمان کو آپ کی اتباع کے دینوی اور اخروی فوائد سے روشناس کیا جائے تو اس قسم کے جلسے خیر و برکت کا ذکر بن سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر جلوس میں یہ اہتمام کیا جائے کہ جلوس روک کر نماز ادا کر لی جائے تو جلوس نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔

(خدام الدین ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء زیر سرپرستی مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی)

﴿۳﴾ بروز ہفتہ بارہ ربیع الاول ٹھیک ۱۰ بجے رضا کار جلوس کے لئے تیار ہوگئے ایک بج کر پچاس منٹ پر چوک شہیداں تحریک ختم نبوت میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اپنے مبارک ہاتھوں سے پرچم کشائی کریں گے اس کے بعد تمام وابستگان احرار عید میلاد النبی کی تقریب سعید میں شمولیت کے لئے شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

(روزنامہ آزاد ۱۱ جنوری، ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء)

"وہ بھی، لکھا یہ بھی دیکھ میلاد شریف کے خلاف خرافات و بکواسات کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

براہین قاطعہ، مصنف، خلیل احمد دیوبندی مصدقہ رشید احمد گنگوہی میں لکھتا ہے

کہ:

"یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں" (براہین قاطعہ ص ۱۴۸) اسی کتاب میں محبان شان رسالت قائلین میلاد مبارک کا تمسخر اڑاتے ہوئے لکھتا ہے:

"مولودیوں کے عقیدہ میں نجات کو یہی عمل کافی مولد میں کہ دو آنہ کی ریوڑی پر جمع ہوتے ہیں کونسا اہتمام ہے"

(براہین قاطعہ ص ۱۷۶ تا ۱۸۱)

سوال نمبر ۵۱

کیا میلاد شریف وہابیوں نے بھی کیا ہے؟

جواب...... یہ بھی سوختی لوگ ہیں لیکن منہ پھٹ، البتہ حق کا اظہار ان سے بھی ہو جاتا ہے عربی مقولہ مشہور ہے الکذوب قد یصدق جھوٹا کبھی سچ بول جاتا ہے میلاد شریف میں مطل کتاب بھوپالی نے لکھی "الشمامۃ العنبریہ" اس میں میلاد شریف میں اثبات کیا اسے دوسری طرف یوں بھی لکھتے ہیں: الاعتصام، نام نہاد

جمعیت اہلحدیث کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام ۱۴ اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ میلاد النبی منانے والے ''شیطان کے بھائی اور خدا رسول کے دشمن ہیں اور اس دن دکانیں بند رکھنے والے دنیاوی نقصان کے ساتھ اخروی نقصان بھی کرتے ہیں۔ ملخصا، جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''میلاد النبی بدعت کبریٰ ہے اس کا شریعت حقہ میں کوئی اصل وثبوت نہیں اور شرعا اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی''

سوال نمبر ۵۲

میلاد شریف کی رات افضل ہے یا شب قدر؟

جواب:...... اس مسئلہ میں فقیر کا رسالہ ہے ''لیلۃ المولود افضل من لیلۃ القدر''

یہاں صرف ایک حوالہ حاضر ہے:

امام المحدثین علامہ احمد بن محمد القسطلانی شافعی المصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب میلاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب قدر سے بھی افضل ہے اس لئے کہ میلاد کی شب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر ﷺ کو عطاء کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی جو آپ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں۔ لہٰذا شب میلاد

شب قدر سے افضل ہوئی، دوسری وجہ افضل ہونے کی یہ ہے کہ لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور پاک ﷺ کے ظہور مبارک سے شرف یاب ہوئی۔ تیسری وجہ لیلۃ المیلاد کے افضل واکرم ہونے کے یہ ہے کہ شب قدر میں حضور اکرم ﷺ کی امت پر فضل واحسانات ہے اور شب میلاد میں تمام موجودات پر فضل واحسان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمۃ اللعالمین بنایا ہے تو آپ کی وجہ سے اللہ کی نعمتیں تمام مخلوق پر عام ہو گئیں پس شب میلاد بلحاظ نفع شب قدر سے زیادہ ہے لہٰذا شب میلاد افضل ہے۔ اے میلاد کے مبارک مہینے تو کس قدر افضل واشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے گویا وہ راتیں عقد زمانہ میں انوار کے موتی ہیں۔

(زرقانی علے المواہب ص ۳۵ جلد ۱)

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ' کے نزدیک مندرجہ ذیل فضائل وکمالات عطاء ہوئے:

۱...... خلق آدم، ۲...... معرفت شیث، ۳...... شجاعت نوح،
۴...... خلۃ ابراہیم، ۵...... لسان اسماعیل، ۶...... رضائے اسحاق،
۷...... فصاحۃ صالح ۸...... حکمت لوط، ۹...... بشریٰ یعقوب،
۱۰ شدۃ موسیٰ، ۱۱...... صبر ایوب، ۱۲...... اطاعت یونس،
۱۳...... جہاد یوشع، ۱۴...... صوت داؤد، ۱۵...... حب دانیال،

۱۶......وقار الیاس، ۱۷...... عصمت یحیٰ، ۱۸...... زہد عیسیٰ

(علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام)

سوال نمبر ۵۳

میلاد شریف کے مہینہ سے افضل کوئی اور مہینہ وقت ہے؟

سوال نمبر ۵۴

میلاد شریف کے وقت سے افضل کوئی اور وقت ہے؟

سوال نمبر ۵۵

میلاد شریف کی تاریخ سے افضل کوئی تاریخ ہے؟

جواب:......۵۳،۵۴،۵۵،

جب لیلۃ المیلاد، لیلۃ القدر سے افضل ہے تو رمضان شریف بطریق اولیٰ افضل ہے کیونکہ لیلۃ القدر تو ماہ رمضان کی تمام راتوں اور دنوں سے افضل ہے نہ یہ وقت عالم دنیا کے تمام اوقات سے افضل ہے جواب ۵۲ کی تقریر ان تمام سوالوں کے لئے کافی ہے۔

سوال نمبر ۵۶

میلاد شریف کا مطلب پیدائش کا ذکر ہے یا کچھ اور مطلب ہے؟

جواب:......اصل تو یہی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ سے قبل یا بعد کے حالات و معجزات و کمالات کا ذکر ہو ضمناً آپ کی سیرت و صورت مبارکہ اور زندگی پاک کے کمالات بیان کئے جائیں اس سے حضور سرور عالم ﷺ کی ادائیگی حقوق کے ساتھ آپ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور حب نبی ﷺ ایمان کا جوہر ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

کا اصل مجلس میلاد سے پورا ہوتا ہے اس میں غم داستان یعنی واقعات کربلا نہ بیان کئے جائیں اور نہ ہی موضوع روایات بیان ہو اور محفل کے انعقاد پر شرعی اصول پر پوری اترے تو مزہ ہے۔

سوال نمبر ۵۷

کیا میلاد شریف ہر سال ہر مہینہ ہر ہفتہ ہر دن ہر وقت کر سکتے ہیں؟

جواب:......جی ہاں

سوال نمبر ۵۸

کیا حشر کے دن بھی ذکر میلاد ہوگا؟

جواب:......حشر کا انعقاد ہی ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ سے ہوگا بخاری شریف میں ہے:

حمدہ الاولون والآخرون پہلے اور اگلے مدح سرائی میں مصروف ہوں گے، بالخصوص منظر شفاعت

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

سوال نمبر ۵۹

کیا جنت میں بھی میلاد ہوگا؟

جواب:……وہاں اور کام کیا ہوگا۔

سوال نمبر ۶۰

کیا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آج بھی محفل میلاد ہوتی ہے؟

جواب:……اہل نظر آج بھی وہی منظر دیکھتے ہیں کیونکہ حضور سرور عالم ﷺ بحیاۃ حقیقی زندہ ہیں اسی لئے اب بھی آپ کے سامنے وہی ہو رہا ہے جو حیات دنیا میں تھا۔

سوال نمبر ۶۱

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میلاد کو ۳۰ سال ہوئے ہیں پہلے نہیں تھا؟

جواب:…… یہ سفید جھوٹ ہے یا ایسا کہنے والا جاہل ہے جب کہ نہ صرف تیس سال پہلے میلاد شریف مروج تھا بلکہ اس موضوع پر سلف صالحین رحمہم اللہ کی ضخیم تصانیف موجود ہیں نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ جمیع ممالک اسلامیہ میں کتب

ورسالے ہر زبان میں تصنیف ہوئے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

تصانیف میلاد:

اسلاف صالحین اور مخالفین کے اکابرین اور ان کے معاصرین جس پر انہیں اعتماد ہے اس موضوع پر تصانیف تحریر فرمائیں قرآن وحدیث میں میلاد کا ثبوت ہے ان امور محققہ کے باوجود اگر کوئی جاہل کہہ دے کہ میلاد کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں یہ اس کی حماقت ہے یا ہٹ دھرمی، صرف اسی موضوع پر ہمارے اکابر اہلسنت جنہیں میلاد کے مخالفین بھی اپنے مقتدر اور امام مانتے ہیں اور واقعی ان کا علم وعمل اور تقویٰ وطہارت ایسا بے نظیر تھا کہ جن پر نہ صرف عالم اسلام کو فخر وناز ہے بلکہ ادیان باطلہ کے گروہ بھی ان کے علوم کا لوہا مانتے ہیں چند ایک بزرگوں کے اسمائے گرامی مع تصانیف ملاحظہ ہوں:

نمبر	اسماء گرامی مصنف	نام کتاب
1	حضرت حافظ شمس الدین محدث دمشق	مورد انصاری فی مولد الہادی
2	حضرت علامہ محمد بن عثمان لولوی دمشقی	الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم
3	امام القراء والمحدثین ابن جوزیؒ	عرف الشریف امام مولد اشرف

4	مجد الدین مصنف یا لقاموس (فی اللغۃ)	نفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
5	امام اہلسنت العلامہ حافظ ابن صلاح الدین دمشق	جامع الآثار فی مولد النبی المختار
6	شیخ ابو الخطاب ابن وحیہ رحمۃ اللہ علیہ	التنویر فی مولد البشیر النذیر
7	امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ	حسن المقصد فی عمل المولد
8	حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	اثبات المعارد والقیام (عربی) الذکر الشریف فی اثبات المولد المصنف (قاری سعید البیان فی مولد) اردو
9	ابن کثیر مفسر و عاشق ابن تیمیہ	میلاد رسول
10	محدث ابن الجوزی استاذ شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ	بیان المیلاد النبوی
11	سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ	عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر
12	علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ	مورد الروی فی مولد النبی
13	علامہ سید احمد عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ	نثر الدرر علی مولد بن حجر

14	علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ	النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم
15	محدث ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ	مولد العروس (یہ ان کا دوسرا رسالہ ہے) اردو میں شائع ہوا۔
16	مولوی صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد	الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ (اردو)
17	جناب حسن نظامی	میلاد نامہ (اردو)
18	مولانا محمد گل کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ	ذخیرۃ العقبیٰ فی استحباب میلاد المصطفیٰ (اردو)
19	امام الوقت عارف باللہ سید علی بن محمد الحبشی العلوم	سمعا الدار فی اخبار مولد خیر البشر
20	الشیخ المناوی	المولد الجلیل
21	الشیخ البرعی وفی رویۃ للموازدی	المولد النبوی (و) تحفۃ العرفان فی مولد سید بنی عدنان
22	عارف باللہ شیخ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ الشیخ احمد الدردیر رحمۃ اللہ علیہ	المولد النبوی مولد الدردیر

23	شیخ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ	النظم البدیع مولا الشفیع (منظوم)
24	سید احمد المرزوق المکی	بلوغ المرام البیان الفاظ مولد سید الانام
25	ابن علون محمد علی المکی	مورد الصفائی مولد المصطفیٰ
26	سلمان برسوی	مولود النبی (ترکی)
27	حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی ابن ناصر الدین دمشقی	الصادی فی مولد الہادی (آپ کی دوسری تصنیف
28	ابن ناصر الدین الدمشقی المتوفی ۸۲۱ھ	اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق (یہ آپ کی تیسری تصنیف ہے) التعریف بالمولد الشریف۔ مختصر التعریف بالمولد الشریف للجزری
29	شیخ محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ	الدر المنظم دو جلد
	شیخ محمد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ	اللفظ الجمیل
	سید عضیف الدین محمد بن محمد	مولود نامہ

	ابوبکر	مولود نامہ
	برہان محمد ناصحی	مولود نامہ
	ابن سیناطی	مولود نامہ
	ابن یوسف فاقوسی	مولود نامہ
	امام سخاوی	مولود نامہ
	ابوالوفا حسینی	مولد البشیر النذیر السراج المنیر
	علیہ بن ابراہیم شیبانی	مولد المصطفیٰ العراقی (منظوم)
	عائشہ بنت یوسف	مولد النبی منظوم
	احمد بن قاسم مالکی بخاری	مولد النبی
	عبد اللہ حمصی شاذلی	مولد النبی
	مولانا سید حمزہ	عطر میلاد (اردو)
	خالد بن والدی	مولد النبی
	شیخ محمد وفا صادی	مولد النبی
	شیخ محمود محفوظ دمشقی شافعی	مولود نامہ

	شیخ عبداللہ بن محمد مناوی شاذلی	المولد الجلیل حسن الشکل الجمیل
	شیخ عبداللہ بن محمد مناوی شاذلی	مولد شریف لاانام
	زین العابدین بن محمد الہادی	مولد البرزنجی منظوم
	جعفر بن اسماعیل	الکوکب الانور شرح
	حافظ عبدالرحمن بن علی الشیبانی	مولد الدیبعی
	محمد بن محمد الامیاطی	مولد العروب
	مولانا محمد سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ	اشباع لاکلام فی اثبات المولد والقیام

اس کے علاوہ بے شمار تصانیف ہوئیں ان کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تصانیف المیلاد" میں ملاحظہ ہو۔

سوال نمبر ۶۲

بعض کہتے ہیں کہ صرف پاکستان و ہندوستان میں ہوتا ہے میلاد شریف دنیا میں کہیں نہیں ہوتا؟

جواب:...... فقیر کی کتاب "میلاد شہر شہر نگر نگر" کا مطالعہ کیجئے کہ جہاں اسلام ہے وہاں میلاد ہے بدقسمتی سے ہندو پاکستان میں ہی وہابی دیوبندی ہیں دوسرے ممالک میں ان کا نام ونشان تک نہیں جب یہ دوسرے ممالک میں ہیں نہیں صرف ان دوملکوں میں ہیں تو وہ اپنی بات کر رہے ہیں ورنہ ایسی جاہلانہ بات نہ

کہتے اور نہ صرف آج بلکہ خیر القرون سے تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاءاللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصانیف "میلاد شریف کی شرعی حیثیت" یہاں صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لا زال اهل الاسلام تختفلون بشهر مولده عليه السلام و يعملون الوالائم و يتصدقون فى اليالية انواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيد ون فى المبرات و يعتنون بقراة مولدة الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم و مما جرب من خواصه انه امان فى ذالك العام و بشرى عاجله نبيل المرام نبيل البغية المرام فصح الله امراء اتخذ ليابى شهر مولده المبارك اعياد اليكون اشد عليه على من فى فقلبه مرض

(المواہب اللدنیہ جلد اول)

ربیع الاول چونکہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں تمام اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد شریف کی خوشی میں محافل کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں اس کی راتوں یوم القیامۃ مع الصدیقین والشہداء والصالحین ویکون فی جنت النعیم تو قیامت کے دن اس سبب سے اللہ تعالیٰ اسے صدیقین اور شہداء اور

اولیاء کرام کے ساتھ جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے گا۔

سوال نمبر ٦٣

کیا حرمین شریفین میں میلاد شریف ہوتا تھا اور آج بھی ہوتا ہے؟

جواب:...... نجدیوں سے پہلے حرمین طیبین میں ایسے شاندار طریقے سے محافل میلاد ہوتی تھیں کہ جس کی مثال نہیں ملتی معروف محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لا یزال اهل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفون بمجلس مولد النبی ﷺ و یفرحون بقدوم هلال شهر ربیع الاول یهتمون اهتماما بلیقا علی السماع والقرآة لمولد النبی ﷺ وینالون بذالك اجرا جزیلا و فوزا عظیما.

(المیلاد النبوی)

''اہل مکہ و مدینہ اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے نورانی موقعہ پر محافل میلاد کے انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی وکامرانی پاتے ہیں''۔

اب بھی مکہ معظمہ میں گھروں میں میلاد شریف کی محافل منعقد ہوتی ہیں بن لادن کمپنی کا محفل میلاد بہت مشہور ہے مدینہ طیبہ میں تو کئی شیوخ بڑے شاندار طریقہ پر محافل منعقد کرتے ہیں اور گھروں میں تو کئی رات خالی نہیں جاتی جس میں کہیں نہ کہیں محفل میلاد شریف منعقد نہ ہو، نجدیوں کی سخت پابندی کے باوجود حرمین طیبین میں محافل میلاد کی جاتی ہیں۔

سوال نمبر ٦٤

مخالفین کہتے ہیں کہ میلاد شریف میں کعبہ شریف اور گنبد خضراء کا ماڈل جعلی اور من گھڑت ہے؟

جواب:...... کعبہ معظمہ و گنبد خضراء کا ماڈل تو صحیح ہے مخالفین کے اپنے قلوب میں فساد ہے فی قلوبهم مرض۔

سوال نمبر ٦٥

بعض کہتے ہیں کہ رافضیوں نے محرم میں جلوس نکالا تم میلاد میں نکالتے ہو ان کی تقلید میں؟

جواب:...... اس کا جواب پہلے تشبیہ کے جواب میں گزرا ہے۔

سوال نمبر ٦٦

مخالفین کہتے ہیں کہ کعبہ شریف کا ماڈل بنا کر تم کراچی میں اس کا طواف کرتے ہو میلاد میں؟

جواب:...... یہ افتراء و بہتان ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون

بے ایمان لوگ ہی جھوٹا افتراء باندھتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۸

بعض نے کہا تم میلاد میں بجلی چوری کرتے ہو یہ ثواب نہیں عذاب ہے؟

جواب:...... بجلی کے بل ادا کئے جاتے ہیں اگر کوئی غلط کام کرتا ہو تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

سوال نمبر ۶۹

بعض نے کہا ہم کو ہمارے مولویوں نے میلاد شریف کرنے سے منع کیا ہے؟

جواب:...... اہلسنت میں تو ہم نے کسی کو ایسا کرتے نہیں سنا مخالفین کا کوئی تقیہ باز ہوگا۔

سوال نمبر ۷۰

بعض کہتے ہیں ہمارے باپ دادا نے میلاد شریف نہیں کیا اس لئے ہم نہیں کرتے؟

جواب:...... جس کے باپ دادا نماز نہ پڑھتے تھے کیا اب وہ نماز وغیرہ نہ پڑھے نہیں کرتا تو جہنم میں جائے گا۔

سوال نمبر ۷۱

بعض کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں میلاد کی؟

جواب:...... یہ وہی پرانا سوال ہے ورنہ میلاد شریف کی اصل قرآن واحادیث و اجماع امت اور قیاس ہے جو اسلام کے اصول اربعہ ہیں فقیر کی تصنیف ''میلاد کی شرعی حیثیت'' کا مطالعہ کیجئے۔

سوال نمبر ۷۲

بعض کہتے ہیں میلاد میں کوئی فائدہ نہیں؟

جواب:...... میلاد شریف کے بے شمار فوائد محدثین کرام نے بتائے ہیں اب بھی الحمدللہ میلاد شریف کے فوائد نقد نصیب ہوتے ہیں۔

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

دریجا بشارتیست مر اہل موالید کے در شب میلاد سرور کنند و بذال اموال می نمایند

اس میں میلاد کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شب میلاد خوشیاں کرتے اور مال لٹاتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ دوم ص ۲۶)

مولود شریف کے خواص و برکات میں سے ایک یہ بھی مجرب چیز ہے کہ اس میلاد شریف سے سال بھر امن وامان قائم رہتا ہے اور میلاد کرنے والے کی حاجتیں، مرادیں پوری ہوتی ہیں، پس اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شخص پر جو مولد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عید منائے تا کہ جن (بدبخت) لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ

کی دشمنی اور بد عقیدگی کی بیماری ہے ان کے لئے شدت کی بیماری ہو۔

(ما ثبت السنۃ)

سوال نمبر ۷۳

بعض کہتے ہیں کہ میلاد میں خرچ کرنا اسراف ہے؟

جواب:...... یہ جہالت ہے اس لئے کہ جب میلاد شریف کار خیر ہے تو:

لا السراف فی الخیر

خیر و بھلائی میں جتنا خرچ کیا جائے وہ اسراف نہیں، یہ مقولہ دراصل سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے کہ کسی نے کہا:

اخیر فی الاسراف...... آپ نے فرمایا...... الا السرف فی الخیر۔

سوال نمبر ۷۴

بعض کہتے ہیں کہ تم ایسی خوشی مناتے ہو جیسے ہر سال حضور پیدا ہوتے ہیں؟

جواب:...... یہ بطور یادگار ہے اور کونسی عبادت ہے جو کسی کی یادگار نہ ہو اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

سوال نمبر ۷۵

بعض کہتے ہیں کہ اسلام مکمل ہو گیا اور میلاد شریف کرنا اسلام میں اضافہ ہے؟

جواب:...... یہی بات منکرین حدیث کہتے ہیں انہیں معلوم نہیں کہ اسلام مکمل تو ہو

گیا لیکن اسے باقی رکھنے کے لئے جو اسباب بنائے جائیں وہ تکمیل دین کے منافی نہیں بلکہ دین کو باقی رکھنے کے لئے حضور سرور عالم ﷺ نے ایک ضابطہ قائم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ:

من سن فی الاسلام سنته فله اجرها واجر من عمل بها من بعده غیر ان ینقص من اجورهم شی ء من سن فی الاسلام سنته کان علیه و زدها و وزرها من عمل بها من بعده غیر ان ینقص من اوذارهم شی۔

(مشکوۃ)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اس کے اپنے عمل کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

سوال نمبر ۷۶

بعض کہتے ہیں کہ میلاد شریف فضول کام ہے؟

جواب:...... جو خود فضول ہو وہ دوسروں کو ایسے کہتا ہے دہریے (کمیونسٹ) اسلام

کے جملہ امور کو فضول کہتے ہیں تو جس طرح انہیں اسلام کی دشمنی میں یہ کہنا پڑا یہ بھی ان کے بھائی ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۷

بعض کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے وصال کے دن غم منایا تم خوشی مناتے ہو؟

جواب: ...... یہ سوال کر کے دیوبندی وہابی اپنا اصلی دھرم ظاہر کر رہے ہیں جو اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں پیش کیا کہ حضور پاک ﷺ پر بہتان تراشی کر کے گھڑ لیا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں یعنی مر کر فنا ہو جاؤں گا (معاذ اللہ) تو ان کا اصلی مذہب یہی ہے کہ (معاذ اللہ) حضور پاک ﷺ مر گئے اسی لئے ان کو سوگ منایا چاہئے اور ہم اہل سنت الحمد اللہ نبی پاک ﷺ کو زندہ مانتے ہیں اسی لئے ان کے لئے سوگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسی لئے ہم زندہ نبی ﷺ کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور وہ نبی علیہ السلام کو مردہ (معاذ اللہ) سمجھتے ہیں تو بے شک سوگ منائیں انہیں کون روکتا ہے۔

پردہ فاش:

اس سوال سے ان کی اندرونی بیماری کا پردہ فاش تو ہو گیا لیکن ان کی جہالت بھی واضح ہو گئی اس لئے کہ شریعت میں حکم ہے کہ سوگ تین دن سے زائد نہ ہو۔

چنانچہ امام دار الھجرت امام مالک ابن انس الاصبحی، امام ربانی امام محمد بن حسن اشیبانی، امام ابوبکر عبد الرزاق بن ھمام الصفہانی، امام حافظ ابوبکر عبد اللہ بن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبد اللہ محمد بن زبیر الحمیدی، امام جلیل، امام احمد بن حنبل، امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابوعیسیٰ ابن سورہ الترمذی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، امام ابو عبد اللہ محمد بن زید بن ماجہ القزوینی، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی، امام ابوبکر البزاز، امام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود النیشاپوری اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ جماعت محدثین اسانید صحیحہ معتبرہ کے ساتھ، جماعت صحابہ انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، امہات المومنین عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، حفصہ، نیز عطیہ الانصاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان دختر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً الفاظ متعار بہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں:

امرنا ان لا نحد علی میت فوق ثلاثه الّا الزوج

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر (چارہ ماہ دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے)

موطا امام مالک ص ۲۱۹ وص ۲۲۰، موطا امام محمد ص ۲۶۷ مصنف عبد الرزاق جلد ۷ ص ۴۷ تا ۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱۔

مسند الحمیدی جلد ۱ ص ۱۱۲ و ص ۱۳۶۔ مسند احمد جلد ۷ ص ۱۴۷ تا ۱۵۱ شرح معانی الآثار للطحاوی جلد ۲ ص ۴۸، ۴۹۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۰۴۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶ تا ۴۸۸۔ جامع الترمذی جلد ۱ ص ۲۲۷۔ ابی داؤد جلد ۱ ص ۳۱۴، سنن النسائی جلد ۲ ص ۱۱۶ تا ۱۱۸۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۲ سنن الدارمی جلد ۲ ص ۸۹، ۸۰۔ مسند البزار از بحوالہ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۱۳ المنتقےٰ لابن جارود ص ۲۵۸، ۲۸۹۔ السنن الکبیر للبیہقی جلد ۷ ص ۳۳۷ تا ۳۴۰ واللفظ لعبد الرزاق۔

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کا سوگ منانا ممنوع ہے اور حصول نعمت کی خوشی اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے اس لئے ہم ربیع الاول کو وفات کا سوگ نہیں نعمت میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

انتباہ:

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ فرقہ شیعہ کے بڑے بھائی ہیں کہ وہ امام حسین نواسہ رسول ﷺ کا سالانہ سوگ مناتے ہیں اور یہ امام الانبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کا سوگ مناتے ہیں اگرچہ نہ مانیں لیکن بارہ ربیع الاول کو ان کے چہرے خود بتاتے ہیں۔

حکایت:

بہار کے موسم میں الو خشک ٹہنی پر سر نیچے اور آنکھیں بند کر کے مرجھایا ہوا بیٹھا تھا کسی نے پوچھا جناب کیوں پریشانی طاری ہے جواباً کہا کہ موسم بہار آ

گیا۔ کچھ یہی حال ان کا ہے کہ جونہی بارہ ربیع الاول کا دن چڑھا ان کے چہرے خشک اور مرجھا جاتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی جوتے کھا کر منہ بسورے ہوئے ہیں فقیر اویسی غفرلہ کی بات پر اعتماد نہ ہو تو خود اسی دن ان کا حال دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ بیچارے سوگ میں ہیں۔

سوال نمبر ۷۸

بعض کہتے ہیں کہ جس طرح تم جشن میلاد مناتے ہو یہ طریقہ صحابہ میں کہاں تھا؟

سوال نمبر ۷۹

کیا صحابہ سے جلوس نکالنے کا ثبوت ہے؟

جواب:......۷۸، ۷۹

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارہا جلوس نکالے مثلاً ہجرت مصطفیٰ ﷺ پڑھ لیجئے یونہی فتح مکہ کا سماں یاد رکھئے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کا یہ نام نہ تھا اور ان کے طریقے اور تھے ہمارے طریقے اور یہ اسلامی قاعدہ فقیر پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ خیر القرون میں نام نہ تھا کام تھا اور ہمارا طریقہ بدلا ہے حقیقت نہیں بدلی نام سے کام نہیں بگڑتا۔ طریقہ بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی اس کی سینکڑوں مثالیں شرع پاک میں موجود ہیں۔ فقیر کا رسالہ پڑھیے۔ ''بدعت ہی بدعت''

سوال نمبر ۸۰

کیا کسی صحابی سے دو عیدوں کے علاوہ تیسری عید کا ثبوت ہے؟

جواب:...... تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

سوال نمبر ۸۱

کیا میلاد شریف سے منع کرنے والوں کے پاس اور کوئی شرعی دلیل ہے؟

جواب:......نہیں محض ڈھکوسلے ہیں اور یونہی ہر بدمذہب کا طریقہ ہے۔

سوال نمبر ۸۲

جو مولوی بغیر شرعی دلیل کے میلاد شریف سے منع کرے اس پر کیا حکم ہے؟

جواب: ...... وہ ملحد، بے دین ہے ایسے لوگوں کو کوڑے لگائے جائیں لیکن شرعی سزائیں حاکم وقت کے ذمہ ہوتا ہے ہم تو انہیں اپنے سے دور رکھیں اتنا کافی ہے۔

سوال نمبر۸۳:......بعض کہتے ہیں کہ تم میلاد شریف فرض سمجھ کر مناتے ہو؟

سوال نمبر۸۴:......بعض کہتے ہیں تم میلاد شریف واجب سمجھ کر مناتے ہو؟

سوال نمبر۸۵:......بعض کہتے ہیں تم میلاد شریف سنت سمجھ کر کرتے ہو؟

جوابات:......۸۳تا۸۵

دل کا راز اللہ جانتا ہے میں حیران ہوں ادھر تو نبی پاک ﷺ کے لئے علم غیب ماننے کو شرک کہتے ہیں ادھر خود نیتی امور کی خبر دیتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۶

ہم اہل سنت و جماعت کو کیا سمجھ کر میلاد شریف منانا چاہیے؟

جواب:......ہمارے اکابر و اسلاف اور ہم میلاد شریف مستحب سمجھ کر کرتے ہیں اکابر کی عبارات ملاحظہ ہوں:

تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت محمد رسول اللہ ﷺ ہے:

و من تعظیمه عمل المولد اذالم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی یستحب لنا اظهار الشکر المولد علیه السلام

میلاد شریف کرنا حضور پاک ﷺ کی تعظیم ہے جب کہ وہ بری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے

۲......پھر فرمایت ہیں:

وقد قال ابن الحجر الهیثمی ان البدعة الحسنته متفق علی ندبها و عمل المولد و اجتماع الناس له لذلك بدعة حسنته قال السخاوی لم یفعله احد من القرون الثلثه و انما حدث بعد ثم لا زال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکباز یعملون المولد و یتصدقون بانواع الصدقت و یعتنون بقراءة مولده الکریم و طحف من برکاته علیهم کل فضل عظیم

قال ابن الجوزی من خواصه انه اما فی ذلك العام و بشری
اجلة نبیل البغیة المرام و اول من احدثه من الملوك صاحب
اربل و صنف له ابن و حیة کتبا فی المولد فاجازه بالف
دینار وقد استخرج ه الحفیظ ابن حجر اصلا من السنته و
کذا الحافظ السیوطی ورد کلی انکار ها فی قوله ان عمل
المولد بدعته مذمومة

ابن حجر ہیثمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب
کا اتفاق ہے اور میلاد شریف تینوں زمانوں میں کسی نے کیا بعد میں ایجاد ہوا
پھر ہر طرف کے اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ مولود شریف کرتے رہے اور
کرتے ہیں اور طرح طرح کے صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور حضور پاک
ﷺ کے میلاد پڑھنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور اس مجلس پاک کی برکتوں
سے ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ
میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور
اس میں مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے جس بادشاہ نے پہلے اس کو ایجاد
کیا وہ شاہ اربل ہے اور ابن دحیہ نے اس کے لئے میلاد شریف کی ایک
کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار اشرفیاں نذر کیں اور حافظ ابن حجر
اور حافظ سیوطی نے اس کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان کا رد کیا ہے جو

اس کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

لازال اهل الاسلام یحتفلون فی کل سنة جدیدة و یعتنون
بقراء ة مولد الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عظیم

اور اسی کتاب کے دیباچہ میں یہ اشعار فرماتے ہیں:

لهذا الشهر فی الاسلام فضل
و متقبة تفوق علی الشهور
ربیع فی ربیع فی ربیع
و نور فوق نور فوق نور

(انوار ساطعہ)

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مشرق و مغرب کے
مسلمان اس کو اچھا جان کر کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بڑے بڑے علماء، فقہاء
محدثین وصوفیائے کرام نے اس کو اچھا جانا ہے جیسے امام سیوطی، علامہ ابن حجر،
ہیثمی، امام سخاوی، ابن جوزی، حافظ ابن حجر وغیرہم، تیسرے یہ کہ میلاد پاک کی
برکت سے سال بھر تک گھر میں امن مراد پوری ہونا مقصد بر آنا حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے۔ اس میں چند فائدے
ہیں مسلمانوں کے دل میں حضور علیہ السلام کے فضائل سن کر حضور پاک ﷺ

کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دیگر صوفیائے کرام فرماتے
ہیں کہ حضور پاک ﷺ کے احوال زندگی کا مطالعہ ضروری ہے پڑھے لکھے لوگ
تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے ان کو اس
طرح سننے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ کے احکام کا
ذریعہ ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہوں حضور اکرم ﷺ کے حالات طیبہ سنیں
اسلام کی خوبیاں اللہ عزوجل توفیق دے تو اسلام لے آویں۔ تیسرے یہ کہ اس
مجلس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے مسائل دینیہ بتانے کا موقعہ ملتا ہے۔ بعض
دیہات کے لوگ جمعہ میں آتے نہیں اور اس طرح سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے
ہاں محفل میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں خود میں
نے بھی اس کا بہت تجربہ کیا ہے اب اسی مجلس میں مسائل دینیہ بتاؤ ان کو ہدایت
کرو اچھا موقعہ ملتا ہے۔ چوتھے یہ کہ میلاد شریف میں ایسی نظمیں بنا کر پڑھی
جائیں جن میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو ہدایت کی جائے کیونکہ مقابلہ
نثر کے نظم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے اور جلد یاد ہوتی ہے۔ پانچویں یہ کہ اس
مجلس میں سنتے سنتے مسلمانوں کو حضور ﷺ کا نسب شریف اور اولاد پاک،
ازواج مطہرات اور ولادت پاک و پرورش کے حالات یاد ہو جائیں گے۔ آج
مرزائی رافضی وغیرہم کو اپنے مذاہب کی پوری پوری معلومات ہوتی ہے۔ رافضی
کے بچوں کو بھی بارہ اماموں کے نام یاد ہوں گے مگر اہل سنت کے بچے تو کیا

بوڑھے بھی اس سے غافل ہیں۔

(جاء الحق)

سوال نمبر ۸۷

بعض کہتے ہیں کہ محفل میلاد شریف میں مرد وعورت مخلوط ہوتے ہیں ناجائز ہے؟

جواب: حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی سوال
بلکہ اس سے بڑھ کر لکھنے کے بعد جواب لکھا۔ فرمایا:
''اس مجلس میں بہت سی حرام باتیں ہوتی ہیں مثلاً عورتوں مردوں کا خلط ملط،
داڑھی منڈوں کا نعت خوانی کرنا، غلط روایات پڑھنا گویا کہ مجلس حرام باتوں کا
مجموعہ ہے لہٰذا حرام ہے''۔

جواب: ......اولاً یہ حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں ہوتی نہیں بلکہ اکثر نہیں ہوتیں۔
عورتیں پردوں میں علیحدہ بیٹھتی ہیں اور مرد علیحدہ پڑھنے والے پابند شریعت
ہوتے ہیں روایت بھی صحیح بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے سننے والے با
وضو بیٹھتے ہیں سب درود شریف پڑھتے رہتے اور رقت طاری ہوتی ہے بسا
اوقات آنسو جاری ہوتے ہیں اور محبوب علیہ السلام کا ذکر پاک ہوتا۔

لذت بادہ عشقش زمن مست مپرس
ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

اور اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی بھی ہوں تو یہ باتیں حرام ہوں گی۔ اصل میلاد

شریف یعنی ذکرِ ولادت مصطفیٰ ﷺ کیوں حرام ہوگا۔ بحث عرس میں ہم عرض کریں گے کہ حرام چیز کے شامل ہوجانے سے کوئی سنت یا جائز کام حرام نہیں ہوتا ورنہ سب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہیں کیونکہ وہاں مرد بے داڑھی والے بچے جوانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں ان میں تمام روایات صحیح ہی نہیں ہوتیں، بعض ضعیف بلکہ موضوع بھی ہوتی ہیں بعض طلبائی بلکہ بعض مدرسین داڑھی منڈواتے اور نمازیں نہیں پڑھتے تو کیا ان کی وجہ سے مدرسے بند کیے جائیں گے؟ بلکہ ان محرمات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی، بتاؤ اگر داڑھی منڈا میلاد شریف پڑھے تو کیوں بند کرتے ہو۔

(جاء الحق)

سوال نمبر ۸۸

بعض کہتے ہیں کہ محفل میلاد شریف میں نعتیں پڑھتے ہو اس کا ثبوت نہیں؟

جواب: ......اس کا جواب پہلے لکھا جا چکا ہے اس مسئلہ میں فقیر کے دو رسالے نعت خوانی عبادت ہے اور نعت خوانی کا ثبوت ہیں۔

سوال نمبر ۸۹

بعض کہتے ہیں کہ تم میلاد شریف میں صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہو اس کا ثبوت نہیں؟

جواب: ......سلام وقیام کے متعلق فقیر کا رسالہ ہے "سلام وقیام کا ثبوت" چند عبارات اسلاف صالحین ملاحظہ ہوں:

مسئلہ قیام تعظیمی:

امام الکاملین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ:

"اعتقاد کہ مجلس میلاد میں حضور پرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں اور اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر عقلاً ونقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا کہ کسی جگہ ایک وقت میں کیسے تشریف فرما ہوئے یہ شبہ ضعیف ہے کہ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل عقلیہ کثیرہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجات اٹھ جائیں بہرحال ہر طرح ممکن ہے اور اس سے علم غیب کا اعتقاد لازم نہیں آتا جو خصائص باری تعالیٰ سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو بلا واسطہ مقتضائے ذات ہے اور خدا تعالیٰ کے اعلام سے ہے وہ ذاتی نہیں سبب سے ہے وہ آپ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد کفر اور شرک کیونکہ البتہ یہ ممکن ہے اگر کسی کو دلیل مل جائے مثلاً خود کشف ہوجائے یا صاحب کشف خبر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے اس سے رجوع کرنا ضروری ہے مگر کفر وشرک کسی طرح نہیں ہوسکتا اور مشرب

فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ۹)

﴿۱﴾......اگر کسی عمل میں عوارض غیر شروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کوئی شخص قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اس طرح سرور دو عالم ﷺ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟

(شمائم امدادیہ ص ۱۳۰)

﴿۲﴾......مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے فرمایا کہ ولادت کے وقت اگر کسی شخص نے بحالت وجد صادق اور بے ریا قیام کیا تو معذور ہے اور یہ امر اداب محبت سے ہے کہ حاضرین بھی اس کا اتباع کریں اور حالت وجد کے بغیر اپنے اختیار سے قیام کرنا نہ فرض ہے اور نہ واجب ہے اور نہ سنت موکد اور نہ مستحب لیکن علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا قیام فرماتے رہے ہیں۔ اور امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مولد میں لکھا ہے کہ میلاد شریف کے وقت آئمہ کرام نے حق قرار دیا بس اس کے لئے مبارک ہے جس کا مقصد حضور

ﷺ کی تعظیم ہو (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۱۳۰)

﴿۳﴾......علماء جامع ازہر مصر میں سے حضرت شیخ سلیم فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے ذکر کرنے کو مجوس اور روافض سے مشابہت اور تشنیع مناسب معلوم نہیں ہوتی کیونکہ آئمہ کرام نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت وعظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

(عقائد علماء دیو بند ص ۳۱)

﴿۴﴾......امام ابی ذکریا یحییٰ صرصری اپنے بعض قصائد میں جو آنحضرت ﷺ کی تعریف پر مشتمل ہیں فرماتے ہیں:

قيل لمدح المصطفى لخط بالذهب
على ورق خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه
قياما عفرفا او جشيا على رب

اگر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشنویس نہایت عمدہ خط میں اب زر کے ساتھ چاندی کی تختی پر آپ کی مدح لکھے تو یہ بھی تھوڑی ہے اور نیز یہ بھی امر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان پاک کی نسبت بہت قلیل ہے کہ شریف لوگ اور ارباب حسب ونسب جب آپ کی ذات والاصفات کا ذکر کریں تو فوراً صف

بستہ ہو کر یا زانوؤں کے بل آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

اور ایک بار اتفاق سے شیخ الاسلام علامہ تقی الدین سبکی کے درس میں کسی شخص نے امام ابو ذکریا صرصری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور اس وقت آپ کے گرد اگرد بڑے علماء اور امراء اور قضاۃ بیٹھے ہوئے تھے اور جب پڑھنے والا ان مذکورہ اشعار پر پہنچا تو شیخ الاسلام مذکور فوراً کھڑے ہو گئے آپ کو دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے اور اس قصہ کو شیخ الاسلام کے بیٹے علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور علامہ محمد بن اسماعیل نے اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے قیام کے جواز کے لئے شیخ الاسلام کا عمل کافی دلیل ہے۔

(روح البیان ج ۳ ص ۳۸)

﴿۵﴾......امام سید جعفر برزنجی شہید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قه هنا تعظیما و تکریما لهصلی الله علیه وآله وسلم لانه قد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف ائمة زو روية و روية

اور حضور پاک ﷺ کی تعظیم اور تکریم کے لئے اس موقع پر قیام کر، اس لئے کہ میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام کو عقل ونقل کے اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے۔

(شرف الانام ص ۴۲)

﴿۶﴾...... سید احمد زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''عادت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بیان سنتے وقت آنحضرت ﷺ کی عظمت ملحوظ رکھ کر لوگ قیام کیا کرتے ہیں اور یہ قیام مستحسن ہے اس لئے کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی تعظیم ہے اور بہت سے علماء امت نے جن کی اقتداء کی جاتی ہے ایسا کیا ہے۔

(سیرت نبویہ از دحلان جلد ا ص ۴۵)

﴿۷﴾......اور امام علی بن برہان الدین الحلبی ذکر کرتے ہیں کہ:

''فائدہ کی بات ہے جب آنحضرت ﷺ کا ذکر سنتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کی عزت افزائی کے لئے قیام کرتے ہیں اور قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں لیکن بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت بری نہیں ہے دیکھو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب تراویح کے لئے لوگوں کو جمع کیا تو تراویح کو بدعت حسنہ کہا اور اس کی کافی مثالیں ہیں۔ اگر بیان کروں تو بحث زیادہ ہو جائے''

(سیرت حلبیہ ج ا ص ۹۹)

﴿۸﴾...... جناب عبدالرحمن صاحب صفوری الشافعی فرماتے ہیں کہ:

''جناب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہونے میں انکار نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت حسنہ ہے اور ایک جماعت نے آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو مستحب ہونے کا فتویٰ دیا اور آپ کے ذکر اور نام لینے کے وقت علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے کیونکہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت وتوقیر ہے اور آپ کی عزت وتوقیر ہر مسلمان پر

واجب ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہونا تعظیم کی ایک بڑی شاخ ہے۔

مولف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس مقدس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت محمد ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا تو میں اس کے وسیلے سے خدائے بزرگ کی جانب میں تقرب ونزدیکی چاہنے کے لئے ایسا ضرور کرتا۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۸۲)

﴿۹﴾...... قطب الواصلین شاہ احمد سعید صاحب دہلوی استاذ پیر شریعت صاحب فتاوی رشیدیہ کے ملفوظات ہیں:

''مے فرمودند کہ خواندن مولود شریف وقیام نزدیک ولادت باسعادت مستحب است''

کہ فرماتے تھے میلاد شریف کا پڑھنا اور ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔

(مقامات سعیدیہ مناقب احمدیہ ص ۱۲۵)

سوال نمبر ۹۰

بعض کہتے ہیں کہ تم میلاد کی محفل میں کھڑے ہوتے ہو جیسے حضور ﷺ آ گئے ہوں؟

جواب:...... یہ دیوبندی وہابیوں کا بہتان ہے ہم تو حضور نبی پاک ﷺ کو بحیثیت

حقیقت محمدیہ اور نورانیت کے ہر وقت اور ہر آن حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''دلوں کا چین'' ہاں بعض خوش قسمت حضرات کی محافل میں بہ نفس نفیس تشریف بھی لاتے ہیں لیکن ہر محفل کے بعد سلام وقیام کی علت وہ نہیں جو مخالفین نے گھڑی بلکہ یہ سلام وقیام تعظیم ذکر مصطفی ﷺ ہے اس کی تفصیل سوال نمبر ۹۰ میں آپ نے پڑھ لی ہے۔

سوال نمبر ۹۱

بعض کہتے ہیں کہ جب حضور پاک ﷺ پیدا ہوئے اس وقت برکت تھی اب نہیں ہے؟

جواب:...... اس کا جواب گزر چکا ہے کہ ذکر میلاد میں ہر وقت برکت ہی برکت ہے۔

سوال نمبر ۹۲

بعض کہتے ہیں کہ میلاد شریف میں خرچ کرنے کی بجائے یتیم مسکین بیوہ غریب پر خرچ کرو؟

جواب:...... یہی سوال نیچری اور منکرین حدیث پرویزی اور دہریے کمیونسٹ کرتے ہیں کہ قربانی سے مال ضائع ہو جاتا ہے۔ مساجد بنانے کا کوئی فائدہ نہیں گھروں میں نماز پڑھ لو مساجد کی زمینیں جھونپڑیوں والوں اور خانہ بدوش پر تقسیم کردو یہ سوال مخالفین نے انہیں سے سیکھا ہے تو خلاصہ جواب یہی ہے کہ ہم مساکین وفقراء اور بیوگان پر بھی خرچ کرتے رہتے ہیں اور میلاد شریف پر بھی۔

سوال نمبر ۹۳

بعض کہتے ہیں کہ تم سارا سال گزارتے ہو ایک دن میلاد میں جلوس نکالتے ہو کیوں؟

جواب:...... یہ سوال مبنی بر جہالت ہے اس لئے کہ ہر سال میلاد شریف کرتے ہیں جیسے قرآن مجید کی تلاوت ہم ہر سال کرتے ہیں لیکن رمضان شریف میں تراویح کا انعقاد کرتے ہیں اس لئے کہ رمضان میں قرآن آیا تو ربیع الاول میں خصوصیت سے میلاد کی محافل ہوتی ہیں کہ اس میں نبی آخر الزمان آیا (ﷺ)

سوال نمبر ۹۴

بعض کہتے ہیں کہ میلاد کی بجائے سیرت کے جلسے کرنے چاہئیں؟

جوابات:...... ۹۵_۹۶

یہ دوغلی پالیسی بہت مذموم حرکت ہے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے فرما گئے ہیں:

"با مسلمان اللہ برہم رام رام"

ایسے لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا

یا موم ہو جا یا سراسر سنگ ہو جا

سوال نمبر ۹۷

بعض کہتے ہیں کہ ہم میلاد بھی مناتے ہیں اور رائے ونڈ بھی جاتے ہیں؟

سوال نمبر ۹۸

بعض کہتے ہیں کہ ہم نے منکر میلاد کی کوئی گستاخی نہیں دیکھی؟

جوابات:...... ۹۷،۹۸

یہ کسی کی خوش فہمی ہوگی ورنہ یہ ہو کتا اور بھونکے نہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا مخالفین کی گستاخیوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ فقیر کی کتاب دیوبندی بریلوی فرق پڑھیے۔ اور میلاد شریف کے بارے میں فقیر ان کی گستاخیاں پہلے لکھ چکا ہے۔ چند نمونے اور ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾...... حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا، صد افسوس کہ اس دن کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔ لاکھوں روپیہ برباد کیا جارہا ہے۔

(ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

﴿۲﴾...... یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عین میلاد کے لاہور میں شیطان کا علم بلند کیا گیا۔

(نوائے وقت ۷ جولائی ۱۹۶۶ء)

﴿۳﴾...... پیام شاہ جہانپوری لکھتا ہے:

عید میلاد النبی کے روز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاہور بدمعاشوں، لفنگوں اور آبرو باختہ

لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔

(ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۲۴ء)

﴿۴﴾...... پیام اسلام: دیوبندی فرقہ کا ترجمان ہفت روزہ پیا اسلام ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو زور وشور سے میلاد کا میلا بھرا جاتا ہے مسلمانوں کا لاکھوں کروڑوں روپیہ برباد کیا جارہا ہے۔ شوروشغف جلوس جھنڈیاں ہوہا، روشنیا گیٹ اور طرح طرح سے روپیہ پانی کی طرح اڑانے کی صورتیں کی جارہی ہیں اور غضب یہ ہے کہ نام رکھ دیا گیا عید میلادالنبی۔

نوٹ:......ان کی گستاخیوں کی طویل فہرست دیکھنی ہے تو ''دیوبندی مذہب اور الحق المبین اور دیوبندی بریلوی فرق'' پڑھیے اور آیات واحادیث واقوال فتاوی آئمہ امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد وغیرہم فقہاء سے یہ بات روشن ہوچلی ہے کہ نبی ﷺ کی ادنی سے ادنی قلیل سے قلیل توہین تنقیص گستاخی بے ادبی کفر ہے۔ ارتداد ہے توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے اس کے لئے دارین کی لعنت و عذاب ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس شرعی فتوی میں عالم اور غیر عالم کا فرق نہیں سب کو شامل ہے اگر چہ کوئی کتنا بڑا عالم کہلاتا ہو، توہین نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے اس کی سب عبادتیں نماز روزہ وحج، زکوۃ پڑھنا پڑھانا سب برباد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریح صاف توہین اور بے ادبی کی عبارتوں میں ہیرا پھیری نہیں ہو سکتی تاویل نہیں ہوسکتی اور نہ وہ تاویل سنی جائے کہ جو گستاخ بارگان نبوت والوہیت

جہنم رسید ہو چکے ہیں وہ تو جہنم میں پہنچ چکے ہیں جو اس زمانہ کے برائے نام اسلام کا دم بھرتے ہیں بھی جہنم میں جانے کی تیاری کر لیں۔

سوال نمبر ۹۹

بعض کہتے ہیں کہ تم ایک جھمیلا بنا کر حضور کی پیدائش کی نقل کرتے ہو؟

سوال نمبر ۱۰۰

بعض کہتے ہیں کہ تم نابالغ بچوں سے میلاد میں نعتیں پڑھواتے ہو؟

سوال نمبر ۱۰۱

بعض کہتے ہیں کہ بزرگوں نے بدعت قرار دیا ہے؟

جوابات:...... ۹۹ تا ۱۰۱...... پہلے گزر چکا ہے اور اب وہی بات ہے کہ کیا نابالغ بچے قرآن مجید کی تلاوت مجمعہ میں نہیں کرتے اور بعد بلوغت تراویح میں قرآن نہیں سناتے اگر قرآن مجید کے لئے جائز ہے تو قرآن والے ﷺ کے لئے بھی جائز ہے۔

سوال نمبر ۱۰۲

بعض کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے محفل میلاد کو بدعت قرار دیا ہے؟

جواب:...... یہ امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ پر بہتان ہے آپ تو مکتوبات شریف اس کے جواز کی تصریح فرماتے ہیں کہ میلاد پاک میں خوش اخلاقی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا اور قصیدے اور منقبت اور فضائل و برکات بیان کرنے میں

کیا مضائقہ ہے۔

(مکتوبات امام ربانی)

دعوت اویسی غفرلہ:......

اگر واقعی یہ لوگ سیدنا مجدد الف ثانی کی مانتے ہیں تو ان کے چند ملفوظات پیش کر رہا ہوں ان کے لئے اعلان کریں کہ ہمارا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ان ملفوظات سے اتفاق ہے۔

﴿۱﴾......نجات آخرت کا حاصل ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ تمام افعال واقوال و اصول وفروع میں اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کا اتباع کیا جائے اور صرف یہی ایک فرقہ جنتی ہے۔ اہل سنت وجماعت کے سواء کسی قدر فرقے ہیں سب جہنمی ہیں، آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے کل قیامت کے دن ہر ایک شخص اس بات کو جان لے گا مگر اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔

(مکتوب نمبر ۶۹، جلد اول مطبوعہ نولکشور لکھنو ص ۸۶)

﴿۲﴾......محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور کفر وکفار کے ساتھ نفرت وبیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔

(مکتوب نمبر ۲۲۶ جلد اول ۳۲۳)

﴿۳﴾......جو شخص تمام ضروریات دین پر ایمان رکھنے کا دعوی کرے لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت وبیزاری نہ رکھے وہ درحقیقت مرتد ہے اس کا حکم منافق کا

حکم ہے۔

(مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول ص ۳۲۵)

﴿۴﴾......جب تک خدا اور رسول جل جلالہ و ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا اور رسول کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی۔ جل جلالہ ﷺ یہی پر یہ کہنا ٹھیک ہے تولی بے تبری نیست ممکن۔

(مکتوب ۲۶۶ جلد اول ص ۳۲۵)

﴿۵﴾......میری نظر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت وعداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔

(مکتوب ۲۶۶ جلد اول ص ۳۲۶)

﴿۶﴾......جو علم غیب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر وہ اپنے خاص رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے۔

(مکتوب نمبر ۳۰۱ جلد اول ص ۳۳۶)

نوٹ: ......عقائد ومعمولات امام ربانی قدس سرہ فقیر کی تصنیف ''اسلام کا ترجمان سنی مسلمان'' میں پڑھیئے۔

مزید وضاحت:

ہاں سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جواز میلادی تصریح فرما کر چند برائیوں کا ذکر ضرور فرمایا ہے اور ان برائیوں کو ہم بھی منع کرتے ہیں

اصل عبارات ملاحظہ ہو:

”آپ نے مولودخوانی کے بارے میں لکھا تھا جب قرآن مجید کو خوش آواز سے پڑھنا جائز ہے تو پھر نعت ومنقبت کے قصائد کو خوش آوازی سے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ ہاں قرآن مجید کے حروف کی تحریف اور ان کا تغیر وتبدل اور مقامات نغمہ کی رعایت اور اس طرح پر آواز کا پھیرنا اور سر کا نکالنا اور تالی بجانا وغیرہم جو شعر میں بھی ناجائز ہیں بلکہ ممنوع ہیں اگر اسی طرح پر پڑھیں کہ کلمات قرآنی میں تحریف واقع نہ ہو اور قصیدوں کے پڑھنے میں بھی شرائط مذکورہ بالا ثابت نہ ہوں وہ بھی کسی غرض صحیح کے لئے تجویز کریں تو کوئی ممانعت نہیں۔

(مکتوب نمبر ۲۷ دفتر دوم)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور قرآن خوانی اور نعت خوانی کو جائز فرمایا ہاں یہ ضرور ہے کہ محفل میلاد یا میلاد پاک کا جلوس بلکہ کوئی تقریب ہو اس میں خلاف شرع نہ ہو اور اشعار بھی موسیقی کی طرز پر نہ پڑھے جائیں مناسب ہے کہ وہ نعت خواں حضرات جو گانوں کی طرز پر نعت پڑھتے ہیں گریز کریں کیونکہ ایسا کرنے سے توجہ اور ذوق میں فساد آتا ہے اور مقصود مفقود ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۳

بعض کہتے ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی محفل میلاد کو اچھا نہیں سمجھا؟

جواب:......سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے آپ کا کوئی حوالہ ہے تو پیش کریں فقیر ان کے متعدد حوالے سابق اوراق میں لکھ چکا ہے (انسان

العیون مصنفہ علامہ برحان الدین حلبی) جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا پوچھا کہ کیا گزری؟ ابولہب نے کہا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے انگلی کے اشارے سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری شریف)

شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان:

مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

”اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت کی خوشی اور دودھ پلانے کی وجہ سے کافر کو انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا حال کیا ہوگا جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہئے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں، گانے اور حرام باجوں سے خالی ہو“

(مدارج النبوت

سوال نمبر ۱۰۴

بعض کہتے ہیں کہ میلاد شرعی کام نہیں ہے اس کی اصل نہیں اور جشن دیوبند سوال مستا د ...

جواب:......فاتحہ مروجہ کے تو یہ لوگ قائل نہیں نامعلوم انہیں یہاں کیسے فاتحہ یا ... آگئی میں سمجھتا ہوں اس لئے کہ ان کی جہالت کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر کے انہیں رسوا

کرنا چاہتا ہے ورنہ اسلامی قاعدہ ہے کہ زندہ کو بھی ثواب دیا جا سکتا ہے اس کی
سب سے بڑی اور قوی دلیل حج بدل ہے حج بدل میں یہی ہوتا ہے کہ زندہ آدمی
دوسرے کو حج کا خرچ دے تاکہ وہ اس کی طرف سے حج کرے اب جانے والے
کو صرف آمد و رفت چلت پھرت سیر و سیاحت پلے پڑے گی باقی حج کا تمام ثواب
بھیجنے والے کو ملے گا۔

یہ اعتراض دراصل جاہلوں سے سنا ہوگا کہ جب نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو ان کے
لئے فاتحہ کیسی اور طعام و شیرنی میلاد کے لئے ختم شریف پڑھنا کیسا تو اس کا
مفصل جواب اوپر فقیر نے عرض کر دیا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۶

بعض کہتے ہیں کہ میلاد شریف کے کھانے پر حضور پاک ﷺ کا نام آ گیا نا جائز ہے؟

جواب:...... یہ وہی سوال جو آیت ما اہل لغیر اللہ پڑھ کر عوام اہل سنت کو بہکاتے
ہیں اور ان کی جہالت پر رحم آتا ہے کہ میلاد شریف کے کھانے پر حضور اکرم ﷺ
کا نام آیا تو حرام ہو گیا تو پھر ان غیریوں کا اسلام نہ صرف نامکمل ہے بلکہ بے کار
ہے کیونکہ لا الہ الا اللہ تو عیسائی بھی پڑھتے ہیں اور یہودی اور مرزائی بھی اور دیگر
بد مذاہب بھی لیکن ہم سب مانتے ہیں کہ جب تک محمد الرسول اللہ ﷺ کا نام
مبارک نہ آئے گا کلمہ اسلام نا قابل قبول ہوگا بلکہ وہ بھی صرف زبان نہیں بلکہ دل
سے تصدیق ضروری ہے ورنہ منافق بھی اس طرح کا کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔

یونہی ان کی نماز کہاں جائے گی ایسے ہی کون سا قرآن پڑھیں گے
جب کہ اسلامی قرآن میں نبی پاک ﷺ کا ذاتی نام مبارک چار مقامات پر آیا
ہے اور صفاتی اسماء مبارکہ کا تو حساب ہی نہیں وغیرہ وغیرہ یہ صرف نمونہ عرض کیا
ہے ورنہ اس مضمون کو بکھیرا جائے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو جائے صرف ایک
حوالہ پر مضمون کو ختم کرتا ہوں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ:

اور یہ حق ہے کہ حضور پاک ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنے میں فاتحہ پڑھ کر آپ
کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی
انسان کی کامل سعادت ہے۔

(شفاء السائل)

سوال نمبر ۱۰۷

بعض کہتے ہیں کہ آج حضور پاک ﷺ میلاد والوں کو دیکھتے تو ناراض ہو جاتے ہیں؟

سوال نمبر ۱۰۸

بعض کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش ۸ یا ۹ ربیع الاول کو ہوئی؟

جواب: ... یہ سوال اپنی بدبختی کے اظہار کے لئے ہے ورنہ تاریخ اسلام بھری
پڑی ہے کہ میلاد کرنے والوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے نواز اور
انہیں کریمانہ انعامات سے بھی۔

﴿۱﴾...... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا الدر الثمین فی مبشرات النبی

الامین صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ:

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی ﷺ فلم یفتح لی سنة من السنیمن شی اصنع طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیاً فقسمة بین الناس فرایته ، ﷺ بین یدیه هذه الحمص متبهجا بشاشاً

کہ میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکوایا کرتا تھا ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ تو حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ کے روبرو پڑے ہیں اور آپ انہیں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔

﴿۲﴾ ...... یہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقیدہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن حضور ﷺ کے مولد میں حاضر تھا لوگ حضور اکرم ﷺ پر درود پڑھتے اور جو معجزے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اور بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا یکبارگی انوار ظاہر ہوئے پس میں نے ...ل لیا تو معلوم ہوا یہ انوار ملائکہ کے ہیں جو ایسی محافل پر مقرر ہیں میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین

ص ۲۷) خراسان کے ایک بادشاہ المعروف صفار (خواب میں د
گئے تو ان سے کہا گیا آپ کے ساتھ اللہ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا
بخش دیا۔ پوچھا گیا کس بات پر بخشش ہوئی تو انہوں نے کہا ایک
میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا اور اپنے لشکر پر نظر ڈالی تو مجھے ان کی کثر
بھلی معلوم ہوئی اور میں نے تمنا کی کہ کاش میں دربار رسالت
حاضر ہوتا اور ان لشکروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت
کرتا پس اللہ تعالیٰ نے یہ بات پسند فرمائی اور مجھے بخش دیا۔

(شفاء شریف ص ۲۷، ج

فائدہ: ...... جب اتنا خیال آنے اور تمنا کرنے پر یہ کرم فرمایا تو جو نیاز مند حضو
ہی کے ذکر و فکر میں رہیں اور آپ ﷺ کی عظمت کا مظاہرہ کریں ان کا
کہنا۔ حضرت محمد ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں
نے مجلس میں یہ نعت پڑھی۔

محمد بشر لا کالبشر

بل هو یاقوت بین الحجر

پیارے محمد ﷺ بشر ہیں لیکن حضور پاک ﷺ کی مثل کوئی بشر نہیں۔ آپ تو ایک
شان والے ہیں جیسے پتھروں میں یاقوت تو مجھے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی
حضرت دیدار علی شاہ صاحب اور حاجی امداد اللہ ایک محفل میلاد میں بیٹھے تھے

اچانک کھڑے ہو گئے پر کافی دیر کے بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا حضرت میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے تھے؟ جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے میرے ذوق وشوق اور محبت رسول نے کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنے پر مجبور کیا۔

(اخبار رضوان لاہور ۔ ۱۴ ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۳ء)

فائدہ:..... معلوم ہوا جو لوگ حضور پاک کا ذکر کرتے اور محفل میلاد شریف قائم کرتے ہیں حضور پاک ﷺ سنتے ، جانتے اور کرم فرماتے ہیں ایسے لوگوں کو سرکار کی خوشنودی حاصل اور رحمت خداوندی شامل ہوتی ہے ۔ خوش بخت ہیں وہ حضرات جن کو یہ توفیق وسعادت میسر آئی ہے اور وہ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ جو محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے ذکر پاک وعظمت وشوکت کو دیکھ کر جلیں اور اس کو روکنے کی ناکام کوشش کریں۔

میلاد کرنے والوں کے لئے خوشی کی داستانیں آپ نے پڑھ لیں اس سے یقین کر لیں کہ نہ کرنے والوں پر کتنا ناراض ہیں یہ وقت بتائے گا۔

فَانْتَظِرْ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ

سوال نمبر ۱۰۹

بعض کہتے ہیں کہ تاریخ دان کی تحقیق ہے ۱۲ ربیع الاول پیدائش کا دن نہیں ہو

جواب:..... اس کا اصل جواب تو گزر چکا ہے لیکن پھر بھی فقیر مخالفین کے اکا تحقیق عرض کرتا ہے کہ جس نے ۸، ۹ ولادت اور ۱۲ ربیع الاول کو وفات بتائی وہ غلط

﴿۱﴾..... ابن کثیر نے (البدایہ والنہایہ جلد دوم صفحہ ۲۵۱) میں لکھا ہے کہ ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

علامہ محمد بن سعد..... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چار شنبہ کو ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دو ہوئی۔

(طبقات ابن سعد جلد دوم ص ۶

امام ابوالقاسم سہیلی ۔ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صو بھی درست نہیں ہو سکتا ۔ ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا ۔ جس حساب سے ذی الحجہ ک خمیس (جمعرات) کو ہوئی اس کے بعد فرض کریں تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا مہینے انتیس دنوں کے یا بعض انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو دن نہیں آتا۔

(البدایہ النہایہ جلد دوم ص ۳۰

﴿۳﴾..... نواب صدیق حسین خان ، وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے اس دن آیہ الیوم اکملت لکم دینکم. نازل ہوئی

(شمامہ عنبریہ ص ۸۰

﴿۴﴾...... مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا اور بارہویں کو وفات جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو تو بارہ وفات ربیع الاول دو شنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

(نشر طیب ص ۲۴۱)

﴿۵﴾...... کلام آزاد ... کے مقالات کا مجموعہ رسول رحمت جس میں وصال شریف کی تاریخ ابو القاسم، سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱...... ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس تیس دن فرض کیا جائے یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

۲...... ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ یہ ہے:

صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
ذی الحجہ ۳۰ محرم وصفر ۲۹	۱	۸	۱۵
ذی الحجہ، محرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۲۹ محرم وصفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات اکاسی دن ہوتے ہیں اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔ غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے۔

(رسول رحمت ص ۲۵۴)

ایک شوشہ:

شبلی نعمانی نیچری المذہب نے لکھا کہ تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ہے اور اس نے ایک ہیئت دان محمود پاشا فلکی پر اعتماد کیا اور ہم نے سابقاً ایک حدیث سے اور متعدد تابعین تابعین کے محققین کے اقوال نقل کیے ہیں جن سے ثابت کر دکھلایا کہ صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ قاعدہ سب جانتے ہیں کہ جمہور کے سامنے ایک آدمی کی دال نہیں گلتی یہاں تک کہ شرع مطہرہ نے فرمایا کہ اگر جمہور صحابہ کرام کے سامنے ایک دو صحابیوں کے اقوال ناقابل قبول ہیں صرف مسئلہ کی توثیق کے لئے چند دیگر حوالہ جات حاضر ہیں۔

مورخین اور اہل سیر کی کثیر تعداد کے علاوہ محدثین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ ذیل کے مورخین نے اپنی کتب میں آقا ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہی قرار دیا ہے۔

﴿۱﴾ ...... سیرت ابن اسحٰق میں لکھا ہے:

ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول عام الفیل

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔

امام فن مغازی محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم ترین سیرت نگاروں میں شمار ہوتا ہے پہلے یہ کتاب ناپید تھی اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی تاہم اس کے اقتباسات سیرت کی کتب میں ملتے تھے مگر نقوش کے ''رسول اللہ ﷺ نمبر'' نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نمبر جلد اول میں لکھا ہے:

''ابن اسحٰق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے''۔

حضرت ابن اسحٰق کا سیرت نگاری میں منفرد مقام ہے وہ امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے ان کا انتقال ۱۵۰ھ یا شاید ۱۵۱ھ میں ہوا۔ صحابہ کرام، تابعین، اور تبع تابعین ہی کا کرم ہے کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کی حیات مقدسہ کے مختلف گوشے پوری جزئیات و تفصیلات کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ سرکار ﷺ کی سیرت پاک اور سرکار ﷺ کے ارشادات کا بنیادی اور اہم ماخذ یہی نقوش قدسیہ ہیں اس لئے جب ان کا کوئی قول سامنے آجائے اس کی اہمیت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں

ہوتی اس لئے سیرۃ ابن اسحاق کی اہمیت مسلم ہے علامہ شبلی نعمانی نے بھی لکھا ہے کہ کوئی کتاب ان کی کتاب کے رتبے کو نہیں پہنچی مگر افسوس ہے کہ اس کے باوجود انہوں نے ابن اسحاق کی بجائے انیسویں صدی کے ایک نجومی اور حساب دان کی بات کو زیادہ صحیح سمجھا اور ابن اسحاق کے بیان کردہ حقائق سے بلا جواز چشم پوشی کی۔

﴿۲﴾ ...... حضرت ابو محمد عبدالملک بن محمد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۱۳ھ نے ''سیرت ابن ہشام'' میں لکھا ہے:

''رسول خدا پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے جس سال کہ اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی''۔

''سیرت ابن ہشام'' ایک مستند کتاب ہے جس کی پانچ شرحیں، آٹھ تلخیصات اور چار منظومات لکھی جا چکی ہیں اس کے ترجمہ فارسی، اردو انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ہو چکے ہیں۔

﴿۳﴾ ...... عظیم مورخ اسلام علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے ''سیرۃ الانبیا'' میں لکھا کہ حضور کریم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۰ء کو ہوئی۔

﴿۴﴾ ...... شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے۔

﴿۵﴾ ...... طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت لکھا ہے۔

﴿۶﴾ ...... محقق ابن جوزی نے یہاں تک لکھ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول پر اجماع ہے۔

﴿۷﴾ ...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں لکھا ہے

بعض علماء کے اس قول پر دعویٰ کیا کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض کے نزدیک دو راتیں گزر چکی تھیں بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں اور بعض کے نزدیک دس راتیں بھی آئی ہیں اور پہلا قول اشہر اور اکثر ہے اور اہل مکہ کا جائے ولادت شریفہ کی زیارت اور مولود پڑھنے میں اور جو کچھ آداب وارضاع ہیں، ادا کرنے میں اسی قول یعنی بارہویں رات اور پیر کے دن پر ہی عمل ہے۔

﴿۸﴾......امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۸۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی تاریخ ۱۲ کو پیر کے دن طلوع کے قریب ہوئی۔

سوال نمبر ۱۱۰

بعض کہتے ہیں کہ میلاد شریف پر کتاب لکھنے کی بجائے نماز روزہ کے مسائل کی کتاب لکھو؟

جواب: ...... یہ میلاد دشمنی کی ایک مثال ہے کیونکہ ہم جہاں میلاد شریف کے متعلق کتابیں لکھتے ہیں احکام شرعیہ پر بھی بہت کچھ لکھتے ہیں ہمارے اکابر نے ہر موضوع پر کتابیں لکھی ہیں اور اب بھی لکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت لکھتے چلے جائیں گے لیکن بغض کے ماروں کو کبھی تسلی نہ ہوگی پھر ہم بھی کہہ دیں گے۔

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ۔

سوال نمبر ۱۱۱

بعض کہتے ہیں کہ ابولہب کا واقعہ خواب کا ہے اس لئے حجت نہیں ہوسکتا۔ میلاد کی خوشی میں؟

جواب: ...... وہ خوابی والی روایت صحاح ستہ میں ہے چنانچہ مسلم شریف کی حدیث کے مطابق ابولہب کے عذاب میں اس دن تخفیف کردی جاتی ہے جس نے اپنے بھتیجے کی

ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا اس واقعہ کو عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ امام سہیلی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ان العباس قال لما مات ابولهب راه يته في منامى بعد حول فى شر حال فقال ما ليت بعد كم راحة الا ان العذاب يخفف عنى كل يوم الاثنين۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابولہب مرگیا تو میں نے اس کو ایک سال بعد خواب میں بہت برے حال میں دیکھا اور کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد راحت نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ یوم اثنين وكانت ثوبية بشرت اباالهب بمولده فاعتقها

یعنی عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا لہٰذا جب پیر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس اظہار خوشی کے صلے میں عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔ اور بخاری جلد دوم کتاب النکاح باب وامھاتکم التی ارضعنکم ویحرم من الرضاعۃ میں ہے:

فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال له ماذا بقيته قال ابولهب لم الق بعد كم خيزا انى سقيت فى هذه بعتاقتى ثويبة

جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا پوچھا کیا گزری، ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی ہاں مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثوبیہ لونڈی کو آزادی کیا تھا۔ بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا اس کی لونڈی ثوبیہ نے آکر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ ﷺ) پیدا ہوئے۔

اس نے اس حدیث شریف کو محدثین شارحین حدیث اسی مقصد میلاد پر استدلال کرتے چلے آئے یہاں تک کہ وہابیوں کے آقا محمد بن عبدالوہاب کے لخت جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی کہا کہ ''ابولہب نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روز ولادت) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملتی ہوں گی) جو میلاد النبی ﷺ کی خوشی منائے گا۔ (ملخصا)

(مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۳، شائع کردہ حافظ عبدالغفور اہلحدیث جہلم)

خواب بھی فضائل کا استدلال ہوتا ہے کئی مسائل سچے خوابوں سے تعبیر ہوئے لیکن جسے بغض وعداوت ہو اس کا کیا علاج۔

سوال نمبر ۱۱۲:

کیا ہر پیر کے دن میلاد کرنے کا ثبوت ہے؟

جواب:...... جب پیر کے دن حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ مسلم ہے اور خود رسول اللہ ﷺ اسے بہت بڑی اہمیت دیتے تھے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

﴿۱﴾...... حضور سرور عالم ﷺ اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ صحیح مسلم کی کتاب الصیام میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے کہ حضور پاک ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس دن میری ولادت ہوئی تھی اور مجھ پر وحی کا نزول ہوا تھا۔

﴿۲﴾...... حضور اکرم ﷺ کو اپنے یوم پیدائش پر ہر ہفتے روزہ رکھتے دیکھ کر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ مثلاً حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس کی اہلیہ جن کا نام لبابہ یا سابہ تھا اور ام الفضل کی کنیت سے مشہور تھیں۔ انہوں نے خواتین میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام قبول کیا تھا ان کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہ بن حارث ان کی سگی بہن تھیں انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پالا تھا اور انہیں دودھ بھی پلایا تھا ان سے تین احادیث بھی مروی ہیں۔

(عہد نبوی کے نادر واقعات ص ۳۲،۳۳)

﴿۲﴾...... حضرت ام الفضل حضور کریم ﷺ کے یوم پیدائش کے حوالہ سے ہر دو شنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔

(سیر الصحابیات ص ۱۴۱)

﴿۳﴾...... حضرت اسامہ بن زید بھی ہر دو شنبہ (پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ام ایمن کے بیٹے تھے۔ ام ایمن حضور پاک ﷺ کی آیا اور پرورش کرنے والی تھیں جن کا اصل نام برکتہ تھا حضرت ام ایمن کے پہلے شوہر کی وفات کے بعد حضور پاک ﷺ نے فرمایا ام ایمن رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں ان

سے کون شادی کرے گا۔ تو حضرت زید نے ان سے شادی کر لی حضور پاک ﷺ
حضرت زید بن حارثہ سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے
آقا حضور پاک ﷺ کی محبت کا تو یہ عالم تھا کہ جب "حب رسول" کے لقب سے
مشہور ہوئے طبقات ابن سعد، چہارم میں ہے۔ حضرت اسامہ کے غلام کہتے ہیں کہ وہ
دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ سفر میں روزہ رکھتے ہیں
حالانکہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ شنبہ
اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔

(نقوش۔ رسول نمبر جلد ہفتم۔ ص ۲۸۰)

﴿۴﴾ ..... حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ میرا گزر
حضرت عامر انصاری کے مکان کی طرف ہوا ہم نے دیکھا کہ عامر اپنے کنبہ والوں اور
بیٹوں کو آنحضرت ﷺ کے واقعات ولادت سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے یہی دن
تھا۔ (یعنی پیر کا دن) جس میں حضور پاک ﷺ اس عالم دنیا میں رونق افروز ہوئے
تو حضور اکرم ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: .....

ان الله فتح لك ابواب الرحمة والملئكة كلهم يستغفرون لك من فعل
فعلك يحل بحالك

بے شک تمہارے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں جو شخص تمہارے جیسا کام کرے گا وہ
ایسا ہی اجر پائے گا۔

(رسول الکلام فی بیان المولد والقیام (۱۳۰۱) التنویر فی مولد السراج المنیر از امام عمر
بن حسن محدث اندلسی ص ۳۴، ۵۴۴، ۶۲۳/ الفقیہ امرتسر۔ میلاد نمبر ۱۹۳۲ء ص ۱۹)

﴿۵﴾ ..... ایسے حالات پڑھ کر ہمیں کرید ہوئی کہ پیر کے دن کی اہمیت پر کچھ اور حقائق
بھی معلوم کیے جائیں اس نقطہ نظر سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ
کے والد گرامی اور والدہ مکرمہ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا)
کی شادی بھی پیر کے دن ہوئی تھی اس دن جمادی الاخریٰ کی پہلی تھی۔

(ماہنامہ الوارث کراچی۔ اپریل ۱۹۹۱ء ص ۳۷، ۳۸، مضمون اسلامی مہینوں کے
فضائل از سید معراج جامی)

﴿۶﴾ ..... ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی پاک ﷺ
نے اپنی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کے ساتھ اسی دن کی ہو گی۔

﴿۸﴾ ..... پیر کے دن کی اہمیت کے حوالے سے حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے دوشنبہ (پیر) کے دن درخت پیدا کیا۔

(ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی "علموا اولادکم محبت رسول الله" ص ۴۶)

درخت کو کئی خصوصیات حاصل ہیں ایک یہ کہ یہ سایہ دار ہوتا ہے اس کی ٹھنڈی چھاؤں
میں انسان حیوان سب کو آرام ملتا ہے۔ انسانیت کے لئے اس کے مفید ہونے کے
بارے میں ماہرین جمادات بہت کچھ لکھتے ہیں لیکن اہل محبت کے نزدیک درخت سبز
ہوتا ہے گویا یہ گنبد خضریٰ کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا ہے اور سب سے اہم خصوصیت یہ
ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے مبارک سراپا کو دیکھ کر آپ ﷺ کی طرف جھک
جاتا تھا بحیرا راہب سے جب حضرت ابوطالب نے پوچھا کہ اسے حضور پاک ﷺ
کے نبی ہونے کا یقین کیسے ہے تو اس نے جواب دیا کہ جب یہ پہاڑ سے اتر رہے تھے
تو درخت انہیں سجدہ کرتے تھے درخت کی اہمیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں
اس کا وجود رکھا ہے کتابوں میں ہے کہ درخت بھی محبوب کبریا ﷺ پر درود پڑھتے

ہیں یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھولوں کے بادشاہ گلاب کو حضور پاک ﷺ کے
پسینہ مبارک سے پیدا کیا۔ (شہناز کوثر۔ قوس قزح۔ ص ۱۲۵) حضور پاک ﷺ سے
درخت کی نسبت کئی لحاظ سے بہت وقیع ہے۔

﴿۹﴾...... جب آقا حضور ﷺ غار ثور سے پیر کے دن نکلے اور ام معبد کے خیمے پر
قیام فرمایا وہیں آپ ﷺ نے نماز کے وقت وضو فرمایا جس جگہ وضو کا پانی ٹھہرا تھا
وہاں ایک عجیب و غریب درخت پیدا ہوا جس پر نہایت خوش ذائقہ پھل لگتے تھے یہ
پھل بیماروں کے کام آتے تھے۔ حضور ﷺ کی حیات تک وہ درخت رہا وصال
کے بعد وہ درخت بھی سوکھ گیا۔

(عبدالعزیز ہزاروی۔ سیرۃ مصطفیٰ۔ ص ۱۸۶)

یعنی اس درخت کی ابتداء پیر کے دن ہوئی اور پیر کے دن ہی یہ سوکھ گیا۔

﴿۱۰﴾...... جوں جوں پیر کے دن کی خصوصیت اور اہمیت کے متعلق تحقیق کی گئی
نئی نئی باتیں معلوم ہوئیں پتہ چلا کہ پیر کے دن شنبہ کے دن امت کے اعمال پیش
ہوتے ہیں۔

(طبقات ابن اسعد، حصہ چہارم)

﴿۱۱﴾...... ہر پیر (دوشنبہ) اور جمعرات (پنج شنبہ) کو امت کے اعمال حضور پاک ﷺ
کے سامنے پیش ہوتے ہیں اگر امت کے اعمال نیک ہوں تو حضور پاک ﷺ شکر ادا
فرماتے ہیں اور اگر اعمال بد ہوں تو خدا تعالیٰ سے اپنی گنہگار امت کی بخشش کی دعا
فرماتے ہیں۔

(رحمۃ اللعالمین ص ۳۶۱)

﴿۱۲﴾...... پیر کے دن کی اہمیت کے ان دلائل کے پیش نظر، کوشش کی گئی ہے کہ حضور
نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں پیر کے دن سے حوالہ سے جو خاص واقعات ہوئے

ان کے بارے میں تحقیق کی جائے چنانچہ معلوم ہوا کہ حجر اسود کی تنصیب کے معاملے پر
قبائل عرب میں متوقع لڑائی کو بھی پیر کے دن روکا گیا۔

﴿۱۳﴾...... اللہ کریم نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل کی تو انکے پسندیدہ
دن پیر کو۔

﴿۱۴﴾...... نزول وحی کے قریباً تین سال بعد اعلان نبوت بھی اسی دن کیا گیا۔

﴿۱۵﴾...... سرکار ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج پر بلایا تو پیر کو۔ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کو خدا سے مانگنے کی دعا بھی پیر کے دن کی گئی۔

﴿۱۶﴾...... ہجرت مدینہ میں بھی پیر کے دن کو خاص اہمیت حاصل رہی۔

﴿۱۷﴾...... کفار سے جو جنگیں حضور اکرم ﷺ کی قیادت میں لڑی گئیں ان میں
سے بہت سے غزوے یا تو پیر کے دن لڑے گئے یا ان کے غزوات کے لئے سفر کا
آغاز پیر کے دن کیا گیا۔

﴿۱۸﴾...... غزوہ احزاب (خندق) کے لئے فتح کی دعا حضور نبی کریم ﷺ نے
اپنے خیمہ مبارک میں (جہاں اب مسجد فتح ہے) پیر کے دن مانگی۔

﴿۱۹﴾...... مختلف سرایا بھی دوشنبہ (پیر) سے متعلق دکھائی دیتے ہیں۔

﴿۲۰﴾...... صلح حدیبیہ، عمرۃ القضاء، فتح مکہ

﴿۲۱﴾...... حجۃ الوداع میں بھی دوشنبہ صاف نظر آتا ہے۔

﴿۲۲﴾...... حضور آقا و مولا ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو دوسری بیویوں سے اجازت لے
کر آپ پیر کے دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں منتقل ہو گئے۔

﴿۲۳﴾...... اس کے بعد دوسری پیر ۱۲ ربیع الاول کو وصال ہوا۔

(مولانا عبدالرؤف داناپوری۔ اصح السیر۔ ص ۵۱۱،۵۱۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیر کے دن دنیا میں بھیجا اور پیر ہی کے دن انہیں واپس بلالیا۔

﴿۲۴﴾...... اللہ کریم نے پیر کے دن مختلف حیثیتوں سے اہمیت عطاء کی اور حضور پاک ﷺ کی حیات طیبہ میں پیر کا دن بہت واضح دکھائی دیتا ہے تو ہمارے لئے ضروری ٹھہرتا ہے کہ ہم بھی اس دن کو بہت اہمیت دیں۔

﴿۲۵﴾...... حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کے حوالے سے بھی اس دن کو یاد رکھیں اور منائیں۔ روزہ رکھیں، درود وسلام کی کثرت کریں، محافل میلاد برپا کریں۔

﴿۲۶﴾...... اس دن ابولہب نے حضرت ثویبہ کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں آزاد کردیا تھا تو پیر کا دن عورتوں کی آزادی کا روز اول ٹھہرا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید، احادیث مقدسہ اور سیرت طیبہ میں جتنی آزادی عورتوں کو دی گئی ہے اور جو اہمیت انہیں حاصل ہے اس سے سرمو انحراف نہ کریں۔

﴿۲۷﴾...... والدین مصطفیٰ کی شادی پیر کے دن ہوئی۔

﴿۲۸﴾...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور پاک ﷺ کا نکاح پیر کو ہوا۔

﴿۲۹﴾...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی بھی اسی دن ہوئی تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ آج کل بھی لوگ شادیاں پیر کے دن کیا کریں۔

حجر اسود کو کعبۃ اللہ کی دیوار میں رکھنے پر قبائل میں جو جھگڑا ہونے والا تھا وہ بھی پیر کے دن ہوا تو کیا پیر کو صلح صفائی اور جھگڑے ختم کرنے کے دن کے طور پر منایا جانا بہتر نہ

ہوگا۔ اسی طرح ہمیں انفرادی اور اجتماعی کاموں کا آغاز اس مبارک دن سے کرنا زیادہ اچھا ہوگا اور جب پیر کو امت کے اعمال حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں تو کتنا اچھا ہو، اگر ہمارے اعمال اس کیفیت میں پیش ہوں کہ ہم اس وقت اپنے آقا و مولا ﷺ کے حضور ہدیہ درود شریف پیش کررہے ہوں خدا کرے ہم پیر کے دن کی اہمیت کے پیش نظر اپنے کاموں کی ابتداء اس دن کریں اور اسی دن زیادہ سے زیادہ سے عبادت کریں اور حضور سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں زیادہ سے زیادہ درود پاک پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوں (آمین)

(نور الحبیب بصیر پور، اوکاڑہ)

فائدہ:...... ان تمام امور کو مدنظر رکھ کر سوچیں کہ اگر عاشق رسول اللہ ﷺ پیر کے دن میلاد کرتا ہے تو اسے ثبوت کی ضرورت کیا ہے وہ ابھی اسی فہرست میں ہے کہ صحابہ کرام بھی پیر کے دن میلاد کی محافل منعقد کرتے تھے اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو خود حضور نبی کریم ﷺ نے نوید بھی سنائی۔

فقط والسلام

ہذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۱ ذی الحجہ بروز ہفتہ...... قبل صلوٰۃ العصر

فہرست کتب

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان
مولانا **ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی** صاحب
کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

نمبر	نام کتاب	نمبر	نام کتاب
9	ہم عقیدہ توحید کے غیور سپاہی	10	فہم زکوٰۃ
11	تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ سیمینار	12	منصب نبوت اور عقیدہ مومن
13	سانحہ داتا دربار	14	رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر
15	محبت رسول ﷺ	16	مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے
17	معراج النبی ﷺ کے نوازشاتی پہلو	18	صراط مستقیم کی روشنی
19	محبت ولی کی شرعی حیثیت	20	اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل
21	صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں	22	ترک تقلید تباہ کاریاں
23	فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات	24	رسول اللہ ﷺ کی نماز
25	ربط ملت اور اہل سنت کی ذمہ داریاں	26	فحش گانوں کا عذاب
27	خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	28	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق
29	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت بانی فقہ		

دیگر اداروں کی کتب

نمبر	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ	مرتب سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ	440
2	دروس پیر مہر علی شاہ	از پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	90

حضرت علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی کی تصنیفات

نمبر	نام کتاب	قیمت
1	آؤ میلاد منائیں	250
2	دروس القرآن	170
3	مسئلہ رفع یدین	120
4	خطباتِ میلاد شریف	160
5	مسلک غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مخالفین	160
6	اہل سنت کی پہچان	150

نمبر	نام کتاب	قیمت
7	اہل جنت اہل سنت	150
8	حضور ﷺ مالک و مختار ہیں	140
9	شب اسریٰ کے دولہا ﷺ	130
10	اختلاف ختم ہو سکتا ہے	130
11	شب اسریٰ کے دولہا ﷺ	130
12	شرک کیا ہے مشرک کون؟	120
13	بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم	120
14	اسلامی تربیتی نصاب	100
15	مقام سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	80
16	اسلامی عقیدہ	60
17	اسلامی عقیدہ پاکٹ سائز	50
18	نعرۂ رسالت ﷺ پر اجماعِ اُمت مع پکارو یارسول اللہ ﷺ	50
19	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے عقائد و نظریات	50
20	ہم رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟	50
21	چالیس احادیث	40

نمبر	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	عرفان الحدیث	مولانا مفتی محمد اشرف جلالی	300
2	گوشہ خواتین	مولانا مفتی محمد اشرف جلالی	250
1	اسرار قیامت	محمد ارشد خان جلالی	220
1	تحفہ معراج النبی ﷺ	مولانا محمد نعیم اللہ خان قادری	400
2	تحفۂ عید میلاد النبی ﷺ	مولانا محمد نعیم اللہ خان قادری	280
3	انوار حافظ الحدیث	مولانا محمد نعیم اللہ خان قادری	180
4	مختصر شرح سلام رضا	مولانا محمد نعیم اللہ خان قادری	130

5	ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	120
6	شرح قصیدہ نور........	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	70
7	نکاح کی حکمتیں اور فوائد........	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	60
8	قرآن پاک کے آداب........	مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری	40
1	بچپن مصطفیٰ ﷺ........	مولانا محمد شریف القادری	50
2	مالک کل ﷺ........	مولانا محمد شریف القادری	40
1	باعث تخلیق کائنات ﷺ کی دھوم	علامہ ریاست علی مجددی	160
2	معراج مصطفیٰ ﷺ کی حکمتیں....	علامہ ریاست علی مجددی	70
3	یاد حسین رضی اللہ عنہ........	علامہ ریاست علی مجددی	50
4	کشتیاں........	علامہ ریاست علی مجددی	50
5	باب امن جنتی دروازہ........	علامہ ریاست علی مجددی	45
6	برکات الرجب........	علامہ ریاست علی مجددی	40
7	برکات تراویح........	علامہ ریاست علی مجددی	60
1	آئینہ اہل سنت........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	400
2	شاہراہ اہل سنت........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	350
3	انوار اہلسنت........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	320
4	افتخار اہلسنت........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	150
5	محبت کی باتیں........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	40
6	جرأتوں کا قافلہ........	مولانا ابو کلیم محمد صدیق فانی	30
1	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ........	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	80
2	اہل سنت و جماعت........	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	20
3	سنی جاگ........	مولانا سید محمد عرفان شاہ مشہدی	20

اویسی بک سٹال

0346-6172671